BOOKS GIVE US WINGS
NATIONAL BOOK FOUNDATION

جنوبی ایشیا کے
اردو مجموعہ ہائے فتاویٰ

(۱۹ویں اور ۲۰ویں صدی عیسوی)

مجیب احمد

Marfat.com

جنوبی ایشیا کے اُردو مجموعہ ہائے فتاویٰ

(اُنیسویں اور بیسویں صدی عیسوی)

مجیب احمد

BOOKS GIVE US WINGS
NATIONAL BOOK FOUNDATION

نیشنل بُک فاؤنڈیشن

اسلام آباد

Marfat.com

297.35
ج 23
٩٦٢١٢
٢/-

©2011 نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ یہ کتاب یا اس کا کوئی حصہ کسی بھی شکل میں
نیشنل بک فاؤنڈیشن کی باقاعدہ تحریری اجازت کے بغیر شائع نہیں کیا جاسکتا۔

نگران: مظہرالاسلام

مصنف: مجیب احمد

سرورق: مظہرالاسلام ۔ منصور احمد

طبع اوّل: 2011ء

تعداد: 1000

قیمت: -/240روپے

کوڈ نمبر: GNU-387

آئی ایس بی این: 978-969-37-0291-0

طابع: پرنٹ ماسٹر، بلیو ایریا، اسلام آباد فون: 0300-5545068

نیشنل بک فاؤنڈیشن کی دیگر مطبوعات کے بارے میں معلومات کے لئے رابطہ کیجئے۔

ویب سائٹ http://www.nbf.org.pk یا فون 92-51-9261125

یا ای میل books@nbf.org.pk

Marfat.com

انتساب

جہاں جہاں سے حروف کی پہچان ملی

Marfat.com

Marfat.com

فہرست

پیش لفظ 9

ابتدائیہ 11

تحقیق فقہ، تاریخ الفقہ، تدوین فقہ، اجتہاد، تحقیق الفتوی،
تاریخ الفتوی، آداب المفتی، آداب المستفتی، حواشی وحوالہ جات

باب اوّل:۔ جنوبی ایشیا میں فقہ (حنفی) کا آغاز و اشاعت 27

فقہ (حنفی) کا آغاز، سلاطینِ دہلی کا عہد (۱۲۰۶ء۔۱۵۲۶ء)، عہد مغلیہ
(۱۵۲۶ء۔۱۸۵۷ء)، برطانوی عہد (۱۸۵۸ء۔۱۹۴۷ء)،
حواشی وحوالہ جات

باب دوّم:۔ جنوبی ایشیا میں اردو فتاویٰ کا آغاز و ارتقاء 43

دارالافتاء کی ابتداء، انیسویں صدی عیسوی کے مفتی حضرات اور ان
کے مجموعہ ہائے فتاویٰ، بیسویں صدی عیسوی کے مفتی حضرات اور
ان کے مجموعہ ہائے فتاویٰ، انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی کی چند
معروف فقہی کتب، حواشی وحوالہ جات

Marfat.com

باب سوم:۔ پاکستان اور بھارت میں قائم فقہی تحقیقی ادارے 151
پاکستان میں قائم فقہی تحقیقی ادارے، ادارۂ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد، اسلامی مشاورتی کونسل اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد، بنوں فقہی کانفرنس، بھارت میں قائم فقہی تحقیقی ادارے، مجلس تحقیقاتِ شرعیہ، لکھنؤ، ادارۂ المباحث الفقھیہ، اسلامی فقہ اکیڈمی، نئی دہلی، مجلس شرعی، مبارک پور، مرکز تربیت افتاء، اوجھا گنج، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی، فقہی سیمینار بورڈ، دہلی،
حواشی وحوالہ جات

اختتامیہ 169

کتابیات 173

اشاریہ 203

Marfat.com

پیش لفظ

مئی ۱۹۹۴ء میں مولانا ابو یوسف محمد شریفؒ محدث کوٹلوی (م۔۱۹۵۱ء) کی سوانح حیات، تذکرہ فقیہِ اعظم کی اشاعت کے بعد، ان کے فتاویٰ مرتب کرنے کا منصوبہ شروع کیا۔ ''شریفیہ'' کی ابتدا میں ''مقدمہ'' کے طور پر جنوبی ایشیا میں فقہ (حنفی) کی ابتداء، تاریخ و تعارف کتب فقہ (حنفی)، خصوصاً مجموعہ ہائے فتاویٰ کا ذکر آنا ضروری تھا۔ جب ''مقدمہ'' کی تیاری کے لیے تحقیق کا آغاز کیا تو اس موضوع پر اتنا زیادہ مواد دستیاب ہوا کہ جو بذاتِ خود، ایک مستقل کتاب کا متقاضی تھا۔ چنانچہ ''فتاویٰ شریفیہ'' کا منصوبہ بوجوہ التواء کا شکار ہو گیا اور زیر نظر کتاب کی تکمیل میں زیادہ مصروف رہا۔ ساتھ ہی اپنی پی ایچ ڈی کی تحقیق اور درس و تدریس کے علاوہ دیگر علمی مصروفیات رہیں۔ اس لیے ''مقدمہ'' کو موجودہ کتابی صورت دینے میں چودہ سال سے زائد کا عرصہ صرف ہو گیا۔

چونکہ فتویٰ نویسی ایک مسلسل اور مستقل عمل ہے، اس لیے ۲۰۰۹ء تک دستیاب تمام (حنفی) اردو مجموعہ ہائے فتاویٰ کا تذکرہ شامل کتاب ہے۔ کتاب میں مذکورہ تمام مجموعہ ہائے فتاویٰ و فقہی کتب، سوائے ایک دو کے، زیر مطالعہ رہی ہیں۔ جس کے لیے پاکستان کے صوبہ پنجاب، شمال مغربی سرحدی صوبہ (اب خیبر پختون خواہ)، سندھ اور بلوچستان اور بھارت کے صوبہ یو پی اور دہلی کے معروف سرکاری کتب خانوں، دینی مدارس اور مختلف تحقیقی اداروں کے علاوہ کئی احباب کے ذاتی ذخیرہ کتب سے بھی استفادہ کیا گیا۔ جس کے لیے میں ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کتاب کے مسودہ کو مختلف مراحل میں ڈاکٹر محمد خالد مسعود، ڈاکٹر محمد طاہر منصوری اور ڈاکٹر محمد الغزالی نے دیکھا اور مفید تجاویز دیں، جس کے لیے میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ تحقیق میں کوئی بات حرف آخر نہیں ہوتی۔ اس لیے قارئین سے گذارش ہے کہ کتاب میں جو کمی یا خامی نظر آئے، براہ

Marfat.com

مہربانی اس سے ضرور آگاہ کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جاسکے۔

اپنے برادرِ بزرگ مقبول احمد کا شکریہ ادا کرنا بھی میں ایک خوشگوار فریضہ سمجھتا ہوں، جنہوں نے نہایت محنت اور توجہ سے کمپوزنگ کی اور ساتھ ہی نیشنل بک فاؤنڈیشن کی انتظامیہ کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ جن کے تعاون سے ''مقدمہ'' نے موجودہ کتابی صورت اختیار کی۔

مجیب احمد

Marfat.com

ابتدائیہ

Marfat.com

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت وفلاح کے لیے قرآن مجید کو اپنی آخری اور مکمل الہامی کتاب بنا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر نازل کیا۔ قرآن مجید کے بعد، احادیث نبوی انسانی رشد وہدایت کا سرچشمہ ہیں۔ صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے ذریعے یہ عظیم الہامی اور نبوی سرمایہ فلاح ونجات، تاریخ کا طویل سفر طے کر کے، آج بھی دنیا کے سامنے اپنی اصل شکل میں موجود ہے۔

عہد نبوی میں باضابطہ ماٰخذ قانون، قرآن مجید اور احادیث نبوی ہی تھیں۔ حضرت معاذؓ بن جبل (م۔ ۶۳۹ء) والی حدیث[1] کی رو سے، اجتہاد بھی عہد نبوی میں ہی ماخذ قانون اسلامی بن گیا تھا۔ اس کے علاوہ، اسلام کے بالکل ابتدائی ایام میں مکہ مکرمہ کے رسوم ورواج، سوائے بت پرستی کے، مسلمانوں کے لیے قانون ہی کا درجہ رکھتے تھے۔ مختلف ممالک اور اقوام سے عہد نبوی میں کیے گئے معاہدات اور ان کی شرائط بھی قانون کا عارضی درجہ، یعنی جب تک معاہدہ برقرار رہے گا، رکھتی تھیں۔ دیگر انبیاء کرامؑ کی شریعت کے بعض احکام بھی مسلمانوں کے لیے ماٰخذ قانون تھے۔ تاہم عہد نبوی میں اجماع کی نہ تو ضرورت تھی اور نہ ہی اس کی کوئی اہمیت تھی۔ اس لیے اجماع کا اس وقت رسمی وجود بھی نہیں تھا۔[2]

تحقیق فقہ

فقہ کے لغوی معنی 'جاننا'، 'شق کرنا' اور 'کھولنا' کے ہیں جبکہ اس کے اصطلاحی معنی 'قانون' کے ہیں۔ فقہ کا عام مفہوم اور تعریف یہ ہے کہ شرعی اور فرعی احکام کے اس علم کو فقہ کہتے ہیں جو ان احکام کے تفصیلی دلائل سے اخذ اور حاصل کیے گیے ہوں۔ احکام شریعت اور شارع کے مقصود کو قرائن اور جودت طبع سے معلوم کرنے والے کو فقیہ اور شرعی دلائل میں اس طرح غور وفکر کرنا کہ ان کے ذریعے احکام اور اوامر ونواہی معلوم ہو سکیں، اصول الفقہ کہلاتا ہے۔

تاریخ الفقہ

صحابہ کرامؓ نے فقہ نبوی کا ایک عظیم ذخیرہ اپنے پیچھے یادگار چھوڑا ہے۔ یہ فقہ، مجموعہ سنن تھا

Marfat.com

جس میں سننِ نبوی بطور ماخذ شامل تھیں۔ فقہ نبوی اور سننِ صحابہ کرامؓ کو تابعینؒ نے اپنے سینے سے لگایا۔ تابعینؒ کے عہد میں فقہاء کی ایک جماعت نے قرآن مجید اور احادیث نبوی کو بنیاد بناتے ہوئے، ان کے مقرر کردہ قوانین وحدود کے مطابق، تحقیق کر کے ایک ایسا ضابطۂ حیات مرتب کرنا شروع کیا، جو ہر زمانے میں مفید، ہر جگہ اور ہر دور میں قابل عمل اور باعث تقلید ہو۔ ایسے ہی جامع ضابطۂ حیات کو فقۂ اسلامی کہا جاتا ہے۔ جو دراصل قرآن مجید کی تفسیر اور باطنِ حدیث ہے۔[۳]

عہد نبوی سے آج تک، فقہ اسلامی کی تاریخ کو چھ مختلف ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ان ادوار میں مرتب شدہ فقہ پر مسلمانوں کے مخصوص سیاسی، سماجی اور اجتماعی حالات وواقعات کا بڑا گہرا اثر پڑا ہے۔ ۳۳ء/۶۳۲ء سے ۶۱ء/۶۶۰ء تک کبار صحابہ کرامؓ کے دور میں فتوحات کی کثرت اور مختلف النوع تہذیبی وتمدنی زندگی کی وجہ سے اس عہد میں نئے نئے سیاسی واجتماعی مسائل ابھر کر سامنے آئے۔ ان مسائل کے حل کے لئے اجماع اور رائے کا استعمال عام ہوا۔ فقہ اور استدلال کی باقاعدہ بنیاد، صغار صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے عہد، یعنی ۶۲ء/۶۶۱ء سے آٹھویں صدی عیسوی کے آغاز تک میں پڑی۔ علاوہ ازیں رائے اور قیاس، استحسان اور استصلاح کا بھی استعمال عام ہوا۔[۴] آٹھویں صدی عیسوی کی ابتداء سے ۹۶۱ء تک کے عرصہ میں فقہ نے ایک مستقل علم کی حیثیت اختیار کر لی۔ اس دور میں تمدن کی وسعت اور نئی نئی ضروریات کے تحت فقہ اور اصول الفقہ کی تدوین شروع ہوئی۔ یہ عہد کبار آئمہ اور ان کے تلامذہ کا ہے۔ اس میں تدوین حدیث نبوی اور فقہ کے علاوہ، قیاس اور رائے کی جگہ، اجتہاد اور اجماع عام ہوا۔ بعد ازاں سقوط بغداد (۱۲۵۸ء) تک، آئمہ کے مسائل کی تحقیق کے لئے جدل کی گرم بازاری ہوئی، فقہی مسائل کثرت سے پیدا ہوئے، خاص خاص فقہی مذاہب کی پابندی اور تائید کا دور بھی شروع ہوا۔ تا آنکہ سقوط بغداد کے بعد آج تک تقلید محض کا ہی دور ہے۔[۵]

کسی مسئلہ کے حل کے لئے صحابہ کرامؓ پہلے قرآن مجید پھر احادیث نبوی سے استدلال کرتے تھے۔ اگر ان دونوں میں کوئی واضح حکم نہ ملتا تو وہ ایک دوسرے سے دریافت کرتے تھے کہ کیا اس مسئلہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلّم کا کوئی فیصلہ موجود ہے؟ اگر کوئی فیصلہ موجود ہوتا تو

Marfat.com

صحابہ کرامؓ اس کے مطابق اپنا فیصلہ دیتے۔ یہ عمل حضرت ابوبکر صدیقؓ (م ۔۶۳۴ء) کے عہد (۶۳۲ء۔۶۳۴ء) تک جاری رہا۔ حضرت عمر فاروقؓ (م ۔۶۴۴ء) قرآن مجید اور احادیث نبوی کے بعد، حضرت ابوبکر صدیقؓ کا عمل بھی دیکھتے تھے۔ حضرت عثمان غنیؓ (م ۔۶۵۶ء) اور حضرت علیؓ (۶۰۳ء۔۶۶۱ء) کا بھی یہی دستور رہا۔[6] خلافت راشدہ (۶۳۲ء۔۶۶۱ء) کے بعد مسلمانوں میں جو سیاسی اختلافات پیدا ہوئے، ان کا اثر استنباط احکام پر بھی پڑا۔ اسی دور میں احادیث نبوی روایت کرنے کا بھی رواج عام ہوا۔ صحابہ کرامؓ جزیرۃ العرب کے مختلف علاقوں میں پھیل گئے۔ ان کے تلامذہ، حضرات تابعینؒ بھی ان کے ہمراہ تھے۔ اس لئے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، کوفہ، بصرہ، شام، مصر اور یمن فقہی مراکز کی حیثیت سے اہمیت اختیار کر گئے۔ صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ، کیونکہ احادیث نبوی کی روشنی میں فتوی دیتے تھے، اس لئے اس دور میں حدیث اور قیاس میں نزاع پیدا ہوا۔ ایک گروہ ایسا تھا جو فتوی کو صرف حدیث نبوی تک ہی محدود نہ رکھتا تھا بلکہ عمل، عرف اور اجماع اہل مدینہ منورہ پر بھی زور دیتا تھا۔ یہ گروہ صرف ظواہر نصوص سے ہی غرض رکھتا تھا، ان کے علل و اسباب سے بحث نہیں کرتا تھا۔ یہ صرف ان ہی احادیث نبوی کی رو سے فتوی دیتا تھا جو ان کو ملتی تھیں۔ اس گروہ کا مرکز مدینہ منورہ تھا۔

دوسرا گروہ وہ تھا جو شریعت کو ایک عقلی اور اصولی چیز سمجھتا تھا۔ ان کا اعتقاد تھا کہ شریعت کے احکام کی عقلی وجوہ سمجھ آ سکتی ہیں اور وہ ایسے مضبوط اصولوں پر قائم ہے جو خود قرآن مجید اور احادیث نبوی سے ماخوذ ہیں۔ اس لئے اس گروہ کے افراد کو جب قرآن مجید اور احادیث نبوی سے کوئی تصریح نہیں ملتی تھی تو ان کو رائے اور قیاس سے فتوی دینے میں کوئی تامل نہیں ہوتا تھا۔ اس کے باوجود یہ گروہ عمل بالکتاب والسنۃ میں پہلے گروہ کے مخالف نہ تھا۔ بسا اوقات اصول شریعت کے مخالف ہونے کی بنا پر، یہ گروہ بعض احادیث نبوی کو، بالخصوص جب دوسری احادیث نبوی ان کے معارض و مخالف ہوتی تھیں، رد بھی کر دیتا تھا۔ اس گروہ کا مرکز کوفہ تھا۔ یہاں کے فقہاء احکام کے علل و اسباب کا سراغ لگاتے تھے۔[7]

حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (م ۔۶۵۳ء) کو معلم بنا کر کوفہ روانہ

Marfat.com

کیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ماہر قانون تھے اور وہ کوفہ میں درس دیتے رہے جس میں قانونی مباحث اور فقیہانہ نکات زیادہ ہوتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد، ان کے ایک شاگرد علقمہ بن قیس نخعیؒ (م۔۸۲ء/۶۸۱ء) نے یہ سلسلۂ درس جاری رکھا۔ ان کی وفات کے بعد، ان کے شاگرد ابراہیم نخعیؒ (۶۷۰ء۔۷۱۷ء) نے یہ منصب تدریس سنبھالا۔ ابراہیم نخعیؒ کی وفات کے بعد، ان کے ایک شاگرد حماد بن ابی سلیمانؒ (م۔۷۳۸ء) نے فرائض درس وتدریس سرانجام دینے شروع کیے۔ ان کی وفات کے بعد، ان کے ایک ممتاز شاگرد نعمان بن ثابت ابوحنیفہؒ (۶۹۹ء۔۷۶۷ء) نے کوفہ میں دروس فقہ کا سلسلہ جاری رکھا۔[8] اسی دور میں امام زید بن علیؒ (۶۹۹ء/۷۰۰ء۔۷۳۹ء) بھی موجود تھے اور ان کا شمار بھی جید فقہاء میں ہوتا تھا۔ انہوں نے فقہ پر ایک کتاب **المجموع فی الفقہ** لکھی تھی۔ امام زید بن علیؒ کے علاوہ امام محمد باقرؒ (۶۷۶ء۔۷۳۳ء) اور امام جعفر بن محمد الصادقؒ (۶۹۹ء۔۷۶۵ء) بھی مشہور آئمہ فقہ میں سے تھے، جو حضرت علیؓ اور ان کے اہل بیت سے مروی احادیث نبوی اور فقہ کو ترتیب دے رہے تھے۔[9]

تدوین فقہ

تدوین فقہ کی باقاعدہ ابتدا، ۷۱۹ء اور ۷۴۳ء کے درمیانی عرصہ میں ہوئی اور امام ابو حنیفہؒ پہلے شخص ہیں، جنہوں نے تدوین فقہ کی داغ بیل ڈالی۔ انہوں نے جس قدر مسائل مدوّن کیے، ان کی تعداد لاکھوں سے کم نہ تھی۔[10] امام ابوحنیفہؒ نے انفرادی کوششوں کی بجائے، اسلامی قانون کی تدوین اجتماعی طور پر شروع کی۔ ان کا طریقہ اور سوچ یہ تھی کہ جن امور میں لوگوں کے مبتلا ہونے کا اندیشہ یا امکان ہے، ان پر اہل علم وفکر کو پہلے ہی سے غور کر لینا چاہیے۔ تا کہ بوقت ضرورت انہیں کوئی پریشانی نہ ہو۔ چنانچہ اس سوچ کے تحت، امام ابوحنیفہؒ نے اپنے تلامذہ میں سے چالیس ممتاز ترین ماہرینِ قانون منتخب کر کے، بقول ڈاکٹر محمد حمید اللہ (۱۹۰۸ء۔۲۰۰۲ء)، تدوین فقہ کے لیے ایک مجلس قائم کی۔ انتخاب مجلس میں اس بات کا خاص خیال رکھا جاتا کہ جو لوگ قانون کے علاوہ دیگر علوم اور معاملات میں ماہر ہوں، ان کو بھی اس مجلس کا رکن بنایا جائے۔ اس مجلس میں مختلف نوعیت کے مسائل زیرِ بحث آتے تھے۔ بعض مسائل پر تو بحث کئی ماہ تک جاری رہتی اور ختم اس

Marfat.com

وقت ہی ہوتی جب تمام اراکین مجلس کسی ایک متفقہ فیصلہ پر پہنچ جاتے۔اس کے بعد مجلس کے قیم،امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیمؒ (۷۳۱ء/۳۲ء۔۷۹۸ء) اس متفقہ فیصلے کو لکھ لیتے تھے۔ تدوین فقہ اسلامی کی اس مجلس نے تقریباً تیس سال تک امام ابوحنیفہؒ کی زیر نگرانی کام کیا۔"[11]

امام ابوحنیفہؒ کے بعد امام مالک بن انسؒ (۷۱۱ء/۱۲ء۔۷۹۵ء) نے بھی قرآن مجید اور سنت نبوی کی روشنی میں قوانین اسلام کو مرتب کیا۔علاوہ ازیں امام محمد بن ادریس الشافعیؒ (۷۶۷ء۔۸۱۹ء) اور امام احمد بن محمد بن حنبلؒ (۷۸۰ء/۸۱ء۔۸۵۵ء) اور بعض دیگر فقہاء نے بھی انہی خطوط پر کام کرتے ہوئے،تدوین فقہ کی۔تاہم ان کے فقہی مذاہب کا آج نام ونشان تک بھی نہیں ملتا۔مثلاً امام عبداللہ ابوشبرمہؒ (م۔۷۶۰ء) فقیہ بصرہ، قاضی محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ (۶۹۳ء۔۷۶۵ء) فقیہ کوفہ،امام ابوعمرو عبدالرحمٰن الاوزاعیؒ (۷۰۷ء۔۷۷۳ء) فقیہ شام اور امام لیث بن سعد فہمیؒ (۷۱۰ء/۱۱ء۔۷۹۱ء) فقیہ مصر کے فقہی مذاہب ختم ہو گئے ہیں۔البتہ ان آئمہ کے مختلف اقوال وفتاویٰ دیگر فقہی مذاہب،خصوصاً فقہ حنفی کی کتب میں ملتے ہیں جہاں ان کا ذکر کر کے ان کا رد کیا گیا ہے۔[12]

امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ،امام الشافعیؒ اور امام حنبلؒ نے فقہی اور قانونی متاع کو مرتب کرنے کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر رکھی تھیں۔ان آئمہ اربعہ کے تلامذہ نے نہ صرف اپنے جلیل القدر اساتذہ کی علمی میراث کو سنبھالے رکھا بلکہ اس میں مفید اضافے بھی کیے۔ان کی مرتب کردہ فقہ،مسلمان کی پوری زندگی کا احاطہ کرتی ہے اور آج کے جدید دور میں بھی قانون سازی کے لیے بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔تاہم ان معروف چار فقہی مذاہب کے علاوہ امام عبداللہ بن اباضؒ (م۔۷۰۵ء) کی فقہ اباضیہ،امام زید بن علیؒ کی فقہ زیدیہ،امام جعفر بن محمد الصادقؒ کی فقہ جعفریہ اور امام ابوسلیمان داؤد ابن خلف ظاہریؒ (۸۱۷ء/۱۸ء۔۸۸۳ء/۸۴ء) کی فقہ ظاہریہ بھی مختلف اقالیم اسلامیہ میں متداول ہیں۔

اجتہاد

علم اصول الفقہ کی اصطلاح میں اجتہاد کا مطلب ہے،کسی ایسے عملی مسئلہ کے متعلق،جس

Marfat.com

کا شرعی حکم قرآن مجید اور سنت نبوی میں صراحت کے ساتھ مذکور نہ ہو، شرعی حکم معلوم کرنے کے لئے عالم اور فقیہ کا اپنی دماغی وذہنی طاقت اور عقلی وفکری صلاحیت، انتہائی اور امکانی حد تک صرف کر دینا اور اس میں اپنی کاوش وتحقیق کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا۔ قرآن مجید اور سنت نبوی میں اصولی اور کلی ہدایت موجود ہے۔ متحرک اور تغیر پذیر زندگی کے معاملات میں جزوی ہدایت ورہنمائی کے لئے اجتہاد شرعی ضرورت ہے۔ اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اجتہاد کسی بھی وقت دنیا سے منقطع ہوا یا ہونا چاہیے۔ اسلام کے اکمال اور اتمام کا ذریعہ اجتہاد ہے۔ اسلام کے عالمگیر دین ہونے اور اس کے حرکی نظام حیات کے تصور کے اظہار کا بہترین ذریعہ اجتہاد ہے۔ اسلام زندہ انسانوں کے لئے زندگی وتوانائی سے بھرپور ایسا مکمل اور جامع دین ہے، جو اس کے احساسات سے واقف اور ضروریات اور تقاضوں کا اعتراف کرتا ہے اور ہر مسئلہ میں انسان کی رہنمائی کرتا اور اسے فساد اور بگاڑ کے راستے پہ جانے سے روکتا ہے۔ اجتہاد کے بغیر اسلامی قانون منجمد ہو جاتا ہے، اسی لئے صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ نے اجتماعی اور انفرادی اجتہاد کے ذریعے، کئی نئے پیش آمدہ مسائل حیات کے بارے میں قانون سازی کی ہے۔

اجتہاد، قرآن مجید اور احادیث نبوی کی روشنی میں اصول الفقہ کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ قرآن مجید اور سنتِ نبوی اور قیاس کے بعد جب اجماع کا ظہور ہوا تو یہ تصور بھی عام ہو گیا کہ اجتہادِ مطلق کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔ زیادہ سے زیادہ اجتہاد فی المذہب کی اجازت ہے۔ پھر جب یہ خیال عام ہوا کہ اجتہاد فی المذہب کی بھی اب ضرورت نہیں رہی تو صرف اجتہاد فی الفتوی کی گنجائش رکھی گئی۔ اسی لئے فتوی کو فقہی مذاہب کی حدود میں مقیّد کرنے کے لئے فتوی دینے والوں کے مختلف طبقات مقرر ہوئے۔ جن میں مجتہد فی الشرع، مجتہد فی المذہب اور مجتہد فی المسائل، مجتہدین کے طبقات ہیں اور چار طبقات مقلدین کے ہیں۔ جن میں اصحاب تخریج وہ ہیں جو اجتہاد پر قادر نہیں ہوتے لیکن اصول اور مآخذ تفسیر مجمل، تفصیل مبہم اور تعیین محتمل پر قادر ہوتے ہیں۔ اصحاب ترجیح وہ ہیں جو مذہب کی مختلف روایات میں سے کسی ایک کو ترجیح دینے پر قادر ہوتے ہیں۔ جبکہ اصحاب تمیز وہ ہیں جو روایات میں سے صحیح، قوی اور ضعیف وغیرہ پر گہری نظر رکھتے ہیں اور انہیں روایات کو پرکھنے

Marfat.com

اور باہمی تقابل کرنے کی صلاحیت حاصل ہوتی ہے۔آخری وہ اصحاب ہیں جو مذکورہ بالا تینوں امور میں سے کسی ایک پر بھی قادر نہ ہوں۔[۱۳]

اجتماعی اور انفرادی اجتہاد کا نتیجہ فتویٰ ہے۔جس کے ذریعے ہر شعبۂ زندگی سے متعلق قدیم اور جدید مسائل کا شرعی حل پیش کیا جاتا ہے۔یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بھی ایک صورت ہے۔افتاء کا کام دینی علوم میں سب سے زیادہ مشکل اور دقیق لیکن اہم ترین تصور کیا جاتا ہے۔

تحقیق الفتوی

فتویٰ فتوۃ سے مشتق ہے۔جس کے معنی کرم، سخاوت، مروّت اور قوّت کے ہیں۔اگر فتویٰ کو فتیٰ سے ماخوذ مانا جائے تو اس کے معنی نوجوان، جوان مرد اور شرافت کے ہیں۔اصطلاحی معنوں میں فتویٰ سے مراد کسی مشکل شرعی مسئلہ میں ماہر شریعت کا فیصلہ ہے۔[۱۴] جو شخص سوال کرے اس کو مستفتی کہتے ہیں، جو سوال کیا جائے اس کو استفتاء کہتے ہیں اور جس سے سوال کیا جائے اس کو مفتی کہتے ہیں۔

تاریخ الفتوی

ابتدائے اسلام کی سماجی زندگی سادہ تھی اور اسلامی تہذیب و تمدن بھی ابھی اپنے ابتدائی دور میں تھا۔اس کی وسعتیں حجاز مقدّس تک ہی محدود تھیں۔اس لیے ضروریات اور مسائل بھی محدود تھے اور ان کے حل کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم بہ نفس نفیس موجود تھے۔صحابہ کرامؓ کو جب کبھی آیاتِ قرآنی اور احادیث نبوی کے مطالب اور مفاہیم سمجھنے میں کوئی مشکل پیش آتی، تو وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی مشکل حل کروا لیتے تھے۔علاوہ ازیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے، بقول ڈاکٹر محمد حمید اللہ، حضرت ابوبکر صدیقؓ کو باقاعدہ مفتی نامزد کیا ہوا تھا اور وہ فروعی مسائل میں، عہد نبوی میں ہی فتویٰ دیتے رہے۔[15] ان کے علاوہ حضرت عمر فاروقؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی عہد رسالت میں فتویٰ دیتے رہے۔[۱۶]

اسلامی سلطنت وحکومت کی وسعت پذیری سے لوگوں کو زندگی کے نئے حالات و مسائل سے دوچار ہونا پڑا۔ان نئے حالات و واقعات کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے صحابہ کرامؓ نے

Marfat.com

قرآن مجید اور احادیث نبوی کی روشنی میں فتاویٰ دینے شروع کیے۔ جن مسائل میں قرآن مجید یا احادیث نبوی میں کوئی واضح حکم نہ ملتا تو، صحابہ کرامؓ وہاں اجتہاد سے کام لیتے ہوئے اپنی رائے کے مطابق زبانی اور تحریری شکل میں فتاویٰ دیتے تھے۔ چنانچہ اس طرح اجماع اور رائے کا استعمال، عہد صحابہ کرامؓ میں ہی شروع ہو گیا تھا۔ تاہم صحابہ کرامؓ فتوی دینے سے حتی الامکان گریز ہی کرتے تھے اور کبھی بہ امر مجبوری فتوی دینا ہی پڑتا تو کسی طرح بھی صورت مسئولہ سے آگے نہ بڑھتے تھے اور اپنی فکر اور رائے کو صرف استفتاء تک ہی محدود رکھتے تھے۔[17] بعض صحابہ کرامؓ تو اپنے فتاویٰ کو عملی حیثیت دینے کے قائل ہی نہیں تھے۔[18] عہد صحابہ کرامؓ میں اگر کسی مسئلہ پر فتوی دیا جاتا تھا تو صحابہ کرامؓ اسناد یا دلائل کا بیان نہیں کرتے تھے اور نہ ہی مستفتی دلائل و براہین کے بارے میں تقاضا کرتے تھے۔ اس سے تقلید شخصی کے آغاز کا پتہ چلتا ہے۔[19] ایسے صحابہ کرامؓ جن کے فتاویٰ منضبط ہو سکے، ان کی تعداد تقریباً ایک سو تیں ہے۔ ان میں سے حضرت عمر فاروقؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت زید بن ثابتؓ (م۔ ۶۶۵ء)، حضرت عائشہ صدیقہ عفیفہؓ (۶۰۹ء۔ ۶۷۷ء)، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ (م۔ ۶۸۷ء) اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ (م۔ ۶۹۳ء) کے فتاویٰ سب سے زیادہ ہیں۔

شریعت اسلامی کے مختلف پہلوؤں اور فروع پر عمل کرنے کے سلسلے میں فوری اور صحیح رہنمائی کا ذریعہ فتوی ہے۔ فقہ کی کتب تین درجات میں تقسیم کی جاتی ہیں۔ ۱۔ متون، ۲۔ شروح اور ۳۔ فتاویٰ۔ علماء متون کو پہلا اور فتاویٰ کو تیسرا درجہ دیتے ہیں لیکن عوام الناس کے نزدیک فتاویٰ کی اہمیت درجہ اول کی سی ہے۔[20] کیونکہ فتاویٰ میں شرعی احکام اور دینی مسائل کا حل آسان اور عام فہم انداز میں فوری طور پر سامنے آ جاتا ہے۔

احکام قرآنی میں اکثریت ایسے احکام کی ہے جو اللہ تعالیٰ نے از خود نازل کیے ہیں۔ کچھ کفار مکہ مکرمہ کے سوالات کے جواب میں ہیں۔ صرف تیرہ احکامات (فتاویٰ) ایسے ہیں جو صحابہ کرامؓ کے سوالات کے جواب میں نازل ہوئے۔ احادیث نبوی میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مختلف النوع فتاویٰ روایت ہوئے ہیں۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ سے بھی کثیر تعداد میں فتاویٰ منقول ہیں۔

Marfat.com

عہد نبوی اور خلافت راشدہ میں مدینہ منورہ کے علاوہ اردگرد کے علاقوں میں بھی مفتی اور قاضی مقرر تھے۔ جن کے پاس لوگ اپنے مسائل کے حل کے لئے جاتے تھے۔ ۳۲ء/۶۳۱ء میں جب، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت معاذ ؓ بن جبل کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو حضرت معاذ ؓ وہاں کے قاضی بھی تھے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ساتھ ساتھ لوگوں کی تعلیم و تربیت کے بھی ذمہ دار تھے۔ اسی طرح حضرت عمر فاروق ؓ کے دور (۶۳۴ء۔۶۴۴ء) میں حضرت ابوموسیٰ الاشعری ؓ (م۔۶۶۵ء) قاضی یا گورنر بن کر یمن گئے تھے۔ ان کا تقرر نامہ تاریخ کے صفحات پر آج بھی محفوظ ہے۔[۲۱] صحابہ کرام ؓ کے بعد تابعین ؒ، ان کے بعد تبع تابعین ؒ اور ان کے بعد آئمہ فقہ نے اسی سلسلہ فتاویٰ کو آگے بڑھایا۔ یہ آئمہ فقہ اپنی اپنی فقہ کے مطابق فتاویٰ دیتے تھے۔ یہ سلسلہ ہنوز جاری وساری ہے۔

آداب المفتی

فتوی دینا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے جبکہ مختصر فتوی دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت ہے۔ مفتی کے لئے فتوی دینا فرض کفایہ ہے۔ چونکہ فتوی کا تعلق فقہ سے بھی ہے، اس لئے فقہاء بھی فتوی دیتے ہیں۔ مفتی کے لیے مسلمان، عاقل، سمجھدار اور بیدار مغز ہونا ضروری ہے۔ مفتی کے لیے لازم ہے کہ وہ متون فقہ پر گہری اور وسیع نظر رکھتا ہو، قدما اور متاخرین کے فتاویٰ کا وسیع مطالعہ رکھتا ہو، علماء اور آئمہ کے فقہی و علمی اختلافات کی نوعیت اور ان کے دلائل کا علم رکھتا ہو، طبقات فقہاء سے آگاہ ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے امام کے مسائل کا علم رکھتا ہو، ان کے قواعد اور اسالیب سے بھی واقف ہو۔ علاوہ ازیں مفتی کے لیے ضروری ہے کہ اس کے پاس متون واصول کا وسیع ذخیرۂ کتب ہو تا کہ وہ مستند انداز میں بات کرنے کے قابل ہو اور صحت اور یقین کے ساتھ مسئلہ کا شرعی حل پیش کر سکے۔ مفتی کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ قول راجح پر فتوی دے۔ مفتی اصول وقواعدِ فتوی میں کسی قسم کا تصرف نہیں کر سکتا، تاہم جزئیات میں تصرف کر سکتا ہے۔ اگر کسی وقت جواب دینے میں مفتی سے غلطی ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اپنی غلطی سے فوراً رجوع کرے۔ مفتی کے لیے لازم ہے کہ وہ ان لوگوں کے مابین، جو اس سے فتوی لینے آئیں، انصاف اور ترتیب کو ملحوظ

Marfat.com

رکھے۔فتوی دیتے وقت خواہش نفس کی پیروی کرنا، مالی منفعت یا کسی قسم کا لالچ کرنا یا کثرت استفتاء سے پریشان ہو جانا، مستحسن امر نہیں سمجھا جاتا۔[۲۲]

چونکہ فتوی کا زیادہ تر انحصار، استفتاء کی عبارت پر ہوتا ہے اور مفتی کو اسی کے جواب میں شریعت کا صحیح موقف بیان کرنا ہوتا ہے۔اسی لیے مفتی، استفتاء کی عبارت کے تمام ممکنہ پہلوؤں میں سے صرف اسی ایک پہلو کو ہی متعین کرتا ہے جس کے بارے میں مستفتی فتوی لینا چاہتا ہے۔تاہم یہ مفتی کی ہی مرضی ہے کہ وہ استفتاء کا جواب چند الفاظ میں دے یا چاہے تو دلائل اور حوالہ جات کی بھر مار کر دے۔فتاویٰ کا انسانی زندگی سے نہایت گہرا تعلق ہے۔اس لیے مفتی کے لیے لازمی ہے کہ وہ عرف وعادات پر بھی گہری نظر رکھتا ہو۔ساتھ ہی اسے یہ امر بھی پیش نظر رکھنا پڑتا ہے کہ وہ مستفتی کی ذہنی، علمی اور فکری سطح کو جانتا ہو تا کہ وہ یہ اندازہ کر سکے کہ مستفتی اس کے فتوی کو کس طرح آسانی اور سہولت کے ساتھ سمجھ سکتا ہے اور کیا اس کے لیے فتوی میں تفصیلی دلائل وشواہد کی ضرورت ہے یا اس کے لیے مختصر، عام فہم اور سادہ زبان میں صرف شرعی حکم (فتوی) بیان کر دینا ہی کافی ہے؟ اگر مستفتی نے دلائل اور حوالہ جات نہیں پوچھے تو مفتی کے لیے مناسب یہی ہے کہ وہ دلائل اور حوالہ جات کا ذکر نہ کرے۔[۲۳]

فتاویٰ عموماً جدید مسائل سے بحث کرتے ہیں اور ان مسائل سے بھی جن کے بارے میں کسی فقہی مذہب کا اجماع نہ ہوا ہو۔اس لیے فتاویٰ کا پھیلاؤ انسانی ضروریات اور مسائل کے ساتھ ساتھ بڑھتا گیا۔تاہم کسی بھی مفتی کا فتوی اس کی رائے ہوتی ہے، قاضی کے فیصلہ کی طرح قانون نہیں بن جاتا۔مفتی کسی مسئلہ کے متعلق شرعی حکم بتلاتا ہے جبکہ قاضی واقعہ کی تحقیق کر کے اس پر شرعی حکم کو منطبق کرتا ہے۔اس لیے فتوی کا دائرہ بمقابلہ قضاء کے زیادہ وسیع ہے۔مستفتی اپنے استفتاء پر بیک وقت کئی مفتی حضرات سے فتاویٰ حاصل کر سکتا ہے۔کیونکہ مفتی کا کام صرف قانون شریعت کو بیان کر دینا ہے، کوئی اس کو مانے یا نہ مانے اور کوئی اس پر عمل کرے یا نہ کرے، اس سے مفتی کو کوئی سروکار نہیں ہوتا۔جبکہ اس کے برعکس قاضی کا فیصلہ مدعی اور مدعی علیہ دونوں کو ماننا پڑتا ہے۔[۲۴]

٩٦٢١٢

Marfat.com

آداب المستفتی

آداب المفتی کی طرح فقہاء نے مستفتی کے لیے بھی چند آداب بیان کیے ہیں۔ جن کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے، مفتی سے مسئلہ کا حل دریافت کرنا ضروری ہے۔ ان آداب میں سے ایک یہ ہے کہ مستفتی کو جب بھی کوئی مسئلہ درپیش ہو تو اسے چاہیے کہ وہ کسی معتمد مفتی سے اس کا حل طلب کرے، چاہے اس کو اس کے لیے کسی دوسرے شہر کا سفر ہی کیوں نہ اختیار کرنا پڑے۔ مستفتی کے آداب میں یہ بھی شامل ہے کہ مفتی سے دلیلِ فتوی کا مطالبہ نہ کرے اگر ایسا کرنا ضروری ہو تو پہلے مفتی کے فتوی کو قبول کرے پھر دلیل طلب کرے۔[۲۵]

قرآن مجید اور احادیث نبوی میں طے شدہ اصولوں کی روشنی میں قانون سازی کی آزادی ہے اور عموماً یہ ایک غیر سیاسی اور غیر سرکاری عمل رہا ہے۔ اسلامی قانون کی تشریح و تعبیر، اصلاح معاشرہ اور دینی تبلیغ کے علاوہ، اسلام کے حرکی نظام فکر و عمل کے تصور کو آگے بڑھانے میں فتاویٰ اہم کردار ادا کرتے رہے ہیں اور آج انسانی زندگی سے متعلق شاید ہی کوئی ایسا مسئلہ ہو جس کے حل کے لیے مفتی کا فتوی موجود نہ ہو۔ فتاویٰ، مسلمانوں کی فکری، دینی، تاریخی، سماجی، سیاسی اور اخلاقی حالت کو بھی بیان کرتے ہیں۔ اس لیے فتاویٰ مسلمانوں کی تاریخ کے مطالعہ کے لیے بنیادی ماخذ کا درجہ بھی رکھتے ہیں۔

Marfat.com

حواشی وحوالہ جات

۱۔ حضرت معاذؓ بن جبل کو بطور گورنر قاضی کے یمن روانہ کرنے سے پہلے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلّم نے ان سے پوچھا کہ اے معاذ! تم اپنے فیصلے کس طرح کیا کرو گے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلے کروں گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلّم نے پھر پوچھا کہ اگر تم اس میں نہ پاؤ تو کیا کرو گے؟ حضرت معاذؓ نے جواب دیا کہ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلّم کی سنت کے مطابق عمل کروں گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلّم نے دوبارہ پوچھا کہ اگر تم اس میں بھی نہ پاؤ تو کیا کرو گے؟ اس پر حضرت معاذؓ نے کہا کہ میں اپنی رائے کے مطابق کوشش کروں گا ۔ یہ جواب سن کر حضور اکرم صلی اللہ وعلیہ والہ وسلّم خوش ہوئے اور حضرت معاذؓ کے لیے دعائے برکت فرمائی۔ سید نائب حسین (مترجم)، **جامع ترمذی شریف** (ابو عیسیٰ ترمذی)، لاہور، ۱۹۶۳ء، ص ۴۶۴۔۴۶۵

۲۔ محمد حمید اللہ، **خطبات بہاولپور**، اسلام آباد، ۱۹۹۲ء، ص ۷۴۔۷۷

۳۔ محمد طیب، **اجتہاد اور تقلید**، لاہور، ۱۹۶۱ء، ص ۷۵۔۷۶

۴۔ محمد تقی امینی، **فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر**، لاہور، ۱۹۷۹ء، ص ۵۳۔۵۴ ، ۶۳۔۶۴

5. Kemal A. Faruki, *Islamic Jurisprudence*, Karachi, 1962, pp. 25-27.

۶۔ عبدالسلام ندوی، **تاریخ فقہ اسلامی**، اسلام آباد، ۱۹۹۳ء، ص ۱۴۷

۷۔ ایضاً، ص ۱۷۵۔۱۷۷

۸۔ محمد حمید اللہ، **امام ابوحنیفہؒ کی تدوین قانون اسلامی**، کراچی، ۱۹۸۳ء، ص ۲۶

۹۔ معراج محمد بارق (مترجم)، **اسلامی دنیا میں فقہی مذاہب اربعہ کا فروغ مع تاریخ فقہ اسلامی کا تجزیاتی مطالعہ** (احمد تیمور پاشا اور ابو زہرہ)، کراچی، س۔ن، ص ۳۲

Marfat.com

۱۰۔ شبلی نعمانی، سیرۃ النعمان، کراچی، س۔ن، ص ۲۲۹

۱۱۔ امام ابوحنیفہؒ کی تدوین قانون اسلامی، بحوالہ سابقہ، ص ۴۷۔۴۹

۱۲۔ محمد احمد رضوی (مترجم)، فلسفۂ شریعت اسلام (صبحی محمصانی)، لاہور، ۱۹۶۲ء، ص ۶۸

۱۳۔ ظہور احمد اظہر، ''الفتاویٰ''، دانش گاہ پنجاب، لاہور، اردو دائرہ معارف اسلامیہ (جلد ۱۵)، لاہور، ۱۹۷۵ء، ص ۱۴۲، ۱۴۲۔۱۴۳

۱۴۔ ایضاً، ص ۱۳۹

۱۵۔ خطبات بہاولپور، بحوالہ سابقہ، ص ۷۸۔۷۹

۱۶۔ حنیفہ رضی، عبداللہ بن مسعودؓ اوران کی فقہ، لاہور، ۱۹۷۱ء، ص ۲۴۶

۱۷۔ محمد حنیف ندوی، مسئلہ اجتہاد، لاہور، ۱۹۶۱ء، ص ۱۳۰

۱۸۔ تاریخ فقہ اسلامی، بحوالہ سابقہ، ص ۱۴۹

۱۹۔ ابو یوسف محمد شریف کوٹلوی، اجتہاد، کوٹلی لوہاراں، س۔ن، ص ۸

۲۰۔ ''الفتاویٰ''، بحوالہ سابقہ، ص ۱۴۳

۲۱۔ خطبات بہاولپور، بحوالہ سابقہ، ص ۷۹

۲۲۔ عبدالاوّل جونپوری، مفید المفتی، ملتان، ۱۹۸۱ء، ص ۸۶۔۹۱

۲۳۔ محمد سلمان منصور پوری (مرتب)، فتویٰ نویسی کے رہنما اصول، کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۳۶۔۳۹

24. Muhammad Khalid Masud, Brinkley Messick and David S. Powers, (eds.), *Islamic Legal Interpretation*: *Muftis And Their Fatwas,* Massachusetts, 1996,pp.20-23.

۲۵۔ سمیع الحق، ''مقدمہ''، مفتی مختار اللہ حقانی (مرتب)، فتاویٰ حقانیہ (جلد اوّل)، اکوڑہ خٹک، ۲۰۰۳ء، ص ۷۲۔۷۳

Marfat.com

Marfat.com

باب اوّل

جنوبی ایشیا میں فقہ (حنفی) کا آغاز و اشاعت

Marfat.com

Marfat.com

فقہ حنفی، تمام فقہی مذاہب میں قدیم ترین ہے۔اس کی ابتداء کوفہ سے ہوئی پھر یہ عراق کے مختلف شہروں میں پھیل گئی۔ بعدازاں دیگر ممالک کے اکثر شہروں میں پھیلتی گئی۔ ہارون الرشید (۷۶۶ء۔۸۰۹ء) کے عہد (۷۸۶ء۔۸۰۹ء) میں فقہ حنفی، سلطنت بنوعباس (۷۴۹ء۔۱۲۵۸ء) میں ملکی قانون کے طور پر نافذ العمل بھی رہی۔ ہارون الرشید نے تقریباً ۷۸۷ء کے بعد، امام ابو یوسفؒ کو اپنی سلطنت کا قاضی القضاۃ نامزد کیا، جو مسلم تاریخ کے پہلے قاضی القضاۃ ہیں۔[1]

فقہ حنفی کی مختلف بلاد اسلامیہ میں اس تیزی سے پھیلنے کی وجہ یہ ہے کہ تمدنی زندگی کے ساتھ اس کی مناسبت باقی دیگر فقہی مذاہب سے زیادہ ہے۔ فقہ حنفی میں تدریج کا اصول پیش نظر رکھا گیا ہے اور استنباط مسائل میں زمانہ اور ماحول کے تقاضوں کو بھی ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ فقہ حنفی میں دوسرے فقہی مذاہب کی نسبت قلت حرج کے اصول کو اپناتے ہوئے، احکام میں رعایت دی گئی ہے۔ اس میں اصلاً ہر چیز میں حلت اور طہارت سمجھی جاتی ہے۔ حرمت یا نجاست کا حکم دلیل ملنے کے بعد ہی لگایا جاتا ہے۔ تاہم جن اشیاء کی حلت اور حرمت کو قرآن مجید اور سنت نبوی میں صراحتہً یا دلالتہً بیان کر دیا گیا ہے، ان کے بارے میں حکم اسی طرح ہے۔[2] اس لیے عام مسلمانوں کا قلبی اور ذہنی رجحان فقہ حنفی کی طرف زیادہ ہے۔ گیارھویں اور بارھویں صدی عیسوی میں مسلم ممالک میں فقہ حنبلی کا غلبہ تھا۔ تاہم آجکل اردن، افغانستان، ترکی، جنوبی ایشیا، شام، عراق، فلسطین، مشرقی یورپ، مصر اور وسطی ایشیا کے مسلمانوں کی عظیم اور غالب اکثریت حنفی المذہب ہے۔ اس کے علاوہ فقہ حنفی کم و بیش دیگر اسلامی ممالک میں بھی جزوی طور پر متداول ہے۔ ایک عام اندازے کے مطابق، اس وقت دنیا میں مسلکِ اہل سنت و جماعت سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کی دو تہائی اکثریت حنفی المذہب ہے۔ جنوبی ایشیا دنیا کا واحد خطہ ہے جہاں حنفی المذہب مسلمانوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔

فقہ (حنفی) کا آغاز

جنوبی ایشیا میں فقہی مسائل اور فقہاء کی آمد کا باقاعدہ آغاز، محمد بن قاسم

Marfat.com

(۶۹۳ء۔۷۱۵ء) کے جون ۷۱۲ء میں سندھ فتح کرنے کے بعد ہوا۔ سب سے اہم مسئلہ، جو اس وقت درپیش تھا وہ اسلامی حکومت میں غیر مسلموں کے حقوق سے متعلق تھا۔ محمد بن قاسم نے ان کے ساتھ اہل کتاب والا معاملہ کیا۔[۳] محمد بن قاسم نے قاضی موسیٰ بن یعقوب الثقفی کو اروڑ شہر کا قاضی مقرر کیا۔ اسی طرح مذہب ظاہریہ کے ابوالعباس احمد بن محمد صالح منصوری سندھی، منصورہ کے قاضی القضاۃ تھے۔[۴]

عرب اور حجاز مقدس میں رونما ہونے والی سیاسی تبدیلیاں، جنوبی ایشیا پر بھی اثر انداز ہوتی تھیں۔ فاطمی، ظاہریہ، قرامطہ اور اسمٰعیلی مذاہب کے اثرات اور ان کے مبلغین بھی جنوبی ایشیا میں موجود تھے۔ محمود غزنوی (۹۷۱ء۔۱۰۳۰ء) نے مئی ۱۰۱۱ء میں ملتان اور مارچ ۱۰۲۶ء میں منصورہ کی اسمٰعیلی حکومتوں کو ختم کر کے وہاں مسلکِ اہل سنت و جماعت کو فروغ دینا شروع کیا۔ ۱۰۲۰ء میں لاہور کا غزنی کے تابع ہونے سے یہاں پر سیاسی اور فقہی امور میں مرکزی ایشیا سے روابط کا آغاز بھی ہوا۔ تیرھویں صدی عیسوی میں جنوبی ایشیا میں فقہی خدمات اور رجحانات کے فروغ میں قاضی منہاج الدین جرجانی، ان کے نواسے قاضی صدر الدین عارف اور مولانا برہان الدین محمود بلخی (م۔۱۲۸۸ء) کے نام نمایاں ہیں۔[۵]

سلاطین دہلی کا عہد (۱۲۰۶ء۔۱۵۲۶ء)

سلاطین دہلی نے اپنی ریاستی اور قانونی ضروریات اور ذاتی دلچسپی کے تحت علم فقہ، خصوصاً فقہ حنفی کی بہت سرپرستی کی۔ سلاطین دہلی، فقہاء سے بڑی دلچسپی اور توجہ سے فقہی مسائل پر بحث کرتے تھے اور اس کے لیے عموماً خاص مجالس کا، جن کو 'محضر' کہا جاتا تھا، اہتمام کیا جاتا تھا۔ یہ مباحث عموماً اس دور میں پیدا ہونے والے نئے مسائل کے بارے میں ہوتی تھیں۔ مثلاً مسلم ریاست میں ہندوؤں کی حیثیت، سلطان کا بیت المال اور مال غنیمت میں حصہ، سیاسی مخالفین کے ساتھ برتاؤ اور مرتدین کے بارے میں سزا۔ علاوہ ازیں علماء وفقہاء از خود بھی سلاطین کو کسی بھی مسئلہ پر قرآن مجید اور سنت نبوی کے بارے میں احکامات سے آگاہ کرتے رہتے تھے اور ان کے غیر شرعی اعمال اور احکام پر تنقید بھی کرتے رہتے تھے۔[۶] سلاطین دہلی کے دور میں صرف دہلی میں تقریباً ایک

Marfat.com

ہزار مدارس تھے۔ جہاں ایک میں فقہ شافعی کے مطابق، جبکہ باقی تمام مدارس میں فقہ حنفی کے مطابق تعلیم دی جاتی تھی۔[7]

محمود غزنوی علم فقہ کا جید عالم تھا۔ یہ پہلے حنفی المذہب تھا مگر بعد میں شافعی المذہب ہو گیا تھا۔[8] اس نے ایک کتاب **التفرید فی الفروع** لکھی تھی۔ جس میں شافعی مذہب سے متعلق تقریباً ساٹھ ہزار مسائل بیان کیے گئے ہیں۔[9]

خلجی عہد (۱۲۹۰ء۔۱۳۲۱ء) اور تغلق عہد (۱۳۲۱ء۔۱۴۱۲ء) میں فقہ اور اصول الفقہ کو زیادہ اہمیت حاصل رہی۔ تاہم تیرھویں صدی عیسوی میں شیخ داؤد بن یوسف الخطیب کا مرتب کردہ **فتاویٰ الغیاثیہ**، غیاث الدین بلبن (م۔۱۲۸۷ء) کی طرف منسوب ہے۔ غیاث الدین بلبن کو فقہ سے خاصی دلچسپی تھی۔ اس کے عہد (۱۲۶۶ء۔۱۲۸۷ء) میں کئی فقہاء اور علماء موجود تھے۔ فقہ حنفی کے مطابق عربی میں مرتب شدہ **فتاویٰ الغیاثیہ**، جنوبی ایشیا میں غالباً اپنی نوعیت کا اولین مجموعۂ فتاویٰ ہے۔ اس سے پہلے یہاں کے علماء فقہی مسائل کی جمع و تدوین کی اس شکل کے عادی نہ تھے۔[10]

جلال الدین فیروز شاہ خلجی (م۔۱۲۹۶ء) کے عہد (۱۲۹۰ء۔۱۲۹۶ء) میں فقہ حنفی کے مطابق، مولانا صدر الدین یعقوب مظفر کرمانی نے فارسی میں **فتاویٰ قراخانی** تصنیف کیا۔ یہ مجموعہ قبول قراخان کا ترتیب شدہ ہے اور ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔[11]

محمد بن تغلق (م۔۱۳۵۱ء) کو بھی فقہی معاملات سے بہت دلچسپی تھی۔ اس کے دربار سے ایک سو سے زائد فقہاء منسلک تھے۔ جن سے وہ مختلف امور پر بحث مباحثہ کرتا رہتا تھا۔ بارھویں صدی عیسوی میں شیخ برہان الدین ابوالحسن علی ابن ابی بکر المرغینانی (۱۱۱۷ء۔۱۱۹۷ء) کی تحریر کردہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب الہدایہ، محمد بن تغلق کو زبانی یاد تھی۔ محمد بن تغلق نے دیگر ممالک سے جید فقہاء کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی اور مشہور اور معروف فقہی کتب کو درآمد کیا۔ اس کے عہد (۱۳۲۵ء۔۱۳۵۱ء) میں سہروردیہ سلسلہ کے ایک بزرگ شیخ فضل اللہ ماجو نے **فتاویٰ صوفیاء** مرتب کیا۔[12]

فیروز شاہ تغلق (۱۳۰۸ء۔۱۳۸۸ء) کو فقہی مسائل پر مکمل عبور حاصل تھا۔ چنانچہ اس نے فقہی کتب کی ترتیب و تدوین میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔ **فتاویٰ فیروز شاہی** اس کی خواہش پر، مولانا

Marfat.com

محمد صدرالدین یعقوب مظفر کرامی نے عربی میں مرتب کیا۔ مولانا مظفر کرامی کی وفات کے بعد، فیروز شاہ تغلق نے فتاویٰ فیروز شاہی کو از سر نو مرتب کروا کر اس کا فارسی میں ترجمہ بھی کرایا۔ فیروز شاہ تغلق کی خواہش تھی کہ حکومت کے معاملات احکام شریعت کے مطابق چلائے جائیں۔ اسی لیے **فتاویٰ فیروز شاہی** کے علاوہ اس کے دور کا ایک اور فقہی شاہکار **فوائد فیروز شاہی** بھی ہے، جسے شرف محمد العطائی نے مرتب کیا۔ اس میں فقہی اور اخلاقی مسائل کے علاوہ طبی مسائل پر بھی احکام موجود ہیں۔[۱۳]

فیروز شاہ تغلق کے عہد (۱۳۵۱ء۔۱۳۸۸ء) ہی میں صوبہ بہار کے سپہ سالار تاتارخان کی تحریک پر، شیخ عالم دہلوی (م۔۱۳۸۴ء) نے بعض دیگر علماء کی مشارکت سے، **الہدایہ** کی ترتیب پر فقہ حنفی کا ایک ضخیم مجموعہ مدون کیا جو تیس جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہ **فتاویٰ تاتارخانیہ** کے علاوہ **زاد السفر** اور **زاد المسافر** کے ناموں سے بھی معروف ہے۔ **فتاویٰ تاتارخانیہ** میں تاتارخان کے بعض فیصلوں کو بھی جمع کیا گیا ہے۔ یہ مجموعۂ فتاویٰ ایک طویل عرصہ تک عمال حکومت اور مابعد فقہاء کے لیے ایک رہنما اور مفتی بہ کا کام دیتا رہا ہے۔[۱۴] **فتاویٰ تاتارخانیہ** علمی اور دینی حلقوں میں اتنا مقبول ہوا کہ اس کے مقابلہ میں **فتاویٰ فیروز شاہی** کی کوئی حیثیت ہی نہ رہی۔[۱۵]

فیروز شاہ تغلق کی وفات کے بعد، دہلی سلطنت تقریباً ربع صدی تک بدامنی اور سیاسی انتشار کا شکار رہی۔ جس سے علمی اور ادبی سرگرمیوں پر بھی منفی اثر پڑا۔ یہاں تک کہ لودھی خاندان کے ۱۴۵۱ء میں برسراقتدار آنے سے علمی سرگرمیوں کو از سر نو سرکاری سرپرستی حاصل ہوئی۔ جون پور کی خودمختار شرقی حکومت (۱۳۹۴ء۔۱۴۷۹ء) علم و فن کا مرکز ہونے کی وجہ سے 'شیراز ہند' کے لقب سے مشہور تھی۔[۱۶] جون پور کے سلطان ابراہیم شاہ شرقی کے عہد (۱۴۰۱ء۔۱۴۴۰ء) میں قاضی نظام الدین احمد بن محمد الحنفی الجیلانی (م۔۱۴۶۹ء) نے **فتاویٰ ابراہیم شاہیہ** مرتب کیا اور اسے ابراہیم شرقی کے نام منسوب کیا۔ دو حصوں پر مشتمل عربی اور فارسی میں مرتب شدہ **فتاویٰ ابراہیم شاہیہ** فقہ حنفی کا ایک مستند مجموعہ ہے۔[۱۷] لگ بھگ پندرھویں صدی عیسوی میں گجرات کے ابوالفتح مفتی رکن الدین ناگوری (م۔۱۵۱۴ء) نے قاضی القضاۃ قاضی حمادالدین بن قاضی محمد اکرم گجراتی کی خواہش پر اپنے صاحبزادے مفتی محمد داؤد کی اعانت سے **الفتاویٰ الحمادیہ** عربی اور فارسی میں دو حصوں میں

Marfat.com

مرتب کیا۔اس میں ان فقہی مسائل کو شامل کیا گیا ہے جن پر جمہور علماء کا اجماع ہے اور وہ عقل و درایت کی میزان پر بھی پورا اترتے ہیں ۔فقہ حنفی کے مطابق مرتب شدہ **الفتاویٰ الحمادیہ** ۲۶ ء/۱۸۲۵ء میں کلکتہ (اب کول کتہ) سے دو جلدوں میں شائع ہو چکا ہے۔[18]

عہد مغلیہ (۱۵۲۶ء۔۱۸۵۷ء)

جنوبی ایشیا میں مغل سلطنت کی بنیاد ظہیر الدین محمد بابر (۱۴۸۳ء۔۱۵۳۰ء) نے رکھی۔ اس کا تعلق آل تیمور سے تھا، جو حنفی المذہب تھے۔ بابر کو فقہی مسائل سے گہری دلچسپی تھی۔ جس کو دیکھتے ہوئے، شیخ نورالدین بن قطب الدین نے مستند روایات اور کتب کی مدد سے شرعی مسائل کی جمع و تدوین کی اور اس مجموعہ کو بابر کی طرف منسوب کرتے ہوئے، اس کا نام **فتاویٰ بابری** رکھا۔ فارسی میں مرتب شدہ یہ مجموعہ فتاویٰ ظہیریہ کے نام سے بھی معروف ہے۔[19] اگرچہ نصیر الدین محمد ہمایوں (۱۵۰۸ء۔۱۵۵۶ء) کے عہد (۱۵۳۰ء۔۱۵۴۰ء اور ۱۵۵۵ء۔۱۵۵۶ء) میں محمد امین بن عبید اللہ مومن آبادی نے عربی اور فارسی میں فقہ حنفی کے مطابق **فتاویٰ امینیہ** مرتب کیا[20] اور اخوند میر (م۔۱۵۳۵ء) نے ہمایوں کی ایماء پر، **قانون ہمایونی** کے نام سے فقہ پر ایک کتاب بھی لکھی، تاہم ہمایوں کے عہد میں ہندوستان کی تہذیب و تمدن پر ایرانی اثرات کا گہرا اثر پڑنا شروع ہو گیا تھا۔ اس کی بنیادی وجہ ہمایوں کا ۱۵۴۰ء میں شیر شاہ سوری (۱۴۸۶ء۔۱۵۴۵ء) سے شکست کھا کر ایران میں جلاوطن ہو جانا اور ۱۵۴۵ء میں قندھار واپسی پر اس کے ہمراہ ایرانی افواج، امراء اور علماء کا آنا تھا۔ جلال الدین محمد اکبر (۱۵۴۲ء۔۱۶۰۵ء) کے عہد (۱۵۵۶ء۔۱۶۰۵ء) میں شیعہ اثرات، خصوصاً شمالی ہندوستان میں زیادہ ہونے لگے اور اس وجہ سے فقہ کی بجائے معقولات میں علماء کا رجحان بڑھنے لگا۔[21] اس عہد کی نمایاں شخصیات شیخ عبدالحق محدّث دہلوی (۱۵۵۱ء۔۱۶۴۲ء) اور شیخ احمد سرہندی (۱۵۶۴ء۔۱۶۲۶ء) کی ہیں۔ شیخ عبدالحق دہلوی نے سیرت نبوی اور احادیث کی اشاعت اور قادریہ سلسلۂ طریقت کے ذریعے خدمت دین کی۔ وہ فقہ حنفی کو احادیث نبوی کے عین مطابق خیال کرتے تھے۔ انہوں نے فقہ حنفی کی تائید میں عربی میں ایک رسالہ **فتح المنان فی تائید النعمان** بھی تصنیف کیا تھا۔[22] شیخ عبدالحق دہلوی نے نورالدین محمد جہانگیر (۱۵۶۹ء۔۱۶۲۸ء) کے

Marfat.com

لیے آئینِ سلطنت اور قواعد حکمرانی کو رسالۂ نوریہ سلطانیہ کی شکل میں مرتب بھی کیا۔ شیخ احمد سرہندی نے شرع کی ترویج، شریعت اور طریقت کی باہم تطبیق، بدعات کی مخالفت اور تصوف میں طریقۂ نقشبندیہ مجدّدیہ کے آغاز و اشاعت سے احیائے اسلام کے لیے جدوجہد کی۔ انہوں نے اپنی تحریروں کے ذریعے فقہ حنفی کی خصوصیات اور امتیازی حیثیت کو بیان کیا اور امام ابوحنیفہؒ پر عائد کیے جانے والے تمام اعتراضات کا مکمل رد کیا۔[۲۳] عہد اکبر میں شیخ مفتی نصیرالدین مینائی (م۔۸۹/۱۵۸۸ء) کا فارسی میں مرتب کردہ فتاویٰ برہنہ اور عتیق اللہ بن اسمٰعیل کا مرتب کردہ فتاویٰ اکبر شاہی بھی معروف ہیں۔[۲۴]

۱۶۵۸ء میں محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر (۱۶۱۸ء۔۱۷۰۷ء) ہندوستان کا حکمران بنا۔ عالمگیر ایک متشرع انسان اور علماء وصوفیاء کا قدردان تھا۔ اس کے امراء میں اگرچہ اکثریت اہلِ تشیع کی تھی،[۲۵] تاہم اس نے نظام ہائے حکومت، خصوصاً عدالتی نظام کو فقہ حنفی کے مطابق چلانا چاہا۔ اس وقت فقہ حنفی پر کوئی مستند اور جامع کتاب مدون صورت میں موجود نہ تھی۔ اس لیے عالمگیر نے ارادہ کیا کہ دہلی، لاہور، احمد آباد اور دیگر مقامات کے جیّد علماء کی ایک جماعت مقرر کی جائے تاکہ وہ معتبر کتب اور قدیم مبسوط علمی نسخوں سے تلاش اور تحقیق و تدقیق اور خوب غور وغوض کے بعد، مسائل کو جمع کر کے ان سے ایک جامع کتاب مرتب کرے جو قاضی اور مفتی حضرات کے ساتھ ساتھ عوام کے لیے بھی فائدہ مند ہو۔[۲۶] پچاس علماء پر مشتمل اس جماعت کے سربراہ شیخ نظام الدین برہان پوری (م۔۱۶۷۹ء) تھے۔ اس جماعت نے عربی میں پانچ جلدوں میں فقہ حنفی کے مطابق جو مجموعۂ فتاویٰ تیار کیا، وہ تاریخ میں فتاویٰ ہندیہ اور فتاویٰ عالمگیریہ کے ناموں سے معروف ہے۔ فتاویٰ عالمگیریہ سات یا آٹھ سال کی محنت شاقہ سے ۱۶۷۱ء یا ۱۶۷۲ء میں مکمل ہوا۔ عالمگیر کو اس مجموعہ کی تیاری سے اتنا شغف تھا کہ اس نے نہ صرف اس علمی اور تحقیقی کام پر دو لاکھ عالمگیری سکے خرچ کیے بلکہ وہ بذات خود اس کے مسودات کو پڑھتا تھا اور مرتبین کو مفید مشورے بھی دیتا تھا۔[۲۷] فتاویٰ عالمگیریہ ہندوستان میں علم فقہ کی پہلی مفصل اور مبسوط کتاب ہے۔ اس کی ترتیب الہدایہ کے عین مطابق ہے۔ تمام فقہی مسائل کو زیر بحث لانے اور ان کی تشریح کرنے کے لیے نہایت محنت

Marfat.com

واحتیاط اور توجہ سے کام لیا گیا ہے۔ اکثر حالات میں احادیث نبوی اور فقہی مذاہب کے ظواہر پر انحصار کیا گیا ہے۔ اسی لیے الہدایہ کے بعد فتاویٰ عالمگیریہ کا درجہ ہے۔ جنوبی ایشیا میں عرصہ دراز تک مسلم عدالتوں کے فیصلے فتاویٰ عالمگیریہ کی روشنی میں ہی ہوتے رہے ہیں۔ فتاویٰ عالمگیریہ کا فارسی اور اردو میں مکمل طور پر، جبکہ انگریزی میں اس کے منتخبات کا ترجمہ ہوا ہے۔ یہ مجموعۂ فتاویٰ متعدد بار کئی مقامات سے شائع ہو چکا ہے۔ اورنگ زیب عالمگیر کے دور میں ہی خواجہ معین الدین ہادی نقشبندی کشمیری (م۔۱۶۷۴ء) نے کشمیر کے ممتاز علماء اور فضلاء کے اتفاق و تعاون سے الفتاویٰ النقشبندیہ تصنیف کیا۔[۲۸] ۹۹ء/۱۶۹۸ء میں مفتی ابوالبرکات بن حسام الدین دہلوی نے عربی میں ایک مجموعۂ فتاویٰ مرتب کیا۔ اس کا اصلی نام اگرچہ فتاویٰ عجائب البرکات تھا، تاہم یہ فتاویٰ مجمع البرکات کے نام سے معروف ہے۔[۲۹] ۱۷۰۸ء میں تابعی محمد بن سعید لکھنوی نے فتاویٰ سراج المنیر مرتب کیا۔[۳۰] ۱۷۱۵ء میں یقین محمد افضل اللہ قادری نے منتخب الفتاویٰ کے نام سے ایک مجموعہ مرتب کیا۔[۳۱]

برطانوی عہد (۱۸۵۸ء۔۱۹۴۷ء)

شہاب الدین محمد غوری (۱۱۳۷ء۔۱۲۰۶ء) کے مارچ ۱۱۹۹ء میں دہلی پر قبضہ کرنے سے لے کر ۱۸۵۷ء تک، ہندوستان پر خواہ کسی کی بھی حکومت رہی ہو، اسلامی شریعت کو ہمیشہ سرکاری قانون کا درجہ حاصل رہا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فقہ اسلامی کا دور دورہ، مدارس کے ساتھ ساتھ عدالتوں میں بھی ہو گیا۔ شمال مغرب کی طرف سے آنے والے مسلمان وسط ایشیا کی جانب سے ہندوستان میں داخل ہوئے تھے۔ جہاں فقہ حنفی رائج تھی۔ اسی لیے ہندوستان کی تقریباً ہر مسلم ریاست اور عوام میں فقہ حنفی رائج رہی۔ ریاست حیدرآباد دکن (۱۷۲۴ء۔۱۹۴۸ء) میں اسلامی طرز پر دارالقضاۃ کا محکمہ قائم تھا۔ جس میں ریاست کے شرعی معاملات طے ہوتے تھے۔ افتاء کا منصب بھی سرکاری طور پر قائم تھا۔ عدالت عالیہ میں صدر مفتی کا عہدہ تھا جس کا کام، قتل و قصاص کے معاملات میں شریعت کے مطابق فتویٰ دینا تھا۔[۳۲] مولانا محمد عبدالقدیر قادری بدایونی (۱۸۹۴ء۔۱۹۶۰ء) ریاست حیدرآباد دکن میں عدالت عالیہ کے تقریباً ۱۹۳۵ء سے ۱۹۴۸ء تک

Marfat.com

صدر مفتی رہے۔[۳۳]

مسلم دور میں ہندوستان میں چونکہ عدالتی نظام بھی فقہ حنفی کے مطابق کام کرتا رہا تھا، اس لیے مسلم حکمرانوں نے وقتاً فوقتاً اپنی ضروریات اور وقت کے تقاضوں کے پیش نظر، اپنی نگرانی اور خواہش پر فقہی مسائل پر مشتمل کئی مجموعے مرتب کرائے۔ تاہم مسلم دور کے ۱۸۵۷ء میں خاتمے کے ساتھ ہی، عدالتی نظام میں بھی دیگر نظام ہائے حکومت کی طرح تبدیلیاں آئیں اور شریعت کو ثانوی حیثیت حاصل ہوگئی۔ لیکن اکثر و بیشتر مسلمان گھرانوں میں ابھی تک اسلامی شریعت و فقہ حنفی کا دور دورہ تھا۔ مسلم عہد میں ہندوستان میں عوام کی شرعی رہنمائی کے لیے محکمہ قضاء موجود تھا۔ لیکن زوال اقتدار کے بعد قائم ہونے والی انگریزی عدالتوں پر مسلمانوں کو اعتماد نہ تھا۔ اس لیے وہ اپنے مسائل کے حل کے لیے اب بھی علماء اور مفتی حضرات کے پاس ہی جاتے تھے۔ جہاں وہ اپنے مسائل کا حل متداول فقہ کی روشنی میں حاصل کرتے تھے۔[۳۴]

ابتداء میں برطانوی سامراج کو ایسے علماء و فقہاء کی ضرورت تھی جو مسلم پرسنل لاء تیار کر کے، مسلمانوں کے فقہی مسائل کو ان کی روایت کے مطابق نافذ کرانے میں اس کی مدد کرسکیں۔ گورنر جنرل وارن ہیسٹنگز (۱۷۳۲ء۔۱۸۱۸ء) نے بعض اہم مسلم فقہی مصادر کے فارسی میں تراجم کرانے کے لیے چند علماء کو مقرر کیا۔ بعد ازاں ان تراجم کا انگریزی میں ترجمہ کیا گیا۔[۳۵] قاضی نجم الدین علی خان ثاقب علوی کاکوروی (۱۷۴۴ء۔۱۸۱۴ء) کو ایسٹ انڈیا کمپنی (۱۶۰۰ء) نے کلکتہ کا قاضی القضاۃ مقرر کیا۔ اودھ، اکبر آباد، الہ آباد، اڑیسہ، بنگال، بہار اور ڈھاکہ کے صوبوں میں بھی ان کے فتاویٰ پر عمل ہوتا تھا۔ مفتی کاکوروی پچیس سال تک اس عہدہ پر فائز رہے۔ بالآخر بڑھاپے کی وجہ سے خود ہی مستعفی ہو گئے۔[۳۶] مفتی صدرالدین آزردہ دہلوی (۱۷۸۹ء۔۱۸۷۲ء) دہلی کے صدر الصدور اور مفتی وقت تھے۔ آپ تیس سال تک اس عہدہ پر فائز رہے۔ لیکن جب جولائی ۱۸۵۷ء میں ہندوستان کے چونتیس جید علماء نے انگریزی سامراج کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا، جن میں مفتی دہلوی بھی شامل تھے، تو نہ صرف مفتی دہلوی کو ملازمت سے برطرف کر دیا گیا بلکہ انہیں چند ماہ تک نظر بند بھی رکھا گیا۔[۳۷] مفتی محمد یوسف (۱۸۰۸ء۔۱۸۷۰ء) جو لکھنؤ شہر کے مفتی تھے، ان کو

Marfat.com

بھی ۱۸۵۶ء کے بعد ان کے عہدہ سے الگ کر دیا گیا تھا۔[۳۸]

۱۸۶۴ء میں انگریزوں نے عرصہ دراز سے قائم قاضی عدالتیں ختم کر دیں اور ساتھ ہی شریعت کو پرسنل لاء تک محدود کر دیا۔ تاہم اس کے باوجود بعض پیچیدہ معاملات میں علماء اور مفتی حضرات سے انگریزی عدالتیں مشورہ کرتی رہی۔[۳۹] قاضی اور مفتی حضرات کی اس مشاورتی حیثیت کے خلاف علماء اور عوام نے احتجاج بھی کیا۔ تاہم انگریزوں نے اس مخالفت کی پرواہ نہ کی اور ۱۸۸۰ء میں قاضی ایکٹ نافذ کر کے ان کی اس مشاورتی حیثیت کو قانونی شکل دے دی۔

ہندوستان کی تمام عدالتیں، برطانیہ میں قائم پریوی کونسل کے ماتحت تھیں۔ اسلامی مقدمات کے فیصلے کرنا بھی پریوی کونسل کے دائرہ اختیار میں آ گیا تھا۔ جس کے فیصلے کو ماننا، ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے بھی ضروری ہو گیا تھا۔ اگرچہ پریوی کونسل کے اراکین مسلمانوں کے مقدمات میں پوری کوشش کرتے کہ ان کا فیصلہ شریعت کے مطابق ہو۔ مگر پھر بھی اسلامی قانون کی روح اور فلسفہ کا پوری طرح اور صحیح طور پر ادراک نہ ہونے کی وجہ سے، وہ انصاف کے تقاضے پورے نہیں کر سکتے تھے۔ ۱۸۹۷ء اور ۱۹۰۲ء میں پریوی کونسل نے یہ فیصلہ دیا کہ قرآن مجید اور احادیث نبوی کی صرف وہی تعبیر و تشریح درست مانی جائے گی جو جید علماء اور فقہاء نے کی ہو۔ مزید یہ کہ پریوی کونسل اور نہ ہی اس کے ماتحت عدالتیں، آیات قرآنی اور احادیث نبوی کی کوئی ایسی تشریح کریں گی جو اسلام کے خلاف ہو۔ ایسٹ انڈیا کمپنی اور برطانوی دور حکومت میں اہل ہندوستان کے رسوم و رواج اور مذہبی معاملات میں عموماً عدم مداخلت کی روایت قائم رہی۔ تاہم نومبر ۱۹۱۷ء میں حافظ محمد احمد (۱۸۶۲ء۔۱۹۲۸ء) کی قیادت میں علمائے دیوبند کا ایک وفد ایڈون سموئیل مانٹیگو (۱۸۷۹ء۔۱۹۲۴ء) وزیر امور ہند (۱۹۱۷ء۔۱۹۲۲ء) سے دہلی میں ملا اور اسے دس نکاتی یادداشت پیش کی۔ جس میں بنیادی مطالبہ یہ کیا گیا تھا کہ مسلمانوں کے عائلی مسائل میں حکومت کوئی مداخلت نہ کرے اور نہ ہی کوئی ایسا ایکٹ وضع کرے جو شرعی قانون سے متصادم ہو۔ علماء کے اس وفد نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ ہندوستان میں مسلم پرسنل لاء کے اجراء کے لیے محکمہ قضاء قائم کیا جائے۔[۴۰]

۱۹۳۷ء میں 'دی مسلم پرسنل لاء (شریعت) اپلیکیشن' ایکٹ نافذ ہوا۔ اس کا مقصد یہ

Marfat.com

تھا کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں جو غیر اسلامی رسوم و رواج ،خصوصاً وراثت کے معاملے میں، رائج ہو گئے ہیں اور جو رفتہ رفتہ قانونی حیثیت اختیار کر چکے ہیں ،ان کو ختم کیا جائے۔تاہم وصیت اور تبنیت کو اس ایکٹ سے استثناء حاصل تھا۔[۴۱]

قطب الدین احمد المعروف بہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۷۰۳ء۔۱۷۶۲ء) کو علم فقہ کی بجائے اصول الفقہ سے زیادہ دلچسپی تھی۔لیکن علم فقہ کو صحیح علمی اور ٹھوس بنیادوں پر قائم کرنے کے لیے انہوں نے بڑی کوشش کی۔اس سلسلہ میں ان کا عربی میں تحریر کردہ مختصر رسالہ **الانصاف فی بیان سبب الاختلاف** قابل ذکر ہے۔اس رسالہ میں انہوں نے عہد نبوی سے لے کر گیارہویں صدی عیسوی تک کتب احادیث نبوی کی فراہمی ،تدوین فقہ اور مختلف فقہی مذاہب کے آغاز وارتقاء سے بحث کی ہے۔اسی طرح تقلید اور اجتہاد کے مسئلہ پر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے **عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید** لکھی۔شاہ ولی اللہ عامی ،خصوصاً ہندوستان اور ماوراء النہر سے تعلق رکھنے والوں کے لیے حنفی المذہب ہونا واجب قرار دیتے ہیں اور ایسے علاقے کے مسلمانوں کے لیے بھی ،جہاں کسی دوسرے فقہی مذہب کا وجود نہ ہو۔تاہم علماء کے لیے تقلید کو وہ حرام سمجھتے تھے۔[۴۲] شاہ ولی اللہ نے صوفیاء اور فقہاء کے باہمی اختلافات کو کم کرانے کے ساتھ ساتھ اختلاف بین المذاہب کی خلیج کو بھی کم کرانے کی کوششیں کیں۔[۴۳] مغلوں کے عہد زوال (۱۷۰۷ء۔۱۸۵۷ء) کے دوران دہلی میں خاندان ولی الٰہی دینی ،فقہی اور روحانی معاملات میں مسلمانوں کے لیے مرجع خلائق کی سی حیثیت رکھتا تھا ،جبکہ انیسویں صدی عیسوی کے آغاز میں ہندوستان میں غیر مقلدین کے بڑھتے ہوئے اثرات کو کم کرنے کے لیے ،لکھنؤ میں مقیم علمائے فرنگی محل ،علم فقہ کی طرف مسلمانوں کی زیادہ سے زیادہ توجہ دلانے میں مصروف تھے۔[۴۴]

Marfat.com

حواشی وحوالہ جات

۱۔ خلیل احمد اسرائیلی (مترجم)، حجۃ اللہ البالغہ (جلد اول)، (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)،
لاہور، ۱۹۷۷ء، ص ۳۸۷

۲۔ محمد نصیر الدین، تاریخ تدوین فقہ، لاہور، ۱۹۵۳ء، ص ۲۰۔۲۲

۳۔ شیخ محمد اکرام، آب کوثر، لاہور، ۱۹۶۵ء، ص ۱۲۵۔۱۲۶

۴۔ سید معین الحق، معاشری اور علمی تاریخ، کراچی، ۱۹۶۵ء، ص ۷

۵۔ آب کوثر، بحوالہ سابقہ، ص ۱۲۷۔۱۲۸

6. Ziauddin,"A Study Of Fiqh Literature In Urdu:Since 1857 A.D." (M.Phil Thesis),Aligarh: Aligarh Muslim University, 1996, p.20.

7. Zafarul Islam,"Development Of Islamic Jurisprudence In Sultanate Period," *Hamdard Islamicus* (Karachi), XIII (Spring 1990)1: pp.16 -18.

۸۔ عبدالاوّل جونپوری، مفید المفتی، ملتان، ۱۹۸۱ء، ص ۱۷۱

۹۔ شبلی نعمانی، امام اعظم، لاہور، س۔ن، ص ۱۶۹

۱۰۔ محمد اسحاق بھٹی، برصغیر پاک وہند میں علم فقہ، لاہور، ۱۹۷۳ء، ص ۳۶، ۴۴

۱۱۔ ایضاً، ص ۶۱، ۷۲

۱۲۔ فقیر محمد، حدائق الحنفیہ، لکھنؤ، ۱۹۰۶ء، ص ۳۰۶

13. Zafarul Islam, *Socio - Economic Dimension Of Fiqh Literature In Medieval India*, Lahore,1990, pp.20-23.

Marfat.com

۱۴۔ مشیر الحق، ''برصغیر میں فقہ اسلامی کے ارتقاء کا ایک جائزہ''، عمادالحسن آزاد فاروقی (مرتبہ)،

ہندوستان میں اسلامی علوم و ادبیات، نئی دہلی، ۱۹۸۶ء، ص ۶۱

۱۵۔ خلیق احمد نظامی، سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات، لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۳۹۷

۱۶۔ سید اقبال احمد، تاریخ شیراز ہند جونپور، جونپور، ۱۹۶۳ء، ص ۲۴

۱۷۔ ایضاً، ص ۶۰۹

۱۸۔ ''برصغیر میں فقہ اسلامی کے ارتقاء کا ایک جائزہ''، بحوالہ سابقہ، ص ۶۲

۱۹۔ برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ، بحوالہ سابقہ، ص ۲۳۴، ۲۳۶

۲۰۔ ایضاً، ص ۲۳۰

۲۱۔ شیخ محمد اکرام، رُودکوثر، لاہور، ۱۹۶۸ء، ص ۳۲۔۳۴ ، ۱۶۲

۲۲۔ خلیق احمد نظامی، حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی، دہلی، ۱۹۶۴ء، ص ۱۷۹

۲۳۔ محمد سعید احمد (ترجمہ)، مکتوبات امام ربّانی (دفتر دوّم)، (حصّہ دوّم)، (شیخ احمد سرہندی)،

دہلی، ۱۹۷۲ء، ص ۳۲۔۳۵

۲۴۔ شاھد حسین رزّاقی (ترجمہ)، عربی ادبیات میں پاک و ھند کا حصّہ (زبید احمد)، لاہور، ۱۹۹۱ء، ص ۳۰۱

۲۵۔ رُودکوثر، بحوالہ سابقہ، ص ۳۴

۲۶۔ احمد ربّانی (مرتب)، مقالات مولوی محمد شفیع (جلد چہارم)، لاہور، ۱۹۷۲ء، ص ۶۸

۲۷۔ مجیب اللہ ندوی، فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین، لاہور، س۔ن، ص ۶۔۷

۲۸۔ مفید المفتی، بحوالہ سابقہ، ص ۲۶۵

29. Zafarul Islam,"Origin and Development of *Fatawa* - Compilation in Medieval India", *Hamdard Islamicus* (Karachi), XX (January-March 1997)1:p.10.

Marfat.com

30. Ziauddin, "Contribution Of India To Fiqh Literature In Arabic Upto 1857".(Ph.D.Thesis), Aligarh: Aligarh Muslim University, 2000, pp.35,51.

31. "Origin and Development of *Fatawa* - Compilation in Medieval India," *op.cit.*, p.11

۳۲۔ ماہنامہ الرشید (ساہیوال)، مارچ۔اپریل ۱۹۸۰ء، (تاریخ دارالعلوم دیوبند نمبر)، ص ۹۳

۳۳۔ محمد مسعود احمد، مولانا محمد عبدالقدیر بدایونی، لاہور، ۱۹۷۸ء، ص ۲۱

۳۴۔ ''برصغیر میں فقہ اسلامی کے ارتقاء کا ایک جائزہ''، بحوالہ سابقہ، ص ۶۴

35. Muhammad Aslam Syed, *Muslim Response To The West: Muslim Historiography In India 1857-1914* , Islamabad, 1988, pp.15-16.

۳۶۔ محمد اسحاق بھٹی، فقہائے پاک و ہند: تیرہویں صدی ہجری (جلد سوم)، لاہور، ۱۹۸۹ء، ص ۳۴۷، ۳۵۱ ۔ ۳۵۲

۳۷۔ حدائق الحنفیہ، بحوالہ سابقہ، ص ۴۸۱ ۔ ۴۸۲

38. Iqbal Husain, "From Traditional Roots To Nationalism - A History of the Farangi Mahal Family", *Islamic Culture* (Hyderabad-Deccan),LXXIV (July 2000) 3: p.9.

39. Iik Arifin Mansurnoor, "Ulama In Changing Society: A Re - Examination Of The Deoband Movement (1867-1924)", *Hamdard Islamicus* (Karachi), XVI (Summer 1993) 2 : p. 98.

۴۰۔ الرشید، بحوالہ سابقہ، ص ۱۳۸۔ مسلم پرسنل لاء اور شرعی قانون کے تحفظ اور بقاء

Marfat.com

کے لیے، ۱۹۷۴ء میں دارالعلوم دیوبند میں محکمہ قضاء قائم کیا گیا۔

۴۱۔ سیّد خالد رشید، ''اینگلو محمڈن لا: بعض بنیادی مسائل''، ضیاء الحسن فاروقی اور مشیر الحق (مرتبین)، فکر اسلامی کی تشکیل جدید، لاہور، س۔ن، ص ۳۵۰

۴۲۔ محمد عبید اللہ بن خوشی محمد (مترجم)، فقہی اختلافات کی اصلیت (شاہ ولی اللہ دہلوی)، لاہور، ۱۹۸۱ء، ص ۷۲

۴۳۔ رُودِ کوثر، بحوالہ سابقہ، ص ۵۵۸، ۵۶۲

44. F.U.Farooqi, *Lucknow: A Centre of Arabic and Islamic Studies during the Ninteenth Century*, New Delhi, 1999, p.214.

Marfat.com

باب دوّم

جنوبی ایشیا میں اُردو فتاویٰ کا آغاز و ارتقاء

Marfat.com

Marfat.com

انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی میں مسلمانان عالم، خصوصاً جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کے لیے کئی نئے فکری، نظریاتی اور عملی مسائل سامنے آئے۔ اس دوران دو عظیم عالمی جنگیں [(۱۹۱۴ء۔ ۱۹۱۸ء) اور (۱۹۳۹ء۔ ۱۹۴۵ء)] ہوئیں۔ عرب و عجم کے کئی مسلم ممالک پر غیر مسلموں کی چیرہ دستی، اشتراکی اور سرمایہ دارانہ نظاموں کی باہمی کشمکش اور مسلم معاشروں پر ان کے اثرات، سائنسی علوم وایجادات کی بھرمار، معیشت، معاشرت، سیاست اور اخلاقیات میں نئی راہوں اور طرز فکر وعمل کا ظہور، زرعی معاشرے کی زوال پذیری اور صنعتی معاشرے کی تشکیل کے ساتھ ساتھ اسلام کے مقابل دوسرے ادیان کی وسیع بنیادوں پر منظم تبلیغ واشاعت اور خود اسلام کے اندر نئے نئے فرقوں اور گروہوں کا ظہور وہ عوامل ہیں جن کے تحت عوام کو نئے اور پریشان کن مسائل اور حالات و واقعات سے دوچار ہونا پڑا۔ اسی پس منظر میں جنوبی ایشیا، خصوصاً برعظیم پاکستان، بنگلہ دیش اور بھارت میں فتوی نویسی کا عمل بڑی تیزی سے پروان چڑھا۔ قبل ازیں یہ فن صرف علماء اور فقہاء کی باہمی علمی وفقہی مباحث تک ہی محدود تھا۔ تاہم نئے حالات کے تقاضوں کے پیش نظر، فتوی نویسی کا عمل عوام میں بھی مقبول ہو گیا اور یہ ایک مستقل فن بن گیا۔

دارالافتاء کی ابتداء

جنوبی ایشیا میں پہلا معلوم دارالافتاء، مفتی رضا علی خاں بریلوی (۱۸۰۹ء۔ ۱۸۶۹ء) نے ۱۸۳۱ء میں بریلی، اتر پردیش میں قائم کیا۔[۱] ۱۸۶۲ء کے لگ بھگ جامع مسجد فتح پوری، دہلی (۱۶۵۰ء) میں مفتی رحیم بخش المقلب بہ شاہ محمد مسعود محدث دہلوی (۱۸۳۴ء۔ ۱۸۹۲ء) نے دارالافتاء قائم کیا۔[۲] یکم جنوری ۱۸۸۷ء کو انجمن مستشار العلماء، لاہور قائم ہوئی اور اس نے جدید واقعات کی بابت علماء سے مشورہ کرکے، مختلف آراء کی روشنی میں کسی مسئلہ پر ایک متفقہ رائے دینے کے لیے، منتخب علماء کی ایک جماعت پر مشتمل دارالافتاء قائم کیا۔[۳] ۱۸۸۷ء میں دارالعلوم انجمن نعمانیہ ہند، لاہور (۱۸۸۷ء) میں دارالافتاء کی بنیاد رکھی گئی۔[۴] مئی ۱۸۶۷ء میں دیوبند، ضلع سہارن پور، اتر پردیش میں مدرسہ قاسم العلوم کا قیام عمل میں آیا۔ بعد ازاں جنوری ۱۸۷۹ء میں یہ مدرسہ، دارالعلوم دیوبند کے نام سے موسوم ہوا۔ اگرچہ یہاں پر ۱۸۷۶ء میں فتوی نویسی کی ابتداء ہو گئی تھی تاہم

Marfat.com

۹۳-۱۸۹۲ء میں باقاعدہ طور پر دارالافتاء قائم ہوا۔[5] نومبر ۱۹۱۱ء سے اپریل ۱۹۹۹ء تک اس دارالافتاء سے سات لاکھ سے زائد فتاویٰ جاری ہوئے۔[6] ان دارالافتاء اور ان جیسے دیگر قائم ہونے والے دارالافتاء سے اور انفرادی طور پر بھی، انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی میں کروڑوں کی تعداد میں فتاویٰ جاری ہوئے۔ جس کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ یہ فتاویٰ اردو، انگریزی، عربی اور فارسی کے علاوہ جنوبی ایشیا کی دیگر زبانوں میں بھی جاری کیے گئے۔ ان فتاویٰ میں سے بہت کم محفوظ رہ سکے جبکہ زیادہ تر فتاویٰ ضائع ہو چکے ہیں۔ جو محفوظ رہ گئے ان میں سے بہت کم مطبوعہ صورت میں موجود ہیں۔ ان تحریری فتاویٰ کے علاوہ زبانی دیے گئے فتاویٰ کا تو کوئی شمار ہی نہیں۔ آج کی جدید دنیا میں لوگ اخبارات، رسائل اور جرائد، ریڈیو، ٹیلی وژن، ٹیلی فون، موبائل فون اور انٹرنیٹ کے ذریعے بھی مفتی حضرات سے فتاویٰ پوچھ کر، فن فتوی نویسی کی تاریخ میں نئے باب کا اضافہ کر رہے ہیں۔ اس لیے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ جنوبی ایشیا میں جتنے فتاویٰ فقہ حنفی کے تحت دیے گئے ہیں اور دیے جا رہے ہیں، شاید ہی کسی دوسرے فقہی مذہب کے تحت دیے گئے ہوں۔ فتوی نویسی کے اس سارے عمل میں ایک بات نمایاں ہے کہ اگرچہ لوگ بعض نئے پیش آنے والے حالات و واقعات کے بارے میں مفتی حضرات سے استفتاء پوچھتے ہیں تاہم ان کی اصل دلچسپی کا میدان آج بھی عقائد، ارکان اسلام، احکام اور معاملات ہی ہیں۔ انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی میں شائع ہونے والے فتاویٰ کا معتد بہ حصہ، انہی سے متعلقہ مسائل کے جوابات پر مشتمل ہے۔

فتوی نویسی کا عمل خالصتاً فی سبیل اللہ اور رضائے الٰہی کے حصول کے لیے کیا جاتا ہے۔ اس لیے فقہاء اور مفتی حضرات نے اپنے جاری کردہ فتاویٰ کی ترتیب و تدوین اور اشاعت کی طرف عموماً زیادہ توجہ نہیں دی۔ اسلامی دنیا میں فتاویٰ اور واقعات میں اولین مجموعہ ہونے کا اعزاز کتاب النوازل کو حاصل ہے۔ جو ابو اللیث نصر بن محمد احمد السمر قندی (م۔۹۸۳ء) نے تصنیف کیا۔ اس میں متاخرین مجتہدین کے فتاویٰ اور اختیارات جمع کیے گئے ہیں۔[7] تاہم اسی قسم کا مجموعہ، جو 'فتاویٰ' کے نام سے سب سے پہلے تصنیف ہوا، وہ مولانا فخر الدین حسن المعروف بہ قاضی خان (م۔۱۱۹۶ء) کا فتاویٰ قاضی خان ہے۔[8]

Marfat.com

جنوبی ایشیا، خصوصاً برعظیم پاکستان، بنگلہ دیش اور بھارت میں فتاویٰ کو کب سے جمع کرنا شروع کیا گیا؟ اس کے بارے میں کوئی حتمی بات نہیں کی جاسکتی۔ تاہم گمانِ غالب یہی ہے کہ ۱۸۵۷ء کے بعد ہی علماء و مفتی حضرات اور عوام نے فتاویٰ کو جمع کرنا شروع کیا ہوگا۔ کیونکہ اس کے بعد ہی فتاویٰ کے مختلف انفرادی اور اجتماعی مجموعے سامنے آئے۔ جن میں اردو میں شائع شدہ مجموعہ ہائے فتاویٰ کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ ان میں اکثریت کا تعلق حنفی مذہب سے ہے۔ ان مجموعہ ہائے فتاویٰ کے علاوہ، بعض مسائل پر مختلف فقہاء، علماء اور مفتی حضرات نے جو طویل اور مستقل فتاویٰ دیئے، وہ موضوع کی مناسبت سے علیحدہ طور پر، کتابی صورت میں شائع ہوئے ہیں۔ تاہم آئندہ صفحات میں صرف ان ہی اردو مجموعہ ہائے فتاویٰ اور مفتی حضرات کا تعارف پیش کیا گیا ہے کہ جن کا تعلق انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی سے ہے اور جن کے مجموعہ ہائے فتاویٰ میں باقاعدہ استفتاء کے جواب میں فقہ حنفی کے مطابق فتویٰ دیا گیا ہے۔ اگرچہ انیسویں صدی عیسوی کے آغاز تک، غیر مقلد علماء بھی فقہ حنفی کے مطابق عموماً فتویٰ دیتے رہے ہیں۔[9] تاہم بعدازاں کیونکہ وہ واضح طور پر ایک علیحدہ مکتبہ فکر کے طور پر سامنے آئے ہیں اس لیے، ان کے مجموعہ ہائے فتاویٰ، اس تعارف سے خارج ہیں۔

انیسویں صدی عیسوی کے مفتی حضرات اور ان کے مجموعہ ہائے فتاویٰ

مولانا عبد القادر لدھیانوی (۹۱/۱۷۹۰ء۔ ۶۰/۱۸۵۹ء)، مولانا محمد لدھیانوی (۳۰/۱۸۲۹ء۔ ۱۹۰۱ء)، مولانا عبداللہ لدھیانوی (۳۵/۱۸۳۴ء۔ ۹۴/۱۸۹۳ء) اور مولانا عبدالعزیز لدھیانوی (۳۹/۱۸۳۸ء۔ ۱۹۰۱ء) کے فتاویٰ کا مجموعہ، **فتاویٰ قادریہ**،[10] جون ۱۹۰۱ء میں لدھیانہ سے شائع ہوا۔ اس میں عقائد، اعمال اور معاملات کے علاوہ، زیادہ تر فتاویٰ رد قادیانیت میں ہیں۔ استفتاء کی عبارت کے ساتھ، مستفتی کا نام، جائے سکونت اور تاریخ درج نہیں۔

مفتی محمد سعد اللہ (۱۸۰۴ء۔ ۱۸۷۷ء) مراد آباد میں پیدا ہوئے۔ مراد آباد اور دہلی کے مختلف اساتذہ سے اکتساب علم کیا۔ بعد از فراغت، مدرسہ شاہی، لکھنؤ میں مدرس ہو گئے۔ لکھنؤ کی کچہری کوتوالی میں انتیس سال تک مفتی رہے۔ بعد ازاں نواب یوسف علی خاں (۱۸۱۶ء۔

Marfat.com

۱۸۶۵ء) کے بلانے پر، ریاست مصطفیٰ آباد (رام پور) (۱۷۷۴ء۔۱۹۴۹ء) چلے گئے اور وہاں قضاء، افتاء اور مرافعہ پر فائز رہے۔ مفتی سعد اللہ کا انتقال رام پور میں ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔"

مفتی محمد سعد اللہ کے فتاویٰ، ان کے صاحبزادے مفتی محمد لطف اللہ (۳۹/۱۸۳۸ء۔ ۱۹۱۳ء) نے الفتاویٰ السّعدیۃ فی الفروع الحنفیۃ[12] کے نام سے مرتب کیے۔ اس میں زیادہ تر فتاویٰ فارسی میں ہیں تاہم بعض فتاویٰ اردو میں بھی ہیں۔ بعض فتاویٰ طویل ہیں جبکہ اکثر مختصر ہیں۔ استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام، جگہ اور تاریخ درج نہیں۔

مفتی سید عبد الفتاح الحسینی القادری گلشن آبادی (۱۹/۱۸۱۸ء۔۱۸۷۸ء) گلشن آباد، ناسک، مہاراشٹرا میں پیدا ہوئے۔ مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی (۹۹/۱۷۹۸ء۔۱۸۷۲ء) کے علاوہ اپنے وقت کے دیگر جیّد علماء سے اکتساب علم کیا۔ ۱۸۴۸ء میں سند افتاء حاصل کی اور ۵۵/۱۸۵۴ء میں ضلع خاندیش کی عدالت میں مفتی مقرر ہو گئے۔ ۶۸/۱۸۶۷ء میں مدرسہ الفنسٹن (۱۸۳۵ء)، بمبئی (اب ممبئی) میں عربی اور فارسی کے مدرس ہو گئے۔ بعد ازاں اپنے آبائی وطن میں درس و تدریس کی خدمات، تادم آخریں سرانجام دیتے رہے۔ آپ کا وصال گلشن آباد میں ہوا اور وہیں آسودۂ خاک ہوئے۔

مفتی سید عبد الفتاح گلشن آبادی کے فتاویٰ چار جلدوں میں جامع الفتاویٰ[13] کے نام سے شائع شدہ ہیں۔ اس مجموعہ میں اردو کے علاوہ بعض فتاویٰ فارسی میں بھی ہیں۔ قرآن مجید، احادیث نبوی اور مستند کتب فقہ سے استدلال کرتے ہوئے، عقائد، معاملات، اصول فقہ، ردفرق مخالف کے علاوہ بعض متفرق مسائل کے متعلق فتاویٰ موجود ہیں۔ مفتی گلشن آبادی کے بعض فتاویٰ پر ہندوستان کے جیّد علماء کی تصدیقات موجود ہیں۔ استفتاء کی عبارت کے ساتھ، مستفتی کا نام، جگہ اور تاریخ درج نہیں۔

مولانا رشید احمد گنگوہی (۱۸۲۹ء ۔ ۱۹۰۵ء) گنگوہ ضلع سہارن پور میں پیدا ہوئے۔ عربی، فارسی اور دیگر درسیات کی تعلیم کرنال اور دہلی کے مختلف اساتذہ سے حاصل کی۔ بعد ازاں قرآن مجید حفظ کیا۔ مولانا گنگوہی کو فقہ سے خصوصی لگاؤ تھا اور انہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر

Marfat.com

حصہ اسی علم کی خدمت میں صرف کر دیا۔ دارالعلوم دیوبند میں دارالافتاء کا قیام بھی مولانا گنگوہی کی کوششوں ہی سے ممکن ہوا۔[14] آپ کا انتقال گنگوہ میں ہوا اور وہیں دفن ہیں۔

مولانا رشید احمد گنگوہی کے کئی فتاویٰ ضائع ہو گئے ہیں۔ تاہم ۱۸۸۰ء سے ۱۹۰۵ء کے دوران دیے گئے تقریباً گیارہ سو فتاویٰ کا مجموعہ فتاویٰ رشیدیہ[15] کے نام سے شائع شدہ ہے۔ مختلف استفتاء کے جواب میں مولانا گنگوہی نے مختلف رسائل بھی لکھے ہیں۔ مولانا گنگوہی کے فتاویٰ مختصر ہیں اور ان میں دلائل اور حوالہ جات کی بھی کمی ہے۔ مجموعہ میں زیادہ تر فتاویٰ اعتقادات سے متعلق ہیں۔ استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام، جگہ اور تاریخ درج نہیں۔

مولانا محمد ارشاد حسین مجددی (۱۸۳۲ء۔۱۸۹۳ء) رام پور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر سے حاصل کی۔ بعد از اں رام پور اور لکھنؤ کے مختلف اساتذہ سے تحصیل علم کی۔ ۶۸/۱۸۶۷ء میں رام پور میں مدرسہ ارشاد العلوم قائم کیا اور درس و تدریس کا آغاز کر دیا۔ نواب کلب علی خاں (۱۸۳۵ء۔۱۸۸۷ء) والیٔ ریاست رام پور نے آپ کو ریاست کی مسند افتاء پر فائز کیا۔ آپ کا انتقال رام پور میں ہوا اور وہیں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔

مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کے پاس ریاست رام پور کے علاوہ دور دراز مقامات سے بھی استفتاء آتے تھے۔ جن کے جواب میں آپ فتویٰ دیتے تھے۔ آپ کے زیادہ تر فتاویٰ ضائع ہو چکے ہیں تاہم جو فتاویٰ محفوظ رہ سکے، ان میں تقریباً ایک سو فتاویٰ، فتاویٰ ارشادیہ (جلد اوّل)[16] میں اور ڈیڑھ سو جلد دوّم[17] میں شامل ہیں۔ مولانا مجددی کے ان اردو اور فارسی فتاویٰ کو ان کے خلیفہ مولانا محمد عبدالغفار خاں رام پوری (۱۸۵۶ء۔۱۹۳۰ء) نے مرتب کیے ہیں اور تقریباً ہر فتویٰ پر ان کی تصدیق بھی موجود ہے۔ فتاویٰ ارشادیہ میں شامل بعض فتاویٰ طویل ہیں جبکہ بعض مختصر ہیں لیکن ان میں دلائل اور حوالے موجود ہیں۔ تاہم استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام، جائے سکونت اور تاریخ درج نہیں ہے۔

مفتی شاہ محمد مسعود محدث دہلوی دہلی میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۵۶ء میں علوم عربیہ و ریاضیہ کی تحصیل سے فارغ ہوئے۔ ۱۸۵۷ء کے بعد جامع مسجد فتح پوری، دہلی میں امامت و خطابت کا آغاز

Marfat.com

کیا۔ یہیں آپ نے ۱۸۶۲ء کے لگ بھگ دارالافتاء کی بنیاد رکھی جو ۱۸۹۱ء تک قائم رہا۔ مفتی دہلوی کا انتقال دہلی میں ہوا اور وہیں ان کی تدفین ہوئی۔

مفتی محمد مسعود دہلوی نے ۱۸۷۹ء اور ۱۸۸۶ء کے درمیان جو فتاویٰ جاری کیے، ان میں سے دو سو سے زائد منتخب شدہ فتاویٰ، **فتاویٰ مسعودی** [۱۸] کے نام سے، ڈاکٹر محمد مسعود احمد (۱۹۳۰ء۔۲۰۰۸ء) نے مرتب کیے ہیں۔ ان میں متنوّع موضوعات مثلاً عقائد، عبادات، معاملات، اوقاف، آداب و رسوم اور سیاسیات پر اردو، فارسی اور عربی میں فتاویٰ موجود ہیں۔ مفتی دہلوی کے فتاویٰ آسان زبان میں میانہ روی کا طرز استدلال پیش کرتے ہیں۔ مفتی دہلوی کے بعض فتاویٰ، مولانا سید محمد نذیر حسین محدّث دہلوی (۱۸۰۵ء۔۱۹۰۲ء) کے مجموعۂ فتاویٰ، **فتاویٰ نذیریہ** میں بھی موجود ہیں۔ [۱۹] جبکہ مفتی دہلوی کی تصدیقات، مولانا رشید احمد گنگوہی کے بعض فتاویٰ پر موجود ہیں۔ [۲۰]

مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی (۱۸۴۸ء۔ ۱۸۸۶ء) باندہ، اتر پردیش میں پیدا ہوئے۔ دس سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا اور پندرہ سال کی عمر میں اپنے والد مولانا عبد الحلیم لکھنوی (۹۵/۱۷۹۴ء۔ ۱۸۶۸ء) سے علوم متداولہ کی تحصیل مکمل کی۔ بعد از فراغت، آپ لکھنؤ میں مقیم ہو گئے اور درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے۔ مولانا لکھنوی کو حجاز مقدس کے بعض علماء سے بھی سند حدیث حاصل تھی۔ آپ کا انتقال لکھنؤ میں ہوا اور وہیں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔

مولانا عبد الحی لکھنوی نے ۱۸۶۸ء میں فتویٰ نویسی کا آغاز کیا تھا۔ ان کے پاس کثرت سے استفتاء آتے تھے۔ ان کے فتاویٰ کا مجموعہ ۹۰/۱۸۸۹ء میں **مجموعۃ الفتاویٰ** [۲۱] کے نام سے تین جلدوں میں شائع ہوا۔ جلد اوّل میں ۳۱۹ جبکہ جلد دوّم میں ۱۲۷۹ استفتاء کے جواب میں اردو، عربی اور فارسی میں فتاویٰ موجود ہیں۔ جلد سوّم مکمل طور پر فارسی فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ مولانا خورشید عالم نے عربی اور فارسی فتاویٰ کا اردو میں ترجمہ کیا جو دیگر اردو فتاویٰ کے ہمراہ، ایک ہی جلد میں **فتاویٰ عبدالحی** [۲۲] کے نام سے شائع شدہ ہیں۔ مولانا لکھنوی کے بعض فقہی مسائل پر الگ سے رسائل بھی شائع ہوئے ہیں۔

Marfat.com

مولانا محمد عبدالحی لکھنوی نے مسائل کو عصری تناظر میں دیکھا اور ہمیشہ اس اصول کو پیش نظر رکھا کہ اصل ہر شئی میں حلت ہے۔[۲۳] مولانا لکھنوی نے اپنے فتاویٰ میں بعض مقامات پر روایتی حنفی موقف سے ہٹ کر اپنے موقف کا اظہار بھی کیا ہے۔ مثلاً قرأۃ خلف الامام کو وہ مستحب جانتے تھے، نماز جمعہ کے لیے شہر ہونے کی شرط کے وہ قائل نہیں تھے اور خواتین کو لکھنا سیکھانے کے بھی حامی تھے۔[۲۴] مولانا لکھنوی مسلمانوں کی تاریخ سے بھی اپنے فتاویٰ میں ثبوت وسند پیش کرتے تھے۔

مفتی خلیل احمد سہارن پوری (۱۸۵۲ء۔۱۹۲۷ء) نانوتہ، ضلع سہارن پور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر سے ہی حاصل کی۔ مزید تعلیم گوالیار، دیوبند، سہارن پور اور لاہور کے مختلف اساتذہ سے حاصل کی۔ تاہم سندِ فراغت ۱۸۷۱ء میں مدرسہ مظاہر علوم، سہارن پور (۱۸۶۶ء) سے حاصل کی۔ تحصیل علم کے بعد آپ سہارن پور، بھوپال، بہاولپور، بریلی اور دیوبند کے مختلف دینی مدارس میں تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ بعدازاں نومبر ۱۸۹۶ء میں مدرسہ مظاہر علوم، سہارن پور میں صدر مدرس مقرر ہوئے۔ ۱۹۱۸ء میں اس کے ناظم اعلیٰ اور سرپرست ہو گئے۔ مئی ۱۹۲۶ء کو حج کے لیے گئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ مفتی سہارن پوری کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا اور جنت البقیع میں سپرد خاک کیے گئے۔

مفتی خلیل احمد سہارن پوری کو احادیث نبوی اور فقہ سے خصوصی لگاؤ تھا۔ جامعہ مظاہر علوم میں درس وتدریس کے علاوہ فتویٰ نویسی کی ذمہ داری بھی ان پر ہی تھی۔ آپ جامعہ کے دوسرے علماء ومفتی حضرات کے فتاویٰ کی بھی تصحیح وتصدیق کرتے تھے۔[۲۵] مفتی سہارن پوری، جامعہ مظاہر علوم میں اپنے قیام کے دوران جو فتاویٰ دیتے رہے، وہ **فتاویٰ مظاہر علوم**[۲۶] کے نام سے شائع شدہ ہیں۔ یہ مجموعہ فتاویٰ خلیلیہ کے نام سے بھی معروف ہے۔ اس مجموعہ کی ترتیب وتدوین جامعہ مظاہر علوم کے استاذ سید محمد خالد نے کی جبکہ مفتی محمود حسن گنگوہی (۱۹۰۷ء۔۱۹۹۶ء) نے اس پر نظر ثانی اور ضروری اصلاح کی۔ فتاویٰ مظاہر علوم میں عقائد وکلام، عبادات ومعاملات و دیگر فقہی مسائل پر اردو کے علاوہ عربی میں بھی فتاویٰ موجود ہیں۔ استفتاء کی عبارت کے ساتھ، مستفتی کا نام، جائے سکونت اور تاریخ درج نہیں۔ تاہم بعض فتاویٰ کے آخر میں تاریخ درج ہے۔

Marfat.com

مفتی خلیل احمد سہارن پوری فقہی مسائل میں امکان کی حد تک بنیادی مآخذ سے تحقیق کرتے، غور و غوض کرتے اور جب تک انہیں مسئلہ کے بارے میں شرح صدر نہ ہو جاتا، فتویٰ نہیں لکھتے تھے۔ آپ میں قوت اخذ و استنباط، جزئیات پر نظر اور مختلف اجزاء میں ترتیب و تطبیق کی غیر معمولی صلاحیت تھی۔ مفتی سہارن پوری مسائل کی تحقیق کے لیے دیگر اہل علم اور ارباب افتاء سے بھی مراجعت کرتے اور ان کی تحقیق کو خوش دلی سے قبول بھی کرتے تھے۔ فتویٰ دیتے وقت ان کے پیش نظر، علامہ سید محمد امین بن عمر المعروف بہ ابن عابدین شامی (۸۴/۱۷۸۳ء۔ ۳۷/۱۸۳۶ء) کی تصنیف ردّ المحتار حاشیہ علی الدرّ المختار المعروف بہ فتاویٰ شامی اور علامہ علاء الدین ابو بکر بن مسعود الکاسانی (م۔ ۱۱۹۱ء) کی بدائع الضائع فی الترتیب الشرائع رہتی تھیں۔ شرعی مسائل میں کسی قسم کی لچک اور کمزوری مفتی سہارن پوری کے ہاں نہیں تھی۔ وہ ممتاز علماء اور مفتی حضرات کے فتاویٰ کو بھی جوں کا توں قبول نہیں کرتے تھے۔ حتیٰ کہ مولانا رشید احمد گنگوہی کے فتاویٰ بھی شرح صدر کے بعد ہی قبول کرتے تھے۔ علاوہ ازیں مفتی سہارن پوری کے بعض فتاویٰ میں مولانا امین الدین دہلوی (۷۱/۱۸۷۰ء۔ ۱۹۲۰ء) مہتمم مدرسہ امینیہ اسلامیہ، دہلی (۹۸/۱۸۹۷ء)، مولانا محمود حسن (۱۸۵۱ء۔ ۱۹۲۰ء)، مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی (۵۹/۱۸۵۸ء۔ ۱۹۲۸ء)، حافظ محمد احمد مہتمم دارالعلوم دیوبند، مولانا محمد اشرف علی تھانوی (۱۸۶۳ء۔ ۱۹۴۳ء)، مولانا سید انور شاہ کشمیری (۱۸۷۵ء۔ ۱۹۳۳ء)، مولانا عنایت الٰہی مہتمم مدرسہ مظاہر علوم اور مولانا سید اصغر حسین (۱۸۷۷ء۔ ۱۹۴۵ء) کے فتاویٰ سے اختلاف ملتا ہے۔ چنانچہ مفتی سہارن پوری کی تنقید و تعاقب کو قبول کرتے ہوئے، کئی مرتبہ ان علماء نے اپنے فتاویٰ میں ترامیم کیں یا ان سے رجوع کر لیا۔[۲۷]

مولانا شاہ محمد احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی (۱۸۵۶ء۔ ۱۹۲۱ء) بریلی، ضلع روہیل کھنڈ، اتر پردیش میں پیدا ہوئے۔ چودہ سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہی علوم دینیہ کی تحصیل سے فارغ ہو گئے۔ بعد ازاں فتویٰ نویسی کا آغاز کیا۔ آپ نے ۱۹ نومبر ۱۸۶۹ء کو پہلا فتویٰ دیا۔ تاہم فتویٰ نویسی کی مطلق اجازت ۱۸۷۶ء میں ملی۔ اپنے والد مولانا محمد نقی علی خاں بریلوی (۱۸۳۰ء۔ ۱۸۸۰ء) کی وفات کے بعد، مولانا احمد رضا خاں مستقل طور پر اپنی آبائی مسندِ افتاء پر فائز

Marfat.com

ہوئے۔ ۱۸۳۱ء سے قائم اس مسندِ افتاء کی انہوں نے تنظیم نو کی اور اس کا نام رضوی دارالافتاء رکھا۔ مارچ ۱۹۲۱ء میں مولانا احمد رضا خاں نے ہندوستان کے لیے دار القضاۃ شرعی قائم کیا۔[۲۸] آپ کا انتقال بریلی میں ہوا اور وہیں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔

مولانا احمد رضا خاں نے مجموعی طور پر چوّن سال فتویٰ نویسی کی۔ ان کے پاس جنوبی ایشیا کے علاوہ افریقہ، افغانستان، امریکہ، حجاز مقدس اور چین سے اردو، انگریزی، عربی اور فارسی میں باکثرت استفتاء آتے تھے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ ان کے پاس ایک ہی وقت میں پانچ سو کے قریب استفتاء جمع ہو جاتے تھے۔[۲۹] اگرچہ مولانا احمد رضا خاں اپنے فتاویٰ کی ایک نقل اپنے پاس محفوظ رکھتے تھے تاہم پھر بھی ان کے کئی فتاویٰ ضائع ہو گئے ہیں۔ جو محفوظ رہ سکے، ان کا مجموعہ بارہ جلدوں میں **العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ**[۳۰] کے نام سے شائع شدہ ہے۔ رضا فاؤنڈیشن، لاہور (۱۹۸۸ء)، کے زیر اہتمام، **فتاویٰ الرضویہ** کی تبویب، تدقیق، تخریج اور عربی اور فارسی عبارات کے اردو تراجم کر کے، تینتیس جلدوں میں اس کا جدید ایڈیشن شائع کیا گیا ہے۔

مولانا احمد رضا خاں کو فتویٰ نویسی سے دلی لگاؤ تھا اور وہ اسے دینی فریضہ تصور کرتے تھے۔ اس لیے وہ نہایت تحقیق کرنے کے بعد ہی فتویٰ دیتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ انہیں کبھی اپنے فتاویٰ سے رجوع نہیں کرنا پڑا۔ مولانا احمد رضا خاں اپنے فتاویٰ میں قرآن مجید اور احادیث نبوی کے بعد کتب فقہ حنفی کا ذکر کرتے ہوئے، فقہاء کے اقوال و آراء کا ذکر کرتے ہیں اور اگر کسی مسئلہ میں فقہاء اور علماء کے اقوال میں تعارض ہو تو وہ قول راجح کا ذکر بھی کر دیتے ہیں۔ مولانا احمد رضا خاں کا طرزِ استدلال اور طریقہ استنباط نرالا اور اچھوتا ہے۔ وہ مسئلہ کی حقیقت کو جدید و قدیم علوم کی روشنی میں حل کرتے ہیں۔ شرعی حکم کے معلوم کرنے میں اشیاء کی حقیقت اور مایت پر بھی سیر حاصل بحث کرتے ہیں۔[۳۱] مولانا احمد رضا خاں اپنے فتاویٰ میں ریاضی اور جغرافیہ سے مسائل کا استحکام، اقوال متبائنہ میں ترجیح اور متعارض دلائل میں تطبیق بھی پیدا کرتے ہیں اور شواہد سے ان کی تائید کرتے ہوئے، ایک مسئلہ کے ساتھ مسائل ضمنیہ کا بیان بھی کر دیتے ہیں۔ **فتاویٰ الرضویہ** میں تنقیح مسائل اور مسائل جدیدہ کا بہ کثرت بیان موجود ہے۔[۳۲] تقریباً ہر استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام،

Marfat.com

جائے سکونت اور تاریخ درج ہے۔ مولانا احمد رضا خاں کے بعض فتاویٰ پر علمائے حجاز کی تصدیقات بھی موجود ہیں۔

فتاویٰ الرضویہ میں تقلید کے ساتھ ساتھ اکثر مقامات پر اجتہادی رنگ بھی نمایاں ہے۔ اصول الفقہ اور فتوی نویسی کے جملہ اصول وقواعد اور آداب المفتی پر مکمل پابندی کرنے کے ساتھ ساتھ، فقہائے سلف سے اختلاف بھی موجود ہے۔[۳۳] فتاویٰ الرضویہ میں مولانا احمد رضا خاں نے معاشرے کے رسوم ورواج اور عرف وعادات کو بھی پیش نظر رکھا ہے اور مقدور بھر سعی کی ہے کہ ایک مسلمان آسانی سے حقوق اللہ اور حقوق العباد کو سرانجام دے سکے۔ چنانچہ انہوں نے اس سلسلہ میں بنیادی نکتہ یہ بیان کیا ہے کہ دینی فرائض کی ادائیگی اور محرمات سے اجتناب کو رضائے مخلوق پر مقدم رکھا جائے اور فتنہ وفساد سے بچنے اور انسانی قلوب کی مدارات ومراعات کے لیے غیر اولیٰ امور کو ترک کردیا جائے۔[۳۴]

مولانا احمد رضا خاں نے پچاس سے زائد علوم پر ایک ہزار کے قریب کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔ ان میں فقہ سے متعلق کتب کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ فتاویٰ الرضویہ کے علاوہ عام مسائل اور فرق مخالف کے رد میں، مولانا احمد رضا خاں کے فتاویٰ کا مجموعہ **السنیۃ الانیقۃ فی الفتاویٰ افریقہ**[۳۵] ۱۹۱۸ء میں شائع ہوا۔ **فتاویٰ کرامات غوثیہ**[۳۶] میں مولانا احمد رضا خاں نے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ (۱۰۷۷ء۔۱۱۶۶ء) سے منسوب بعض کرامات سے متعلق ایک ہی نوعیت کے تین سوالات کے جواب میں الگ الگ فتاویٰ دیے ہیں۔ یہ سوالات جنوری ۱۸۹۳ء، مارچ ۱۸۹۳ء اور اکتوبر ۱۹۱۹ء میں پوچھے گئے تھے۔ **فتاویٰ کرامات غوثیہ** کی تقریب وتحشیہ مولانا محمد جلال الدین قادری (۱۹۳۸ء۔۲۰۰۸ء) نے کیا ہے۔ روز مرّہ کے شرعی اور فقہی مسائل کے بارے میں، مولانا احمد رضا خاں کے مختصر فتاویٰ کے دو مجموعے **احکام شریعت**[۳۷] (تین حصے) اور **عرفان شریعت**[۳۸] (تین حصے) بھی شائع شدہ ہیں۔ مولانا احمد رضا خاں کے بعض فتاویٰ، مولانا محمد اسلم قادری (م۔۱۹۸۲ء) کے مرتب کردہ مجموعہ **جامع الفتاویٰ**[۳۹] المعروف بہ **انوار شریعت** کی جلد اوّل و دوّم میں بھی شامل ہیں۔ علاوہ ازیں مولانا احمد رضا خاں کے بعض عربی فتاویٰ مع اردو ترجمہ اور چند

Marfat.com

رسائل کو رسائل رضویہ کے نام سے دو جلدوں میں مولانا محمد عبدالحکیم اختر شاہ جہان پوری (۱۹۳۵ء۔ ۱۹۹۳ء) نے مرتب کیا ہے۔ رسائل رضویہ کی جلد اوّل[۴۰] میں سات اور جلد دوّم[۴۱] میں پانچ فتاویٰ و رسائل شامل ہیں۔ مولانا احمد رضا خاں کو بمبئی سے جتنے استفتاء موصول ہوئے، ان کو قاری محمد نظام الدین قادری نے مرتب کر کے فتاویٰ بمبئی[۴۲] کے نام سے شائع کرایا ہے۔ مولانا احمد رضا خاں کے بعض فتاویٰ الگ سے کتابی صورت میں بھی شائع ہوئے ہیں۔

شاہ ابو الخیر عبداللہ محی الدین فاروقی مجددی (۱۸۵۶ء۔۱۹۲۳ء) دہلی میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں والدین کے ہمراہ کئی سال تک حجاز مقدس میں قیام پذیر رہے۔ قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد، حجاز مقدس میں مقیم عرب و عجم کے جیّد علماء سے علوم عقلیہ اور نقلیہ حاصل کیے۔ ۱۸۸۸ء میں واپس ہندوستان آ گئے۔ آپ کا وصال دہلی میں ہوا اور خانقاہ شریف میں دفن کیے گئے۔

قاضی محمد عبدالسلام نقشبندی استاذ دارالعلوم سلطانیہ، کالا دیو شریف، جہلم نے شاہ محی الدین فاروقی سے پوچھے جانے والے سات سوالات کو فتاویٰ خیریہ[۴۳] کے نام سے ترتیب و تدوین کر کے، کراچی سے شائع کرایا ہے۔ ان سات سوالات میں سے تین کا تعلق اسلامی حکومت اور انتظامیہ سے ہے جبکہ باقی چار کا تعلق مسلم معاشرے کے قیام و مسائل سے ہے۔ فتاویٰ مختصر ہیں اور نہایت آسان اور مدلل طریقے سے جوابات دیے گئے ہیں۔

ابو محمد سید محمد دیدار علی شاہ الوری (۱۸۵۶ء۔۱۹۳۵ء) ریاست الور میں پیدا ہوئے۔ اپنے وطن مالوف سے ابتدائی تعلیم کے حصول کے بعد، دہلی اور رام پور کے جید علمائے کرام سے علمی استفادہ کیا۔ مولانا احمد علی محدّث سہارن پوری (۱۸۰۸ء۔۱۸۸۰ء) سے دورۂ حدیث شریف کی تکمیل کی۔ علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد، ۱۹۰۱ء سے لے کر ۱۹۰۵ء تک، مدرسہ ارشاد العلوم، رام پور میں مدرس اول کے طور پر درس و تدریس کرتے رہے۔ ایک سال تک بمبئی بھی رہے۔ تاہم ۱۹۰۷ء میں واپس الور آ گئے اور مسجد دائرہ میں مدرسہ قوت الاسلام قائم کیا۔ ۱۹۱۲ء میں دارالعلوم انجمن نعمانیہ ہند، لاہور میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ جولائی ۱۹۱۶ء سے ستمبر ۱۹۱۹ء تک آگرہ کی جامع

Marfat.com

مسجد اکبر آباد کے مفتی و خطیب مقرر ہوئے۔۱۹۲۰ء میں حج بیت اللہ کے بعد، مستقل طور پر لاہور آ گئے اور جامع مسجد وزیر خان (۳۵-۱۶۳۴ء) کے خطیب بن گئے۔ ساتھ ہی درس و تدریس اور افتاء کی ذمہ داریاں بھی نبھاتے رہے۔۱۹۲۴ء میں مرکزی انجمن حزب الاحناف، ہند، لاہور قائم کی اور ۱۹۲۶ء میں اندرون دہلی دروازہ، چنگڑ محلّہ میں دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف، ہند، لاہور قائم کیا۔ جہاں تادم واپسیں درس و تدریس اور افتاء کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ سید دیدار علی شاہ الوری کا انتقال لاہور میں ہوا اور آپ کو دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف، ہند، لاہور کی قدیم عمارت کے احاطہ میں سپرد خاک کیا گیا۔

سید دیدار علی شاہ الوری نے تقریباً ساٹھ سال تک فتوی نویسی کی۔ تاہم ان کے آگرہ میں تین سالہ قیام کے دوران دیے گئے فتاویٰ کو مفتی محمد علیم الدین نقشبندی نے مرتب کیا، ان کے حوالہ جات کی تخریج کی اور عربی و فارسی عبارات کے تراجم کر کے فتاویٰ دیداریہ (جلد اول) کے نام سے شائع کرایا ہے۔[۴۴]

فتاویٰ دیداریہ میں کل تین سو چوالیس فتاویٰ ہیں جن میں سید دیدار علی شاہ الوری کے دو سو ستاون فتاویٰ ہیں۔ باقی فتاویٰ مفتی سید محمد اعظم شاہ اور مفتی محمد رمضان کے ہیں۔ سید دیدار علی شاہ الوری کے اکثر فتاویٰ طویل ہیں جن میں قرآن مجید، احادیث نبوی، اقوال آئمہ، کتب فقہاء اور شروح محدثین کے حوالہ جات بکثرت موجود ہیں۔ عقائد، ارکان اسلام اور معاملات پر مشتمل ان فتاویٰ کو رجسٹروں سے نقل کر کے فقہی ابواب پر مرتب کیا گیا ہے۔

سید دیدار علی شاہ الوری نے بعض مقامات پر شرعی حکم کی وضاحت کرتے ہوئے، دیگر آئمہ کے متعدد اقوال بھی نقل کیے ہیں اور آخر میں مفتی بہ قول کا ذکر کیا ہے۔ ان کے فتاویٰ کو غیر منقسم ہندوستان کی کچہریوں میں قابل حجت تسلیم کیا جاتا تھا۔ اکثر فتاویٰ کے ساتھ استفتاء کی عبارت موجود ہے۔ اسی طرح اکثر استفتاء کے ساتھ مستفتی کا نام، جائے سکونت اور تاریخ بھی درج ہے۔ سید دیدار علی شاہ الوری کے فقہی مسائل پر کئی رسائل بھی شائع شدہ ہیں۔

مفتی عزیز الرحمن عثمانی دیوبند میں پیدا ہوئے۔ دارالعلوم دیوبند کے مختلف اساتذہ سے

Marfat.com

تحصیل علم کی اور ۱۸۸۱ء میں فارغ ہوئے۔اس کے فوراً بعد دارالعلوم دیوبند میں ہی مدرس ہو گئے۔ ۱۸۸۲ء سے ۹۲-۱۸۹۱ء تک میرٹھ اور رام پور میں تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ بعدازاں دارالعلوم دیوبند واپس آ گئے اور اس کے نائب مہتمم بن گئے۔ مفتی عثمانی کا انتقال دیوبند میں ہوا اور قبرستان قاسمی، دیوبند میں دفن کیے گئے۔

مفتی عزیز الرحمن عثمانی، مولانا رشید احمد گنگوہی کے ایماء پر، دارالافتاء دارالعلوم دیوبند کے ۹۳-۱۸۹۲ء میں پہلے صدر مفتی چنے گئے۔ان سے پہلے دارالعلوم کے صدر مدرس مولانا محمد یعقوب نانوتوی (۱۸۳۳ء۔۱۸۸۸ء) حسبِ ضرورت وموقع فتاویٰ دیتے رہے۔مفتی عثمانی اپنی وفات تک صدر مفتی رہے۔فن فتوی نویسی سے ان کو فطری اور طبعی مناسبت تھی۔فتوی نویسی سے ان کے شغف کا یہ عالم تھا کہ وفات کے وقت بھی ایک استفتاء ان کے ہاتھ میں تھا۔[۴۵] مفتی عثمانی کو فن افتاء میں اس قدر مہارت ہو گئی تھی کہ مشکل ترین معاملات پر بھی وہ برجستہ فتوی تحریر کر دیتے تھے اور اس کے لیے انہیں کتب کی طرف رجوع کرنے کی بھی ضرورت پیش نہیں آتی تھی۔نصوص فقہ اکثر وبیشتر حفظ تھیں۔مفتی عثمانی کے فتاویٰ عام فہم ہونے کے ساتھ ساتھ سہل اور سلیس زبان میں ہوتے تھے۔مفتی عثمانی کی نظر زمانہ کے تقاضوں پر گہری پڑتی تھی۔اگر کسی مسئلہ کے دو مختلف مفتی بہ پہلو ہوتے، تو ایسے موقع پر وہ آسان پہلو کو اختیار کرتے اور اسی پر فتوی بھی دیتے تھے۔مفتی عثمانی ایسی کوئی صورت ہرگز اختیار نہ کرتے جو عوام کے لیے مشکلات پیدا کرنے والی ہوتی۔[۴۶]

مفتی عزیز الرحمن عثمانی کے ۹۳-۱۸۹۲ء اور ۱۹۱۰ء کے درمیان جاری کردہ فتاویٰ محفوظ نہیں ہیں۔کیونکہ دارالعلوم دیوبند میں ان کی نقول تیار کرنے کا بندوبست نہیں تھا۔نومبر ۱۹۱۱ء سے دارالافتاء سے جاری ہونے والے فتاویٰ کی نقول کا سلسلہ شروع ہوا۔نومبر ۱۹۱۱ء سے ۲۸-۱۹۲۷ء تک مفتی عثمانی کے جاری کردہ فتاویٰ کی تعداد ۳۷,۵۶۱ ہے۔نومبر ۱۹۱۱ء سے ۱۹۱۶ء کے درمیان جاری کردہ فتاویٰ کا انتخاب، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند[۴۷] المعروف بہ عزیز الفتاویٰ کے نام سے شائع شدہ ہے۔فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں کئی علماء نے تبویب وترتیب اور بہت سی دیگر ضروری اصلاحات کی ہیں۔جس کی نگرانی مفتی محمد شفیع (۱۸۹۷ء۔۱۹۷۶ء) نے کی۔فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

Marfat.com

میں تقریباً چودہ ہزار فتاویٰ ہیں، جو عموماً مختصر ہیں اور ان میں دلائل وحوالہ جات کی کمی ہے۔ استفتاء کے ساتھ مستفتی کا نام، جائے سکونت یا تاریخ درج نہیں۔ علاوہ ازیں مولانا محمد ظفیر الدین (م۔۲۰۱۱ء) کی ترتیب وتدوین کے بعد، مفتی عثمانی کے وہ مدلل اور تحقیقی فتاویٰ، جن پر دارالافتاء دارالعلوم دیوبند کی مہر ثبت ہے، **فتاویٰ دارالعلوم دیوبند**[۴۸] کے نام سے دس جلدوں میں شائع شدہ ہیں۔ ان میں عبادات، ارکان اسلام اور معاملات سے متعلقہ مسائل کے بارے میں فتاویٰ موجود ہیں۔ ان فتاویٰ میں بھی دلائل اور حوالہ جات کی کمی ہے۔ اس لیے جوابات مختصر ہیں۔ استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام، جگہ اور تاریخ درج نہیں۔

پیر مہر علی شاہ گولڑوی (۱۸۵۹ء۔۱۹۳۷ء) گولڑہ شریف، ضلع راولپنڈی (اب ضلع اسلام آباد) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر سے حاصل کی۔ بعدازاں انگہ ضلع سرگودھا، چکوال اور علی گڑھ میں مختلف علماء سے علمی فیض حاصل کیا۔ ۱۸۷۸ء کو مولانا احمد علی سہارن پوری سے سند فراغت حاصل کی۔ تحصیل علم کے بعد، پیر مہر علی شاہ واپس گولڑہ شریف آگئے اور تعلیم وتربیت ورشد وہدایت کے سلسلہ کا آغاز کیا۔ آپ کا وصال گولڑہ شریف میں ہوا اور یہیں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔

پیر مہر علی شاہ کی بعض تصنیفات میں سے اور ایک قلمی مجموعۂ فتاویٰ سے، اردو اور فارسی فتاویٰ کا انتخاب کر کے، ان کو **فتاویٰ مہریہ**[۴۹] کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔ جامعہ غوثیہ، گولڑہ شریف کے صدر مدرس مولانا فیض احمد (۱۹۲۲ء۔۲۰۰۵ء) نے ان فتاویٰ کی تصحیح وترتیب کی ہے۔ **فتاویٰ مہریہ**، جس کا اصل نام **الافاضات السنیہ** ہے، میں شریعت وطریقت اور سیاست کے علاوہ دیگر مسائل پر بھی فتاویٰ موجود ہیں۔ یہ فتاویٰ مجموعی طور پر مختصر ہیں۔ استفتاء کے ساتھ مستفتی کا نام، جائے سکونت اور تاریخ درج نہیں۔ جو فتاویٰ فارسی میں تھے ان میں سے بعض کا اردو میں ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ جبکہ چند فتاویٰ فارسی میں ہی ہیں۔ **فتاویٰ مہریہ** میں گولڑہ شریف کے خطیب اور مفتی، قاری محمد عبدالرحمٰن جون پوری (م۔۱۹۲۶ء) اور مولانا محمد غازی (م۔۱۹۳۹ء) مدرس جامعہ غوثیہ، گولڑہ شریف کے بھی چند فتاویٰ شامل ہیں۔ ان کی تصویب پیر مہر علی شاہ نے خود کی تھی۔ مفتی جون پوری اور مولانا محمد غازی کے فتاویٰ میں استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام، جائے سکونت اور تاریخ

Marfat.com

درج ہے۔[50] پیر مہر علی شاہ کے بعض فتاویٰ مہر منیر میں بھی شامل ہیں۔[51]

مولانا اشرف علی تھانوی تھانہ بھون، ضلع مظفر نگر میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۷۹ء میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے اور ۸۴/۱۸۸۳ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ کا انتقال تھانہ بھون میں ہوا اور وہیں آپ کی تدفین ہوئی۔

مولانا اشرف علی تھانوی نے فتویٰ نویسی کا آغاز، اپنے قیام دیوبند کے دوران ہی کر دیا تھا اور پانچ سال تک مولانا محمد یعقوب نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی کے ساتھ کام کیا۔ ان پانچ سالوں میں مولانا تھانوی نے جو فتاویٰ دیے، وہ تمام مولانا گنگوہی کے اصلاح اور تصدیق شدہ ہیں۔ جبکہ ۸۴/۱۸۸۳ء سے لے کر ۱۹۰۵ء تک کے اکثر مہمات فتاویٰ میں مولانا گنگوہی کے مشورے اور اصلاحات شامل ہیں۔ مولانا تھانوی کے فتاویٰ، امداد الفتاویٰ[52] المعروف بہ فتاویٰ اشرفیہ کے نام سے شائع شدہ ہیں۔ امداد الفتاویٰ کا پہلا ایڈیشن ۱۹۲۷ء میں چار جلدوں میں شائع ہوا۔ ان میں کل ۳۴۴۸ فتاویٰ ہیں۔ جو ۱۸۸۷ء اور ۱۹۴۳ء کے درمیان جاری کیے گئے۔[53] فتاویٰ میں مستفتی کا نام اور تاریخ درج ہے۔ مولانا تھانوی کے فتاویٰ میں مفصل دلائل اور اکثر مقامات پر حوالہ جات بھی موجود ہیں۔ فتاویٰ کی زبان سادہ اور عام فہم ہے۔ اردو کے علاوہ چند فتاویٰ فارسی میں بھی ہیں۔ مولانا تھانوی نے اپنے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (۱۸۱۸ء۔۱۸۹۹ء) کے نام پر اپنے مجموعہ فتاویٰ کا نام رکھا۔

مولانا اشرف علی تھانوی فتویٰ دینے سے پہلے، فقہاء کے فتاویٰ میں سے اس کا صریح جزئیہ تلاش کرتے تھے۔ نئے مسائل، جو آلات جدیدہ یا معاملات جدیدہ کے رواج پا جانے سے معاشرے میں پیدا ہوتے، ان میں مسئلہ کے ہر پہلو پر گہری نظر، مکمل تحقیق اور اس کی ابتلائے عام اور عوام کی سہولت کو پیش نظر رکھنا، آپ کا مخصوص طرز تھا۔ اصول فقیہ کے دائرے میں رہتے ہوئے جہاں تک عوام کو کوئی گنجائش یا سہولت دی جا سکتی ہو، مولانا تھانوی وہ سہولت ضرور دینے کے قائل تھے۔[54] مولانا تھانوی فتویٰ دینے میں اس حد تک احتیاط کرتے تھے کہ وہ اپنے معاصر علماء سے مشورہ کرتے رہتے تھے اور مستفتی کو بھی دوسرے علماء سے مراجعت کرنے کا کہتے تھے اور تاکید بھی

Marfat.com

کرتے کہ اگر یہ علماء ان کے فتوی سے کوئی اختلاف کریں تو ان کو ضرور مطلع کیا جائے۔ اگر کوئی مولانا تھانوی کے فتوی سے اختلاف کرتا اور وہ اس کے دلائل سے مطمئن ہوتے تو وہ اپنے فتوی سے رجوع کر لیتے تھے۔ چنانچہ **امداد الفتاویٰ** کی ہر جلد کے ساتھ ایک باب ''ترجیح الراجح امداد الفتاویٰ'' کے عنوان کے تحت شائع ہوتا تھا۔ مولانا تھانوی اپنی ذات وعمل کے بارے میں دوسرے مفتی حضرات سے فتوی لیتے تھے۔[۵۵]

مولانا اشرف علی تھانوی کے فتوی نویسی کے دور کو تین ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ا۔ ۱۸۷۷ء سے ۸۴/۱۸۸۳ء کا درمیانی عرصہ، ۲۔ ۸۴/۱۸۸۳ء سے ۱۸۹۷ء تک کا عرصہ، جب مولانا تھانوی مدرسہ فیض عام، کان پور (۶۱/۱۸۶۰ء) اور مدرسہ جامع العلوم، کان پور (۸۵/۱۸۸۴ء) میں صدر مدرس تھے اور ۳۔ ۹۸/۱۸۹۷ء سے ۱۹۰۷ء تک کا زمانہ جب وہ خانقاہ امدادیہ، تھانہ بھون میں قیام پذیر تھے۔ ۱۹۰۸ء کے بعد سے **تتمہائے امداد الفتاویٰ** کی اشاعت شروع ہوئی جو ۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۲ء کے دوران دیے گئے فتاویٰ سے متعلق تھا۔ دوسرا **تتمہائے امداد الفتاویٰ** ۱۹۱۳ء سے ۱۹۱۴ء کے دوران دیے گئے فتاویٰ کے بارے میں تھا۔ اسی کے ساتھ جدید فقہی مسائل کے حوالہ سے ''حوادث الفتاویٰ'' کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ تیسرا **تتمہائے امداد الفتاویٰ** ۱۹۱۵ء کے دوران دیئے گئے فتاویٰ سے متعلق تھا جبکہ چوتھا ۱۹۱۶ء کے دوران دیئے گئے فتاویٰ سے متعلق تھا۔ اسی کے ساتھ ''ترجیح الراجح'' کا سلسلہ بھی شروع ہوا۔ **تتمہائے امداد الفتاویٰ** کا پانچواں حصہ ۱۹۱۷ء سے ۱۹۲۹ء تک جاری کردہ فتاویٰ کے بارے میں تھا۔ تاہم چھٹا سلسلہ کتابی صورت میں شائع نہ ہو سکا۔ یہ تھانہ بھون سے شائع ہونے والے ماہوار رسالہ **النور** میں شائع ہوتا رہا۔[۵۶]

فتاویٰ اشرفیہ[۵۷] کے تین حصوں میں مولانا اشرف علی تھانوی کے نہایت اہم اور نازک مسائل پر اردو، عربی اور فارسی میں فتاویٰ درج ہیں۔ ان میں عقائد، عبادات، معاملات اور بعض اختلافی اعمال سے متعلق فتاویٰ ہیں۔ استفتاء کی عبارت کے ساتھ سائل کا نام، جائے سکونت اور تاریخ درج نہیں۔ مولانا تھانوی کے چند فتاویٰ **امداد الاحکام** میں بھی شامل ہیں۔ مولانا اشرف علی تھانوی کی کتب، مواعظ اور ملفوظات سے بعض فقہی مسائل کا انتخاب، **اشرف الاحکام تتمہ امداد**

Marfat.com

الفتاویٰ کے نام سے شائع شدہ ہے۔[58] ان مجموعہ ہائے فتاویٰ کے علاوہ، فقہی مسائل پر مولانا تھانوی کی گیارہ حصوں پر مشتمل **بہشتی زیور**[59] بھی یادگار ہے۔تاہم اس کا کچھ حصہ مولانا تھانوی کے ایک شاگرد مولانا احمد علی کا تحریر کردہ ہے۔[60] **بہشتی زیور** سوالاً جواباً نہیں ہے۔اس میں خواتین سے متعلق فقہی مسائل کی کثرت ہے۔فقہی مسائل کے علاوہ اس میں طبی مسائل کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔**بہشتی زیور** کا انگریزی میں بھی ترجمہ شائع شدہ ہے۔دین کے تمام اجزاء کے بارے میں قرآن مجید اور سنت نبوی سے جو احکام، مولانا تھانوی نے متنبط وملتقط کیے، وہ عقائد اور تصدیقات، اعمال وعبادات، معاملات وسیاسیات، آداب ومعاشرت اور سلوک ومقامات کے عناوین کے تحت **تعلیم الدین**[61] کے نام سے شائع شدہ ہیں۔

المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ المعروف بہ احکام اسلام عقل کی نظر میں[62] (تین حصے) میں مولانا تھانوی نے تمام شرعی احکام کی عقلی حکمتیں اور مصلحتیں، احکام الٰہیہ کے اسرار وفلاسفی بیان کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ تمام احکام شریعت عقل کے عین مطابق ہیں۔کتاب کی ترتیب فقہی ابواب پر رکھی گئی ہے۔

قاضی محی الدین غلام جیلانی (۱۸۶۸ء ۔ ۱۹۳۰ء) شمس آباد ضلع اٹک میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے مختلف اساتذہ سے حاصل کی۔مدرسہ عالیہ، رام پور سے فارغ التحصیل ہوئے۔کچھ عرصہ کے لیے اسی مدرسہ میں مدرس رہے پھر بنگال چلے گئے اور وہاں تقریباً تیس سال تک خدمت دین کرتے رہے۔بعد ازاں دھوراجی کاٹھیاوار کے مدرسہ فخر عالم میں بطور مدرس آگئے۔آخری عمر میں اپنے آبائی قصبہ میں واپس آگئے اور یہاں مٹھی مسجد میں مدرسہ قائم کر کے درس وتدریس اور افتاء وقضاء کا کام جاری رکھا۔[63] قاضی غلام جیلانی کا انتقال شمس آباد میں ہوا اور وہیں آپ کو دفن کیا گیا۔

قاضی غلام جیلانی کے فتاویٰ بارہ بڑی مجلدات میں محفوظ ہیں۔جن میں سے صرف پہلی جلد کتاب الوضوء کا خلاصہ **فتاویٰ فتاح الجمہ**[64] کے نام سے شائع شدہ ہے۔قاضی غلام جیلانی ہر فتوی، قرآن مجید، احادیث نبوی اور فقہ حنفی کی روشنی میں لکھتے تھے۔**فتاویٰ فتاح الجمہ** کو مفید عام

Marfat.com

بنانے کے لیے، استفتاء کی عبارت، علمی ابحاث اور حوالہ جات کو شامل اشاعت نہیں کیا گیا۔

مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں بریلوی (۱۸۷۵ء۔۱۹۴۳ء) بریلی میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۹۴ء میں جملہ علوم وفنون کی تکمیل، اپنے والد مولانا احمد رضا خاں سے کی۔ ۱۸۹۵ء میں رضوی دارالافتاء کی ذمہ داری سنبھالی۔ مولانا حسن رضا خاں بریلوی (۱۸۵۹ء۔۱۹۰۸ء) کی وفات کے بعد، ۱۹۰۸ء میں جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی (مارچ ۱۹۰۴ء) کے مہتمم بن گئے۔ ۱۹۳۶ء میں شیخ الحدیث اور صدر المدرسین بھی ہو گئے۔ آپ اپنی وفات تک درس وتدریس کے شعبہ سے منسلک رہے۔ آپ کا انتقال بریلی میں ہوا اور وہیں آسودہ خاک ہوئے۔

مولانا حامد رضا خاں نے تقریباً پچاس سال تک فتویٰ نویسی کی۔ آپ کو فن افتاء میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ آپ دقیقہ رس اور بالغ النظر مفتی اور فقیہ تھے۔ آپ کی نظر فقہ حنفی کے تمام اہم متون پر تھی اور وہ آپ کو مستحضر تھے۔ آپ کے اکثر فتاویٰ ضائع ہو چکے ہیں۔ فتاویٰ حامدیہ[۶۵] میں آپ کے چند فتاویٰ اور فقہی عناوین پر تحریر کردہ چند رسائل شامل ہیں۔

فتاویٰ حامدیہ میں بعض فتاویٰ مختصر اور بعض طویل ہیں۔ جن میں قدیم وجدید مسائل سے بحث کی گئی ہے۔ ان فتاویٰ میں براہین قرآنیہ، احادیث، اقوال آئمہ اور متون مشہورہ کے باکثرت دلائل موجود ہیں۔ کیونکہ ان فتاویٰ کا اسلوب تحریر صاف وسلیس ہے، اس لیے یہ فتاویٰ مدلل ہونے کے ساتھ ساتھ عام فہم بھی ہیں۔ فتاویٰ میں عربی عبارات کا اردو ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ بعض استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام، جائے سکونت اور تاریخ موجود ہے۔ مولانا احمد رضا خاں کے علاوہ بعض جیّد علماء کی تصدیقات بھی چند فتاویٰ پر موجود ہیں۔ مولانا حامد رضا خاں کے بعض فتاویٰ جامع الفتاویٰ[۶۶] کی جلد اوّل اور دوّم میں بھی شامل ہیں جبکہ بعض الگ سے کتابی صورت میں بھی شائع ہوئے ہیں۔

مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی (۱۸۷۵ء۔۱۹۵۲ء) شاہ جہان پور میں پیدا ہوئے۔ دسمبر ۱۸۹۷ء میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہوئے۔ بعد ازاں مدرسہ عین العلم، شاہ جہان پور میں مدرس رہے۔ دسمبر ۱۹۰۳ء میں مدرسہ امینیہ اسلامیہ، دہلی میں صدر مدرس اور مفتی بن کر

Marfat.com

آئے۔۱۹۳۹ء میں دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی بنے جہاں ایک سال تک کام کرتے رہے۔[۶۷] جمعیت العلماء ہند (نومبر ۱۹۱۹ء) کے صدر کی حیثیت سے بھی آپ ہی فتوی جاری کرتے رہے۔آپ کا انتقال دہلی میں ہوا اور وہیں آپ کو دفن کیا گیا۔

مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی نے ۱۸۹۸ء سے ۱۹۵۲ء کے دوران تقریباً ساڑھے چار ہزار فتاوی دیے، جو ان کے صاحبزادے اور مدرسہ امینیہ اسلامیہ کے سابق مہتمم مولانا حفیظ الرحمن واصف (۱۴/۱۹۱۳ء۔۱۹۸۷ء) نے ترتیب وتدوین کرنے کے بعد کفایت المفتی[۶۸] کے نام سے نو جلدوں میں شائع کرائے ہیں۔مفتی دہلوی کا قدیم ترین فتوی، جو محفوظ ہے، وہ ۱۹۰۱ء کا تحریر کردہ ہے جب وہ مدرسہ عین العلم میں مدرس تھے۔کفایت المفتی میں شامل فتاوی، مدرسہ امینیہ اسلامیہ کے رجسٹروں، سہ روزہ اخبار الجمعیۃ (دہلی) اور بعض غیر مطبوعہ فتاوی سے حاصل کیے گیے ہیں۔جبکہ مفتی دہلوی کے کئی فتاوی ضائع بھی ہوگئے ہیں۔

مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی کو ابتداء ہی سے افتاء کا شوق تھا۔۱۸۹۸ء میں انہوں نے جب فتوی نویسی کا باقاعدہ آغاز کیا تو ان کے پاس جنوبی ایشیا کے علاوہ افریقہ، افغانستان، امریکہ، ایران، برطانیہ، برما (اب میانمار)، بدخشاں، بخارا، بلخ، تاشقند، ترکستان، چین، جاوا، سمرقند، سماٹرا، ملایا کے علاوہ عرب ممالک سے بھی استفتاء آنے لگے۔کفایت المفتی متقدمین اور متاخرین علوم کا مجموعہ ہے۔عصر حاضر میں پیدا ہونے والے اکثر مسائل کا عام فہم، صاف اور آسان زبان میں مختصر مگر مدلّل جواب دیا گیا ہے۔بعض استفتاء کے ساتھ مستفتی کا نام، جگہ اور تاریخ درج ہے۔

مولانا محمد امجد علی اعظمی (۱۸۷۸ء۔۱۹۴۸ء) قصبہ گھوسی، ضلع اعظم گڑھ (اب ضلع مئو) میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم گھوسی سے ہی حاصل کی۔بعدازاں جون پور میں مدرسہ حنفیہ میں زیر تعلیم رہے۔تاہم سند حدیث، مدرسہ الحدیث، پیلی بھیت (۱۸۹۳ء)، یوپی سے ۱۹۰۲ء میں حاصل کی۔فارغ التحصیل ہونے کے بعد، درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔چنانچہ کچھ عرصہ کے لیے مدرسہ اہل سنت، پٹنہ میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔۱۹۰۶ء سے ۱۹۰۹ء تک مدرسہ الحدیث، پیلی بھیت میں مدرس رہے۔پھر جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی چلے گئے۔یہاں آپ

Marfat.com

۱۹۱۱ء سے ۱۹۲۵ء تک تدریس کے ساتھ ساتھ مفتی کی حیثیت سے بھی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی، مفتی اعظمی کو فن فتوی نویسی میں اپنے تمام تلامذہ میں سے ممتاز خیال کرتے تھے۔اسی لیے آپ کو مولانا احمد رضا خاں کی ہدایت پر مفتی مقرر کیا گیا۔مولانا احمد رضا خاں کے بعض فتاویٰ پر مولانا اعظمی کے تائیدی دستخط موجود ہیں۔۱۹۲۶ء میں مولانا اعظمی دارالعلوم معینیہ عثمانیہ، اجمیر شریف (۱۹۰۹ء)، راجستھان میں صدر مدرس کے طور پر خدمات سرانجام دینے کے لیے چلے گئے۔۱۹۳۳ء میں آپ دوبارہ جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی آئے اور تین سال تک یہیں رہے۔بعدازاں مدرسہ عربیہ حافظیہ سعیدیہ، ریاست دادوں، ضلع علی گڑھ میں صدر مدرس بن گئے۔یہاں آپ تقریباً سات سال تک تدریسی فرائض سرانجام دیتے رہے۔پھر ۱۹۴۳ء کے دوران کچھ عرصہ کے لیے بنارس اور بہار میں مدرس رہے۔حج کے لیے حجاز مقدس جانے کے لیے بمبئی گئے، جہاں آپ کا انتقال ہو گیا۔آپ کو قصبہ گھوسی میں سپرد خاک کیا گیا۔

مولانا امجد علی اعظمی کے نومبر ۱۹۲۱ء سے لے کر ۱۴ اگست ۱۹۴۸ء تک کے فتاویٰ کا مجموعہ، چار جلدوں میں **فتاویٰ امجدیہ**[۶۹] کے نام سے شائع شدہ ہے۔جس میں اردو کے علاوہ بعض فتاویٰ عربی میں بھی ہیں۔**فتاویٰ امجدیہ** کی پہلی تین جلدوں کی تعلیق مفتی محمد شریف الحق امجدی (۱۹۲۱ء۔ ۲۰۰۰ء) اور ترتیب وتبویب مولانا عبدالمنان کلیمی نے کی ہے۔جبکہ جلد چہارم کی ترتیب و تعلیق مولانا آل مصطفٰی مصباحی نے کی ہے۔اگرچہ مولانا اعظمی نے تقریباً ستائیس سال تک فتوی نویسی کی ہے۔لیکن ان کے سارے فتاویٰ محفوظ نہیں ہو سکے۔صرف وہی فتاویٰ محفوظ رہے جو انہوں نے خود دو رجسٹروں میں نقل کرائے تھے۔

فتاویٰ امجدیہ قرآن مجید اور سنت نبوی کی تائیدات سے مزیّن ہے۔تحقیق کے مواقع پر احادیث نبوی کا کثرت سے استعمال ہوا ہے۔اسی طرح قواعد اصولیہ وفقہی کلیات و جزئیات اور نظائر وشواہد کے ذکر میں بھی کسی طرح کی کمی نہیں ہے۔مولانا امجد علی اعظمی کے فتاویٰ فن افتاء کی تمام شرائط وضوابط پر پورا اترتے ہیں اور ان میں فن افتاء کے بنیادی اصول ورسوم افتاء کا بھرپور لحاظ رکھا گیا ہے۔ندرت استدلال وحسن استنباط دیکھ کر یہ محسوس ہوتا ہے کہ **فتاویٰ امجدیہ** حقیقتاً فتاویٰ

Marfat.com

الرضویہ کا تتمہ ہے۔[70] فتاویٰ امجدیہ میں شامل بعض فتاویٰ مختصر ہیں جبکہ بعض اتنے طویل ہیں کہ وہ بذات خود مستقل رسالہ کا درجہ رکھتے ہیں۔ جدید مسائل مثلاً بیمۂ زندگی، لاٹری، لاؤڈ سپیکر پر نماز اور مروجہ طریقہ انتخاب کے بارے میں بھی فتاویٰ موجود ہیں۔ استفتاء کے ساتھ مستفتی کا نام، جگہ اور تاریخ درج ہے۔

فتاویٰ امجدیہ کے علاوہ، سترہ حصوں پر مشتمل بہار شریعت[71] بھی مولانا امجد علی اعظمی کا فقہی کارنامہ یادگار ہے۔ جو انہوں نے ۱۹۱۶ء اور ۱۹۴۳ء کے درمیانی عرصہ میں لکھی۔ اس کے ابتدائی چھ حصے، مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے حرف بحرف سنے اور جابجا ضروری اصلاح بھی کی۔[72] بہار شریعت سوالاً جواباً نہیں ہے۔ اس کا بنگلہ میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔ بہار شریعت کا اٹھارواں حصہ، مولانا اعظمی کے صاحبزادے مولانا محمد عبدالمصطفیٰ الازہری (۱۹۱۵ء۔۱۹۸۹ء)، مفتی محمد وقار الدین قادری (۱۹۱۵ء۔۱۹۹۲ء) اور مولانا محمد محبوب رضا خاں بریلوی (۱۹۱۶ء۔ ۱۹۹۱ء) نے حسب وصیت مولانا اعظمی، ترتیب دیا ہے۔ یہ حصہ کتاب الجنایات (خوں بہا، قصاص اور اکسیڈنٹ وغیرہ) کے بیان میں ہے۔[73] بہار شریعت کا انیسواں حصہ،[74] جو کتاب الوصایا پر مشتمل ہے، سید ظہیر احمد زیدی نگینوی (م۔۲۰۰۲ء) نے، جبکہ اس کا بیسواں حصہ،[75] جو کتاب المیراث پر مشتمل ہے، مفتی وقار الدین قادری نے ترتیب دیا ہے۔

مولانا سید حسین احمد مدنی (۱۸۷۹ء۔۱۹۵۷ء) ضلع اناؤ، یوپی کے ایک قصبہ بانگرمؤ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن مالوف الهداد پور ٹانڈہ ضلع فیض آباد (اب ضلع امبید کرنگر) سے حاصل کی۔ ستمبر ۱۸۹۱ء میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے۔ جہاں پر سات سال سے زائد عرصہ تک زیر تعلیم رہنے کے بعد، ۱۸۹۹ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ ۱۹۰۹ء میں دارالعلوم دیوبند میں باقاعدہ تدریس کا آغاز کیا۔ ۱۹۱۹/۲۰ء میں کلکتہ میں تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ۱۹۲۳ء سے ۱۹۲۷ء کے دوران سلہٹ کے جامعہ اسلامیہ میں شیخ الحدیث رہے۔ ۱۹۲۷/۲۸ء میں دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس اور شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد، ۱۹۱۹/۲۰ء کے دوران وقتاً فوقتاً حجاز مقدس جاتے رہے اور وہاں پر بھی درس وتدریس کرتے رہے۔ مولانا مدنی کا

Marfat.com

انتقال دیوبند میں ہوا اور قبرستان قاسمی میں دفن کیے گئے۔

مولانا حسین احمد مدنی کی زندگی کا بیشتر حصّہ، اگرچہ سیاست کی نذر رہوا، تاہم ان کی بعض تحریریں ایسی تھیں کہ جن میں سے فقہی واصولی مباحث کو یکجا کر کے، ان کے نبیرہ مولانا محمد سلمان منصور پوری نے **فتاویٰ شیخ الاسلام** مرتب کر کے شائع کرایا ہے۔اس مجموعہ فتاویٰ میں عقائد وکلام، تصوّف وسلوک، عبادات واذکار، حلال وحرام اور دیگر اہم امور سے متعلق فتاویٰ موجود ہیں۔[۷۶]

مولانا ابوالمحاسن سید محمد سجاد نقشبندی (۱۸۸۳ء۔۱۹۴۰ء) قصبہ پنہسہ بہار، ضلع بہار میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم گھر اور قصبہ کے مدرسہ اسلامیہ سے حاصل کی۔مزید تعلیم کے لیے بہار شریف، کان پور، دیوبند کے دینی مدارس میں زیر تعلیم رہے۔تاہم سند فراغت، الٰہ آباد کے مدرسہ سبحانیہ سے ۱۹۰۴ء میں حاصل کی۔ بعدازاں بہار شریف، الٰہ آباد اور گیا کے مختلف دینی مدارس میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔۱۹۱۱ء میں گیا میں مدرسہ انوار العلوم کی بنیاد رکھی اور تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔آپ کا انتقال پھلواری شریف، ضلع پٹنہ میں ہوا اور وہیں آپ کی تدفین ہوئی۔

مولانا محمد سجاد نقشبندی کو فقہ اور معقولات پر مکمل عبور حاصل تھا۔فقہ میں معاملات پر توجہ زیادہ تھی۔مسلمانانِ ہند کی شرعی اور اسلامی اعتبار سے اجتماعی زندگی کی شیرازہ بندی کے لیے، جون ۱۹۲۱ء میں بہار اور اڑیسہ میں صوبائی سطح پر امارت شرعیہ قائم ہوئی تو، مولانا نقشبندی کو اس کا نائب امیر منتخب کیا گیا۔امارت شرعیہ کے شعبۂ افتاء میں ہندوستان بھر سے استفتاء آتے تھے۔مولانا نقشبندی نے جن استفتاء کے جوابات دیئے، ان فتاویٰ کا مجموعہ **فتاویٰ امارت شرعیہ**[۷۷] کی جلد اوّل میں شائع شدہ ہیں۔ان فتاویٰ کو قاضی مجاہد الاسلام قاسمی (۱۹۳۶ء۔۲۰۰۲ء) نے مرتب کیا ہے اور بعض فتاویٰ کی اصلاح ووضاحت حواشی میں کی ہے۔ان کے علاوہ مفتی محمد ظفیر الدین اور مولانا جنید عالم نے بھی حواشی لکھے ہیں۔

مولانا محمد سجاد نقشبندی کے فتاویٰ میں صاف اور سلیس زبان میں، قرآن مجید اور سنت نبوی کی روشنی میں امت کے لیے فقہی مسائل میں سہولت کا پہلو نمایاں کیا گیا ہے۔آپ کے فتاویٰ میں حوالوں کی کمی تھی جسے مرتب نے حواشی میں بیان کر کے دور کیا ہے۔اسی لیے یہ فتاویٰ مختصر ہیں۔عقائد،

Marfat.com

ارکان اسلام، معاملات اور سیاسیات سے متعلق فتاویٰ موجود ہیں۔ استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام، جگہ اور تاریخ درج نہیں ہے۔ تاہم بعض فتاویٰ کے آخر میں تاریخ درج ہے۔ چونکہ مولانا نقشبندی امارت شرعیہ کے نائب امیر بھی تھے، اس لیے بعض استفتاء کے جواب میں انہوں نے قاضی کی طرح فیصلہ وحکم بھی دیا ہے۔ ان کے بعض فیصلے وحکم الگ سے بھی شائع شدہ ہیں۔[۷۸]

مولانا شاہ محمد نعیم الدین مراد آبادی (۱۸۸۳ء۔۱۹۴۸ء)، مراد آباد، یوپی میں پیدا ہوئے۔ آٹھ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ ۱۹۰۰ء میں مولانا سید محمد گل قادری مراد آبادی (۱۸۴۲ء۔۱۹۱۲ء) سے افتاء نویسی کی سند حاصل کی۔ ۱۹۰۲ء میں مدرسہ امدادیہ، مراد آباد سے فارغ التحصیل ہوئے۔ ۱۹۱۰ء میں مراد آباد میں مدرسہ انجمن اہل سنت قائم کیا جو ۱۹۳۳ء میں دار العلوم جامعہ نعیمیہ کے نام سے منسوب ہوا۔ آپ کا انتقال مراد آباد میں ہوا اور جامعہ نعیمیہ میں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔

مولانا نعیم الدین مراد آبادی کے افادات، مضامین اور فتاویٰ کا مجموعہ، **مجموعہ فتاویٰ**[۷۹] شائع شدہ ہے۔ اس میں عقائد، ارکان اسلام، ردفرق مخالف اور معاملات سے متعلق فتاویٰ درج ہیں۔ ان میں اکثر فتاویٰ طویل ہیں اور بعض مختصر۔ مولانا مراد آبادی اپنے فتاویٰ میں قرآن مجید، احادیث نبوی اور کتب فقہ سے استدلال کرتے ہیں۔ تاہم بعض فتاویٰ میں مناظرانہ رنگ نمایاں ہے۔ بعض استفتاء کے ساتھ مستفتی کا نام، جائے سکونت اور تاریخ درج ہے۔

متعدد کتابوں اور رسائل میں بکھرے ہوئے، مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی کے پچاس فتاویٰ کو، **فتاویٰ صدر الافاضل**[۸۰] کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔ بعض استفتاء کے ساتھ مستفتی کا نام، جائے سکونت اور تاریخ درج ہے۔ اس مجموعہ میں چند فقہی رسائل بھی شامل ہیں۔ مولانا مراد آبادی کے بعض فتاویٰ **جامع الفتاویٰ**[۸۱] جلد اوّل و دوّم میں بھی شامل ہیں۔

مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے ۱۹۱۱ء میں کیے گئے ترجمہ قرآن مجید، **کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن** پر مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے تفسیری حواشی، بعنوان **خزائن العرفان فی تفسیر القرآن** لکھے۔ ان تفسیری حواشی سے اخذ شدہ تقریباً پانچ سو مسائل کو یکجا کر کے ممبئی سے شائع کیا گیا ہے۔[۸۲]

Marfat.com

مولانا شاہ محمد ظفرالدین قادری بہاری (۱۸۸۵ء۔۱۹۶۲ء) موضع رسول پور میجرہ، ضلع پٹنہ (اب ضلع نالندہ) میں پیدا ہوئے۔ پٹنہ، کان پور، پیلی بھیت اور بریلی کے مختلف مدارس میں پڑھتے رہے۔تاہم سند فراغت جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی سے ۱۹۰۷ء میں حاصل کی۔ بعدازاں بریلی، شملہ، سہسرام، پٹنہ، کٹیہار کے مختلف دینی مدارس میں درس و تدریس کرتے رہے۔اکتوبر ۱۹۵۰ء میں مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ (۱۹۱۲ء) سے بطور پرنسپل ریٹائر ہوئے۔آپ کا انتقال پٹنہ میں ہوا اور درگاہ شاہ ارزاں کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔

مولانا ظفرالدین بہاری جب جامعہ رضویہ منظر اسلام میں زیر تعلیم تھے اسی دوران وہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے معین مفتی کے طور پر بھی کام کرتے رہے۔ تحصیل علم سے فراغت کے بعد، مولانا بہاری درس و تدریس کے ساتھ ساتھ فتوی نویسی بھی کرتے رہے۔ ۱۷ نومبر ۱۹۰۴ء کو آپ نے پہلا فتوی دیا اور تا دم واپسیں یہ خدمت سرانجام دیتے رہے۔ مولانا بہاری نے نصف صدی سے زائد عرصہ تک فتوی نویسی کی۔لیکن ان کے زیادہ تر فتاویٰ ضائع ہو گئے ہیں۔ مارچ ۱۹۰۵ء سے لے کر فروری ۱۹۰۸ء تک کے دوران، جب مولانا بہاری، بریلی میں مقیم تھے، انہوں نے اپنے فتاویٰ کو دو رجسٹروں میں نقل کیا تھا اور اس کا نام **نافع البشر فی فتاویٰ ظفر** رکھا۔ تاہم مولانا ارشاد احمد رضوی ساحل سہسرامی نے، مولانا بہاری کے ایک سو چوبیس فتاویٰ اور مختلف موضوعات پر تحریر کردہ چھ طویل فقہی رسائل کی ترتیب و تخریج کر کے **فتاویٰ ملک العلما**[83] کے نام سے شائع کرایا ہے۔

مولانا ظفرالدین بہاری کو فنِ فتوی نویسی میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ آپ آداب افتاء اور جزئیات فقہیہ پر گہری نظر رکھنے والے ایک متجر اور ممتاز مفتی تھے۔ اسی لیے ان کے فتاویٰ معتمد اور مستند ہیں۔ **فتاویٰ ملک العلما** میں شامل فتاویٰ عمومی طور پر مختصر ہیں۔ تاہم ان میں تفسیر و حدیث اور فقہی کتب کے مستند حوالے باکثرت ملتے ہیں۔ بعض فتاویٰ میں مناظرانہ رنگ بھی نمایاں ہے۔ اردو کے علاوہ بعض فارسی فتاویٰ بھی موجود ہیں۔ اکثر استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام، جائے سکونت اور تاریخ موجود ہے۔

Marfat.com

مفتی شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی (۱۸۸۶ء۔۱۹۶۶ء) دہلی میں پیدا ہوئے۔قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد، معاصر علماء سے علوم عقلیہ ونقلیہ کی تحصیل کی۔آپ ستر سال تک جامع مسجد فتح پوری، دہلی میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔مفتی دہلوی کا وصال دہلی میں ہوا اور جامع مسجد فتح پوری کے احاطہ میں دفن کیا گیا۔

مفتی مظہر اللہ دہلوی نے تقریباً ساٹھ سال تک فتوی نویسی کی۔تاہم ان کے کئی فتاویٰ ضائع ہو گئے ہیں۔مفتی دہلوی کے تین سو سے زائد فتاویٰ ان کے صاحبزادے ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے ترتیب دیے ہیں، جو **فتاویٰ مظہری**[۸۴] کے نام سے شائع شدہ ہیں۔مفتی دہلوی کے فتاویٰ مختصر مگر جامع اور مدلل ہیں اور زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق ہیں۔مفتی دہلوی کے پاس ہندوستان بھر سے استفتاء آتے تھے اور ان کے فتاویٰ دہلی اور بیرون دہلی کی عدالتوں میں بھی تسلیم کیے جاتے تھے۔بیشتر مسائل میں مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی، مفتی مظہر اللہ دہلوی کے فتاویٰ سے اتفاق کرتے تھے۔[۸۵] عقائد، عبادات اور اخلاق کے بارے میں احکام اور مسائل پر مشتمل، مفتی مظہر اللہ دہلوی کے تین رسائل مظہر العقائد، ارکان دین اور مظہر الاخلاق، جو ۱۹۱۲ء میں دہلی سے الگ الگ شائع ہوئے تھے، ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے ان تینوں کو یکجا کر کے **ضیاء الاسلام**[۸۶] کے نام سے شائع کرایا ہے۔مفتی دہلوی کے بعض فتاویٰ **باقیات مظہری**[۸۷] میں بھی شامل ہیں۔

مولانا محمد قاسم (۱۸۸۸ء۔۱۹۳۱ء) گڑھی یاسین، ضلع سکھر میں پیدا ہوئے۔مروّجہ علوم دینیہ کی تحصیل اپنے والد مولانا محمد ہاشم (۱۸۴۳ء۔۱۹۰۴ء) اور مولانا عبدالغفور ہمایونی (۱۸۴۵ء۔۱۹۱۸ء) سے کی اور سترہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو کر دستار فضیلت حاصل کی۔بعد ازاں درس وتدریس اور امامت وخطابت کا آغاز کیا۔آپ کا انتقال، اپنے آبائی گاؤں گڑھی یاسین میں ہوا اور وہیں آپ کو دفن کیا گیا۔

مولانا محمد قاسم کو فقہ کی جزئیات پر بڑا عبور حاصل تھا۔آپ بڑی تحقیق کے بعد فتوی دیتے تھے۔آپ کے پاس مکران، بلوچستان، خراسان، سندھ اور کشمیر سے استفتاء آتے تھے۔آپ کی علمی اور فقہی تحقیقات، فارسی اور چند اردو فتاویٰ کو آپ کے شاگرد مفتی محمد صاحبداد سلطان

Marfat.com

کوٹی (۱۸۹۸ء ۔ ۱۹۶۵ء) نے مرتب کیا، جو فتاویٰ قاسمیہ [۸۸] (جلد اوّل) کے نام سے شائع شدہ ہیں۔ یہ فتاویٰ عقائد، ارکان اسلام اور معاملات سے متعلق ہیں۔ زیادہ تر فتاویٰ طویل ہیں تاہم بعض مختصر بھی ہیں اور ان میں قرآن مجید، احادیث اور کتب فقہ سے حوالہ جات بیان کیے گئے ہیں۔ استفتاء کے ساتھ مستفتی کا نام اور جائے سکونت درج ہے۔ تاہم بعض استفتاء کے ساتھ تاریخ بھی درج ہے۔

خانقاہ امدادیہ، تھانہ بھون میں کثرت استفتاء کی وجہ سے مولانا اشرف علی تھانوی نے بعض دوسرے علماء ومفتی حضرات کو بھی فتوی نویسی پر مامور کیا ہوا تھا۔ جو ان کی نگرانی میں کام کیا کرتے تھے۔ ان علماء و مفتی حضرات کے فتاویٰ کو باقاعدہ طور پر ایک رجسٹر میں نقل کیا جاتا تھا۔ امداد الاحکام [۸۹] انہی فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ اس میں تقریباً سوا دو ہزار فتاویٰ ہیں۔ جن میں تقریباً پونے دو ہزار فتاویٰ مولانا ظفر احمد عثمانی (۱۸۹۲ء ۔ ۱۹۷۴ء) کے ہیں۔ باقی فتاویٰ مفتی عبدالکریم گمتھلوی (۱۸۹۷ء ۔ ۱۹۴۹ء) کے ہیں۔

مولانا ظفر احمد عثمانی دیوبند میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ امداد العلوم، تھانہ بھون اور مدرسہ جامع العلوم، کان پور سے عربی، فارسی اور دیگر علوم متداولہ کی تحصیل کی۔ اگست ۱۹۰۸ء میں دورۂ حدیث مکمل کیا۔ پھر دو سال مدرسہ مظاہر علوم، سہارن پور میں زیر تعلیم رہے اور یہیں سے اگست ۱۹۱۰ء میں علوم عقلیہ ونقلیہ کی سند فراغت حاصل کی۔ مارچ ۱۹۱۱ء میں مدرسہ مظاہر علوم میں استاذ مقرر ہوئے۔ مفتی عثمانی اس مدرسہ میں سات سال رہنے کے بعد، مدرسہ ارشاد العلوم، گڑھی پختہ چلے گئے۔ کچھ عرصہ کے لیے مدرسہ راندیریہ، رنگون، برما میں رہنے کے بعد، مدرسہ امداد العلوم، تھانہ بھون آ گئے۔ یہاں درس وتدریس کے ساتھ ساتھ افتاء کی بھی ذمہ داری نبھاتے رہے۔ علاوہ ازیں آپ ڈھاکہ کے مختلف تعلیمی اداروں، بشمول ڈھاکہ یونیورسٹی (جولائی ۱۹۲۱ء) اور جامعہ اسلامیہ، ڈابھیل ضلع سورت (ستمبر ۱۹۰۸ء) میں بھی مدرس رہے۔ اکتوبر ۱۹۵۴ء میں دار العلوم اسلامیہ، ٹنڈو اللہ یار (۱۹۴۷ء) سے بطور شیخ الحدیث منسلک ہو گئے اور آخری وقت تک یہیں رہے۔ مفتی عثمانی کا انتقال کراچی میں ہوا اور وہیں آپ کو سپردِ خاک کیا گیا۔

Marfat.com

مولانا ظفر احمد عثمانی نے اپنے ماموں مولانا اشرف علی تھانوی کے کہنے پر، ۱۹۲۱ء میں فتوی نویسی کا آغاز کیا۔ امداد الاحکام میں شامل ان کے فتاویٰ ستمبر ۱۹۲۱ء سے نومبر ۱۹۳۹ء کے دوران کے ہیں۔ مولانا عثمانی کے فتاویٰ مدلّل اور جامع ہیں۔ ان میں احادیث کے دلائل نہایت تفصیل اور محدثانہ اصولوں پر بیان کیے گئے ہیں۔

مفتی عبد الکریم گمتھلوی، قصبہ گمتھلہ گڈھو ضلع کرنال میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں سے ہی حاصل کی۔ بعد ازاں مدرسہ مظاہر علوم، خانقاہ امدادیہ، تھانہ بھون اور مدرسہ عبد الرب، دہلی میں زیر تعلیم رہے۔ تحصیل علم کے بعد آپ مختلف مدارس میں مدرس رہے۔ پچیس سال تک تھانہ بھون میں تدریس و تالیف اور فتوی نویسی کا کام کرتے رہے۔ ۱۹۴۸ء میں پاکستان آ گئے اور ضلع سرگودھا کے قصبہ ساہیوال میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ مفتی گمتھلوی کا انتقال اسی قصبہ میں ہوا اور یہیں آپ کو دفن کیا گیا۔

امداد الاحکام میں شامل مفتی گمتھلوی کے فتاویٰ مئی ۱۹۲۵ء سے اپریل ۱۹۳۶ء کے دوران کے ہیں۔ یہ فتاویٰ مختصر ہیں اور ان میں دلائل کی بھی کمی ہے۔ امداد الاحکام میں درج اکثر فتاویٰ پر مولانا اشرف علی تھانوی کی نظر ثانی اور تصدیق موجود ہے۔ اسی لیے امداد الاحکام کو امداد الفتاویٰ کا ضمیمہ اور تتمہ کہا جاتا ہے۔[90] استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام، جگہ اور تاریخ درج نہیں۔ تاہم بعض فتاویٰ کے آخر میں تاریخ درج ہے۔

مولانا شاہ محمد مصطفی رضا خاں بریلوی (۱۸۹۲ء۔ ۱۹۸۱ء) بریلی میں پیدا ہوئے۔ درسیات و علوم متداولہ کی تکمیل، ۱۹۱۰ء میں جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی سے کی۔ ۱۹۳۷ء میں بریلی میں مدرسہ مظہر الاسلام قائم کیا۔ آپ مدرسہ مظہر الاسلام کے ساتھ ساتھ اپنی مادر علمی میں بھی زندگی بھر درس و تدریس اور خدمت افتاء کرتے رہے۔ آپ کی وفات بریلی میں ہوئی اور وہیں محو خواب ہیں۔

مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے جب اپنی آبائی مسندِ افتاء کی تنظیم نو کی، تو مولانا مصطفی رضا خاں کو اس کا مہتمم مقرر کیا۔ اس طرح مولانا مصطفی رضا خاں کو فتوی نویسی وراثت میں ملی تھی۔ آپ جب تیرہ سال کے تھے تو فتوی نویسی کا آغاز کر دیا تھا۔ آپ کا پہلا فتوی رضاعت کے

Marfat.com

مسئلہ پر تھا۔ اٹھارہ سال کی عمر ہونے تک، مولانا مصطفیٰ رضا خاں با قاعدہ مفتی بن گئے تھے۔ آپ کی فقاہت اور ثقاہت کا یہ عالم تھا کہ مولانا احمد رضا خاں اپنے بعض فتاویٰ پر ان سے تائیدی دستخط کراتے تھے۔[۹۱] مولانا مصطفیٰ رضا خاں نے تقریباً ستر سال تک فتویٰ نویسی کی۔ آپ اردو، عربی اور فارسی میں فتاویٰ جاری کرتے تھے۔ اپنی وفات تک تقریباً ایک لاکھ فتاویٰ جاری کر چکے تھے۔[۹۲] جنوبی ایشیا کے معاصر علماء وفقہاء آپ کے فتاویٰ کی بہت قدر کرتے تھے۔ مولانا مصطفیٰ رضا خاں کے پاس بھارت کے علاوہ افریقہ، امریکہ، برطانیہ، بنگلہ دیش، پاکستان، سری لنکا، ماریشش اور ملائیشیا سے بھی استفتاء آتے تھے۔ آپ کے بعض فتاویٰ کو مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی (۱۹۲۰ء۔ ۱۹۸۵ء) نے مرتب کیا ہے، جو **فتاویٰ مصطفویہ**[۹۳] کے نام سے دو جلدوں میں شائع شدہ ہیں۔ مولانا مصطفیٰ رضا خاں کے دیگر فتاویٰ کو، مفتی محمد ابرار احمد امجدی نے ترتیب دے کر، **فتاویٰ مصطفویہ** کی پہلے سے شائع شدہ دو جلدوں کے ساتھ، **المکرمۃ النبویۃ فی الفتاویٰ المصطفویۃ**[۹۴] کے نام سے یکجا کر کے ممبئی سے شائع کیا ہے۔ اس میں کل ۳۹۰ مسائل پر فتاویٰ ہیں اور تین فقہی رسائل بھی شامل اشاعت ہیں۔ عقائد، ارکان اسلام، معاملات اور دیگر شعبۂ زندگی سے متعلق مسائل کے بارے میں، ابواب فقہ کی ترتیب پر فتاویٰ درج ہیں۔ بعض استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام اور تاریخ بھی درج ہے۔ مولانا مصطفیٰ رضا خاں کے کئی فتاویٰ الگ سے کتابی صورت میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔ تاہم زیادہ تر فتاویٰ ضائع ہو چکے ہیں۔

مولانا مصطفیٰ رضا خاں جزئیات کے استنباط اور طریق استدلال میں ان تمام جہات اور اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہیں، جو ایک بالغ نظر فقیہ کے لیے ضروری ہے۔ آپ متون مشہورہ سے جواب اخذ کرتے ہیں۔ آپ کی نظر فقہ حنفی کے تمام اہم متون پر تھی اور وہ آپ کو مستحضر تھے۔ مولانا مصطفیٰ رضا خاں کے فتاویٰ میں تفصیلی استدلال اور متون فقہ کے حوالے اکثر موجود ہوتے ہیں۔[۹۵] مولانا مصطفیٰ رضا خاں نے بعض جدید مسائل پر بھی فتاویٰ دیے ہیں۔ مثلاً ضبط ولادت کے لیے نس بندی کرانے کو انھوں نے حرام قرار دیا، حج پر کسی قسم کے ٹیکس کو غلط قرار دیا اور لاؤڈ سپیکر پر نماز ادا کرنے کو غلط قرار دیا، تاہم روزے کی حالت میں انجکشن چاہے رگ میں لگے یا گوشت میں، مولانا

Marfat.com

مصطفیٰ رضا خاں کے نزدیک اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔[۹۶]

مفتی محمد عثمان (۱۸۹۳ء۔۱۹۷۱ء) کراچی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر سے حاصل کی ۔درس نظامی کی تکمیل مدرسہ مظہر العلوم، کھڈہ (۸۵ء/۱۸۸۴ء)، لیاری، کراچی سے کی ۔۱۹۳۲ء میں دارالعلوم دیو بند گئے اور حدیث شریف کی کچھ عرصہ تدریس کی ۔بعدازاں اعزازی سند سے نوازے گئے ۔آپ کا انتقال کراچی میں ہوا اور وہیں تدفین ہوئی۔

مفتی محمد عثمان کے فتاویٰ کو عزیز الرحمٰن عثمانی نے مرتب کر کے فتاویٰ عثمانیہ کے نام سے ۱۹۸۸ء میں کراچی سے شائع کرایا۔اس میں اردو کے علاوہ فارسی اور عربی فتاویٰ بھی موجود ہیں ۔قرآن مجید، احادیث اور کتب فقہ کے حوالوں سے استدلال کرتے ہوئے، عقائد، ارکان اسلام اور ردّ بدعات کے بارے میں فتاویٰ موجود ہیں ۔مفتی محمد عثمان کے اس مجموعۂ فتاویٰ میں کل ۱۲۸ فتاویٰ موجود ہیں ۔[۹۷]

قاضی محمد حبیب اللہ (۱۸۹۳ء۔۱۹۷۸ء) محلّہ چیپاک، مدراس (اب چینائی) میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم گھر سے حاصل کی ۔بعدازاں اپنے عہد کے جیّد علماء سے اکتسابِ فیض کیا۔۱۹۵۲ء میں آپ قاضی مقرر ہوئے ۔ساتھ ہی مدرسہ محمدی، مدراس میں درس و تدریس اور افتاء کی ذمہ داریاں بھی نبھاتے رہے۔آپ کا انتقال مدراس میں ہوا اور وہیں مسجد والا جاہی کے احاطہ میں سپردِ خاک کیا گیا۔

فتاویٰ حبیبیہ قاضی حبیب اللہ کے پندرہ ہزار سے زائد فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔اس مجموعہ کے علاوہ بھی چند فقہی رسائل آپ کی یادگار ہیں ۔[۹۸]

مولانا سید مقبول احمد شاہ قادری (۹۶ء/۱۸۹۵ء۔۱۹۷۰ء) ڈنگی وچہ تحصیل سوپور، ضلع بارہ مولا، کشمیر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے آبائی وطن سے حاصل کی ۔آپ جامعہ الازہر (۹۷۰ء)، قاہرہ، لاہور اور اجمیر شریف میں بھی زیرِ تعلیم رہے۔فراغت کے بعد، تبلیغ دین کے لیے کچھ عرصہ کے لیے کرناٹک اور ریاست میسور میں رہے۔۱۹۵۲ء میں مستقل طور پر ہانگل شریف ضلع دھرواڑ آ گئے ۔آپ کا انتقال ہانگل شریف میں ہوا اور یہیں آسودۂ خاک ہوئے۔

Marfat.com

مولانا مقبول احمد شاہ نے اپریل ۱۹۵۳ء میں ہانگل شریف سے ماہنامہ **الرشاد** جاری کیا جو مارچ ۱۹۵۸ء تک شائع ہوتا رہا۔ اس میں آپ کے جو فتاویٰ شائع ہوتے رہے، ان میں چند دیگر فتاویٰ شامل کر کے، ابوالحسن مکاندار نے **فتاوائے مقبولیہ**[99] کے نام سے شائع کیے ہیں۔ ان فتاویٰ پر نظر ثانی مفتی محمد نظام الدین رضوی نے کی ہے۔ اعتقادیات، فروعیات اور بعض متفرق مسائل پر فتاویٰ شامل ہیں۔ جوابات عموماً مختصر ہیں اور بہت کم حوالہ جات اور دلائل کا ذکر آیا ہے۔ مولانا سید مقبول احمد شاہ کیونکہ ایک مناظر بھی تھے اس لیے ان کے فتاویٰ میں مناظرانہ رنگ نمایاں ہے۔ استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام، جگہ اور تاریخ درج نہیں ہے۔ آپ کے بعض فتاویٰ الگ سے کتابی صورت میں بھی شائع ہوئے ہیں۔

مولانا خیر محمد جالندھری (۱۸۹۵ء-۱۹۷۰ء) عمروال بلہ تحصیل نکودر، جالندھر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر سے حاصل کی۔ بعد ازاں ضلع جالندھر، ضلع گجرات اور ضلع بلند شہر کے مختلف اساتذہ سے اکتسابِ علم کیا۔ مئی ۱۹۱۷ء میں مدرسہ اشاعت العلوم، بانس بریلی سے سند فراغت حاصل کی۔ جولائی ۱۹۱۷ء سے مئی ۱۹۱۸ء تک اسی مدرسہ میں مدرس رہے۔ اس کے بعد جولائی ۱۹۱۸ء کو مدرسہ احیاء العلوم، صادق گنج ضلع بہاولپور میں نو سال تک مدرس رہے۔ درمیان میں ۲۳-۱۹۲۲ء میں ایک سال کے لیے رائے پور گوجراں میں رہے۔ نومبر ۱۹۲۶ء کو مولانا جالندھری نے مدرسہ فیض محمدی، جالندھر کا نظم ونسق سنبھالا اور یہاں دسمبر ۱۹۳۰ء تک تدریسی خدمات سر انجام دیتے رہے۔ ۲۷ فروری ۱۹۳۱ء کو جالندھر میں مدرسہ خیر المدارس کی بنیاد رکھی۔ قیام پاکستان (اگست ۱۹۴۷ء) کے بعد، آپ نے ۳۰ ستمبر ۱۹۴۷ء کو ملتان میں مدرسہ خیر المدارس کی دوبارہ تاسیس کی اور تا دمِ آخریں، اسی مدرسہ کے انتظام اور انصرام اور تدریس و تالیف میں مصروف رہے۔ آپ کا انتقال ملتان میں ہوا اور وہیں آپ کو دفن کیا گیا۔

مولانا خیر محمد جالندھری اور جامعہ خیر المدارس کے بعض دیگر مفتی حضرات کے علمی اور تحقیقی فتاویٰ کا انتخاب، پانچ جلدوں میں مفتی محمد انور نے کیا اور اس مجموعہ کا نام **خیر الفتاویٰ**[100] رکھا۔ بعض مسائل، جو دلائل کی روشنی میں مرجوع یا قابل رجوع تھے، انہیں سلیس یا راجع دلائل کے مطابق

Marfat.com

لکھا گیا ہے۔ خیر الفتاویٰ میں درج فتاویٰ عموماً مختصر ہیں اور مسلکِ اعتدال پیش کرتے ہیں۔ فقہی مسائل کے علاوہ، بعض احادیث نبوی پر بھی بحث کی گئی ہے۔ بعض استفتاء کے ساتھ مستفتی کا نام اور جائے سکونت درج ہے۔ جبکہ بعض فتاویٰ کے آخر میں تاریخ درج ہے۔

مفتی محمد شفیع دیو بند میں پیدا ہوئے۔ ۱۷ء/۱۹۱۶ء میں دارالعلوم دیو بند سے فارغ التحصیل ہوئے۔ ۳۲ء/۱۹۳۱ء سے لے کر ۳۶ء/۱۹۳۵ء تک اور پھر ۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۲ء تک دارالعلوم دیو بند کے صدر مفتی رہے۔ آپ کا انتقال کراچی میں ہوا اور یہیں آپ کو دفن کیا گیا۔

دارالعلوم دیو بند کے صدر مفتی کے حیثیت سے مفتی محمد شفیع نے جو فتاویٰ جاری کیے، ان میں سے منتخب کردہ تقریباً ۹۶۸ فتاویٰ، فتاویٰ دارالعلوم دیو بند[۱۰۱] المعروف بہ امداد المفتین کے نام سے شائع شدہ ہیں۔ ان میں چند فتاویٰ ایسے بھی ہیں جو مفتی محمد شفیع نے مئی ۱۹۴۸ء کو، کراچی میں مستقل سکونت اختیار کر لینے کے بعد دیے تھے۔ امداد المفتین میں شامل اکثر فتاویٰ طویل ہیں، جو بذاتِ خود مستقل رسالہ کا درجہ رکھتے ہیں۔ امداد المفتین کی ترتیب و تبویب اور بہت سی دیگر اصلاحات مفتی محمد شفیع نے اپنی نگرانی میں کرائیں۔ باوجود اس کے کہ مفتی محمد شفیع دارالعلوم دیو بند کے صدر مفتی تھے، ان کے فتاویٰ پر نظر ثانی اور اصلاح کا کام مولانا سید اصغر حسین، مفتی سعید احمد مفتی مدرسہ مظاہر علوم، سہارن پور اور مولانا اشرف علی تھانوی کیا کرتے تھے۔[۱۰۲] تاہم مولانا تھانوی نے اپنے ذاتی معاملات میں کئی بار مفتی محمد شفیع سے فتویٰ لیا اور اس پر عمل بھی کیا۔[۱۰۳]

امداد المفتین میں جدید و قدیم مسائل سے متعلق، قرآن مجید، احادیث نبوی اور کتب فقہ کے حوالوں سے مزین اردو فتاویٰ کے علاوہ عربی فتاویٰ بھی شامل ہیں۔ استفتاء کی بعض عبارات کے ساتھ مستفتی کا نام درج ہے جبکہ تاریخ، بعض فتاویٰ کے آخر میں درج ہے۔

مفتی محمد شفیع نے اپنے جن فتاویٰ سے رجوع کیا وہ امداد المفتین کے آخر میں ''اختیار الصواب فی مختلف الابواب'' کے تحت جمع کر دیے گئے ہیں۔ مفتی محمد شفیع نے مارچ ۱۹۴۲ء میں صدر مفتی دارالعلوم دیو بند کے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔ تاہم انہوں نے فتویٰ نویسی کا کام آزادانہ طور پر جاری رکھا۔ لیکن ان کے ۱۹۴۳ء سے لے کر ۱۹۵۲ء تک کے عرصہ میں جاری کردہ فتاویٰ محفوظ

Marfat.com

نہیں رہ سکے۔[104]

مئی ۱۹۵۲ء میں مفتی محمد شفیع نے کراچی میں جامعہ دارالعلوم کراچی قائم کیا۔ جہاں مولانا سید محمد یوسف بنوری (۱۹۰۸ء۔۱۹۷۷ء) کے تعاون سے انہوں نے ۱۹۶۱ء میں ''التخصص فی الفقہ'' کا شعبہ قائم کیا۔ جہاں منتخب فاضلین درس نظامی کو علم فقہ اور افتاء کی خصوصی تربیت دی جاتی تھی۔ علاوہ ازیں انہوں نے کراچی میں اہل علم کی ایک باقاعدہ مجلس بھی قائم کی جس کا نام ''مجلس تحقیق مسائل حاضرہ'' تھا۔ اس مجلس کا کام یہ تھا کہ وہ نو پیش آمدہ مسائل کی اجتماعی طور پر تحقیق کرے۔[105] دارالعلوم کراچی میں افریقہ، امریکہ، آسٹریلیا، افغانستان، برما، ایران، سنگاپور، کویت اور فلپائن کے علاوہ جنوبی ایشیا سے بھی استفتاء آتے تھے۔ جن کا جواب مفتی محمد شفیع اور دارالعلوم کراچی کے دیگر مفتی حضرات دیتے تھے۔ ایک اندازے کے مطابق جون ۱۹۷۶ء تک مفتی محمد شفیع نے تقریباً ڈیڑھ لاکھ فتاویٰ جاری کیے۔[106]

امداد المفتین کے علاوہ مفتی محمد شفیع کے فقہی مسائل اور مقالات کا مجموعہ، **جواہر الفقہ** کے نام سے دو جلدوں میں شائع شدہ ہے۔ جلد اوّل[107] میں چوالیس فقہی رسائل و مقالات ہیں جن میں عصر جدید کے مسائل سے بحث کی گئی ہے۔ یہ رسائل مختلف ماہناموں میں شائع ہو چکے تھے اور کچھ نایاب تھے۔ اس لیے ان تمام کو یکجا کر کے از سر نو شائع کیا گیا ہے۔ جلد دوّم[108] میں بھی چوالیس فقہی رسائل ہیں۔ علاوہ ازیں **آلات جدیدہ کے شرعی احکام**[109] میں ٹیپ ریکاڈر، مسمریزم، انتقالِ خون، ہوائی رویت ہلال، فلم، ریڈیو پر تلاوت، روزہ کی حالت میں انجکشن، تصویر اور لاوڈ سپیکر سے متعلق شرعی احکام بیان کیے گئے ہیں۔ مفتی محمد شفیع اپریل ۱۹۳۵ء سے ۱۹۴۲ء تک دیو بند سے ماہنامہ المفتی بھی نکالتے رہے۔ جس میں علمی و فقہی مضامین شائع ہوتے تھے۔

پیر محمد قاسم مشوری (۱۸۹۸ء۔۱۹۹۰ء) گوٹھ صاحب خان، مشوری شریف، ضلع لاڑکانہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۰۹ء میں مدرسہ دارالفیض گوٹھ سونہ جتوئی، ضلع لاڑکانہ میں داخل ہوئے اور ۲۱/۱۹۲۰ء میں یہیں سے علوم عقلیہ و نقلیہ کی سند فراغت حاصل کی۔ ایک سال تک اسی مدرسہ میں درس و تدریس اور افتاء کی ذمہ داری سرانجام دیتے رہے۔ بعد ازاں ۲۲/۱۹۲۱ء میں اپنے آبائی

Marfat.com

گوٹھ میں مدرسہ جامعہ عربیہ قاسم العلوم اور دارالافتاء شرعی قائم کیا۔ پیر مشوری اپنی زندگی کے آخری لمحات تک اپنے قائم کردہ مدرسہ میں درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور افتاء کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ کا انتقال گوٹھ صاحب خان میں ہوا اور وہیں آپ آسودہ خاک ہوئے۔

پیر محمد قاسم مشوری سے سندھ، بلوچستان اور سابقہ ریاست بہاولپور (۱۸۷۲ء۔ ۱۹۵۵ء) کے اکثر علماء، مفتی حضرات اور عوام مختلف مسائل میں فتوی لیتے تھے۔ پیر مشوری عوام الناس کے استفتاء کے جواب میں عام فہم جبکہ اہل علم کے استفتاء کے جواب میں مدلّل اور محققانہ فتوی دیتے تھے۔ پیر مشوری نے تقریباً ستر سال فتوی نویسی کی۔ تاہم ان کے اکثر فتاویٰ ضائع ہو چکے ہیں۔ عقائد، ارکان اسلام اور معاملات کے علاوہ جدید مسائل پر مشتمل آپ کے بعض فتاویٰ کا مجموعہ دو جلدوں میں فتاویٰ قاسمیہ المعروف المشوری"[110] کے نام سے شائع شدہ ہے۔ جسے مولانا مفتی غلام محمد قاسمی (م۔۱۹۹۸ء) سابق صدر المدرسین جامعہ عربیہ قاسم العلوم، مشوری شریف نے مرتب کیا۔ فتاویٰ قاسمیہ میں شامل فتاویٰ زیادہ تر سندھی میں ہیں تاہم بعض اردو، عربی اور فارسی میں بھی ہیں۔ قرآن مجید، احادیث نبوی اور قدیم وجدید فقہی کتب کے حوالہ جات سے مزیّن، بعض فتاویٰ مختصر ہیں جبکہ زیادہ تر طویل ہیں۔ استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام، جائے سکونت اور تاریخ درج نہیں۔ پیر مشوری کے بعض فتاویٰ الگ سے کتابی صورت میں بھی شائع ہوئے ہیں۔

مولانا شاہ عبدالوہاب ویلوری (م۔۱۹۱۹ء) بانی مدرسہ باقیات صالحات ویلور، جنوبی بھارت کے فتاویٰ کا مجموعہ، فتاویٰ باقیات صالحات (جلد اول) کے نام سے شائع شدہ ہے۔[111]

مولانا محمد ریاست علی خاں شاہ جہان پوری (م۔۱۹۳۰ء) شاہ جہان پور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن مالوف سے حاصل کی۔ بعد ازاں تمام علوم وفنون کی تعلیم مولانا محمد ارشاد حسین رام پوری سے حاصل کی۔ علم فتوی نویسی کی تحصیل خصوصی طور پر کی۔ بعد از تحصیل علم، چند سال مولانا رام پوری کی خدمت میں رہنے کے بعد، اپنے آبائی شہر واپس آگئے اور عمر بھر درس و تدریس اور فتوی نویسی کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ کا انتقال شاہ جہان پور میں ہوا اور مدرسہ بحر العلوم، شاہ جہان پور میں دفن ہوئے۔

Marfat.com

مولانا ریاست علی خاں کے کئی فتاویٰ ضائع ہو چکے ہیں۔تاہم آپ کے چار سو سے زائد فتاویٰ جامع الفتاویٰ[۱۲] کے نام سے دو جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں۔اس میں اردو کے علاوہ بعض فتاویٰ فارسی میں بھی ہیں۔تمام فتاویٰ بہ سند روایت شرعیہ لکھے گئے ہیں اور قرآن مجید، احادیث نبوی کے علاوہ قدیم کتب فقہ وفتاویٰ سے دلائل وحوالہ جات بھی بیان کیے گئے ہیں۔بعض فتاویٰ مختصر ہیں تاہم زیادہ تر فتاویٰ طویل ہیں۔عقائد، ارکان اسلام، معاملات کے علاوہ ردِ فرق مخالف کے حوالے سے بھی فتاویٰ موجود ہیں۔مولانا ریاست علی خاں کے بعض فتاویٰ پر ان کے معاصر علماء، خصوصاً مولانا ارشاد حسین رام پوری کے تائیدی دستخط موجود ہیں۔استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام، جگہ اور تاریخ درج نہیں۔جلد اوّل کے آخر میں بعض فقہی رسائل بھی شامل اشاعت ہیں۔

مولانا ابوالمنظور محمد نظام الدین قادری ملتانی (م ۔ ۱۹۳۶ء) ملتان میں پیدا ہوئے۔اپنے وقت کے جیّد علماء سے اکتساب علم کیا۔آپ کا انتقال وزیر آباد، ضلع گوجرانوالہ میں ہوا اور وہیں آپ کو سپردِ خاک کیا گیا۔

مولانا نظام الدین ملتانی کے فتاویٰ کا مجموعہ گیارہ حصّوں پر مشتمل ہے، جو سلطان الفقہ المعروف بہ فتاویٰ نظامیہ[۱۳] کے نام سے شائع شدہ ہے۔اس مجموعہ میں عبادات اور معاملات سے متعلق تمام مسائل کے علاوہ بعض متنازعہ مسائل پر قرآن مجید اور احادیث نبوی کی روشنی میں نہایت سادہ اور عام فہم زبان میں فتاویٰ درج ہیں۔مولانا ملتانی چونکہ ایک مناظر بھی تھے، اس لیے متنازعہ مسائل کے جواب میں فرق مخالف کی تردید کرتے ہوئے، فقہ حنفی کی پرزور تائید کی گئی ہے۔بعض استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام اور جگہ درج ہے تاہم تاریخ درج نہیں۔تکملہ سلطان الفقہ[۱۴] یعنی معین المناظرین والمسافرین میں مولانا ملتانی کے بعض فتاویٰ کے علاوہ ''مجرّباتِ سلطانی'' کے عنوان سے مختلف مصائب اور بیماریوں کے روحانی علاج کے لیے وظائف کا بھی بیان ہے۔سلطان الفقہ کے ابتدائی دس حصوں مع تکملہ سلطان الفقہ کا جدید ایڈیشن ، ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری (۱۹۳۹ء۔۲۰۱۰ء) کی تحقیق، تدقیق، تشریح اور عربی وفارسی عبارات کے ترجمہ کے ساتھ شائع ہوا ہے۔[۱۵] مولانا ملتانی کے بعض فتاویٰ جامع الفتاویٰ[۱۶] جلد اوّل و دوّم میں

Marfat.com

بھی شائع ہوئے ہیں۔

مفتی محمد عبد القادر (م۔۱۹۵۹ء) مدرسہ عالیہ نظامیہ، فرنگی محل، لکھنؤ (۱۹۰۵ء) کے مفتی تھے۔ جہاں آپ تقریباً چالیس سال تک فتوی نویسی کرتے رہے۔ ان کے فتاویٰ کا انتخاب **فتاویٰ فرنگی محل، موسوم بہ فتاویٰ قادریہ**[۱۷] کے نام سے شائع شدہ ہے۔ فتاویٰ کے انتخاب میں اس بات کو پیش نظر رکھا گیا ہے کہ روزمرّہ کے مسائل کے علاوہ ان امور پر، جن میں علمائے فرنگی محل کے مؤقف و مسلک کو جاننے کی عوام الناس میں عموماً خواہش ہوتی ہے، فتاویٰ شامل کیے جائیں۔ **فتاویٰ فرنگی محل** میں شامل فتاویٰ عموماً مختصر ہیں تاہم یہ قرآن مجید، احادیث نبوی اور کتب فقہ کے حوالوں سے مزیّن ہیں۔ زبان بھی عام فہم ہے۔ استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام، جائے سکونت اور تاریخ درج نہیں۔

انجمن مستشار العلماء، لاہور کے دار الافتاء سے ہندوستان بھر، خصوصاً پنجاب سے آمدہ استفتاء کے جواب میں جو فتاویٰ جاری کیے جاتے، ان کا مجموعہ، **مجموعہ فتاویٰ صابریہ**[۱۸] کے نام سے شائع شدہ ہے۔ انجمن کی طرف سے ہر استفتاء کا جواب مدلّل اور مناسب تفاصیل کے ساتھ دیا جاتا تھا اور ساتھ ہی حوالہ جات کا بیان بھی کر دیا جاتا تھا۔ انجمن سے جاری ہونے والے تمام فتاویٰ کی نگرانی مفتی محمد عبد اللہ ٹونکی (۱۸۵۴ء۔۱۹۲۴ء) کرتے تھے اور قواعد انجمن کے تحت، ہر فتوی کی فیس، جو کم از کم ایک روپیہ تھی، وصول کی جاتی تھی۔ **مجموعہ فتاویٰ صابریہ** میں کل ستر فتاویٰ ہیں۔ جن میں اولین فتوی ۱۵ مارچ ۱۸۹۸ء کا ہے جبکہ آخری درج شدہ فتوی ۱۸ اگست ۱۸۹۹ء کا ہے۔ ہر استفتاء کے ساتھ تاریخ اور مستفتی کا نام درج ہے۔ اس مجموعہ میں اردو کے علاوہ چند فتاویٰ فارسی میں بھی ہیں۔

علمائے فرنگی محل کے مستقل فتاویٰ کا مجموعہ، **فتاویٰ قیام الملۃ والدین**[۱۹] مولانا شاہ محمد قیام الدین عبد الباری فرنگی محلی (۱۸۷۸ء۔۱۹۲۶ء) کا مرتب کردہ ہے۔ اس میں اردو کے علاوہ چند فتاویٰ فارسی میں بھی ہیں۔

محکمہ شیخ الاسلام صدر الصدور دولت آصفیہ (۱۷۲۴ء۔۱۹۵۶ء) کی طرف سے جاری کردہ احکام فقہیہ اور مہمات مسائل کے بارے میں مولانا محمد رحیم الدین کے فتاویٰ، **فتاویٰ صدارت**

Marfat.com

العالیہ[۱۳۰] کے نام سے شائع شدہ ہیں۔ جس میں ارکان اسلام اور معاملات سے متعلق، قرآن مجید، احادیث نبوی اور کتب فقہ کے دلائل و حوالہ جات سے مزیّن، مختصر فتاویٰ موجود ہیں۔ استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام، جائے سکونت اور تاریخ درج نہیں۔

مولانا محمد انوار اللہ خاں قادری (۱۸۴۸ء۔ ۱۹۱۸ء) معین المہام امور مذہبی نواب میر عثمان علی خان آصف جاہ (۱۸۸۶ء۔ ۱۹۶۷ء) نے ۱۵ ستمبر ۱۹۱۰ء کو مدرسہ نظامیہ، حیدر آباد دکن (۱۸۷۵ء) میں دارالافتاء کا افتتاح کیا اور مفتی رکن الدین کو مدرسہ کا مفتی مقرر کیا۔ مفتی رکن الدین اس حیثیت میں ۲۶ مئی ۱۹۱۹ء تک خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اس دوران ان کے پاس جو دینی سوالات آتے رہے، ان کے جوابات میں دیے گئے فتاویٰ، تین جلدوں میں **فتاویٰ نظامیہ**[۱۳۱] کے نام سے شائع شدہ ہیں۔ جلد اوّل میں احکام عبادات اور معاملات جبکہ جلد ثانی اور ثالث میں احکام عبادات، عقائد اور معاملات سے متعلق فتاویٰ موجود ہیں۔ اردو کے علاوہ بعض فارسی اور عربی فتاویٰ بھی شامل ہیں۔ مفتی رکن الدین اپنے جواب کے شروع میں حکم رفتوی بیان کرنے کے بعد، قرآن مجید، احادیث نبوی اور کتب فقہ سے دلائل بھی بیان کرتے ہیں۔ ان کے جوابات میں غیر ضروری مباحث اور تفصیلات موجود نہیں ہیں۔ استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام، جائے سکونت اور تاریخ درج نہیں۔

مندرجہ بالا مجموعہ ہائے فتاویٰ کے علاوہ انیسویں صدی عیسوی کے چند معروف لیکن نایاب مجموعہ ہائے فتاویٰ کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ قاضی ارتضا علی خان گوپاموی فاروقی (۸۴/۱۷۸۳ء۔ ۳۶/۱۸۳۵ء) کا □½□¤□¢□□□„□š□ **ارتضائیہ،**

۲۔ مولانا محمد سلامت اللہ کان پوری (م۔۱۸۶۴ء) کا **مجموعہ استفتاء،**

۳۔ مولانا احمد علی سہارن پوری کا **مجموعۂ الفتاویٰ،**

۴۔ مولانا رحمت اللہ لکھنوی (م۔۱۸۸۸ء) کا **فتاویٰ فقیہ،**

۵۔ مولانا عبدالحق کان پوری (م۔۹۵/۱۸۹۴ء) کا **فتاویٰ فقیہ،**

Marfat.com

۶۔ مولانا محمد نعیم لکھنوی (م۔۱۹۰۰ء) کا مجموعہ فتاویٰ،

۷۔ ڈپٹی امداد علی کا امداد الفتاویٰ (مطبوعہ آگرہ، ۱۸۷۰ء)،

۸۔ حافظ رحیم بخش شاہ کوٹی کا فتاویٰ رحیمیہ اور

۹۔ سید احمد علی سعید کا فتاویٰ سعیدیہ (جلد اوّل)، (مطبوعہ دیوبند، س۔ن)

بیسویں صدی عیسوی کے مفتی حضرات اور ان کے مجموعہ ہائے فتاویٰ

مفتی محمد اجمل قادری رضوی (۱۹۰۰ء۔۱۹۶۳ء) سنبھل ضلع مراد آباد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد، علوم نقلیہ وعقلیہ کی تکمیل، جامعہ نعیمیہ، مراد آباد سے مارچ ۱۹۲۴ء میں کی۔ بعد ازاں اپنی مادر علمی میں ہی کچھ عرصہ کے لیے تدریس وافتاء کی ذمہ داری سنبھالی۔ اگست ۱۹۲۵ء میں اپنے آبائی وطن میں مرکزی مدرسہ اہل سنت اجمل العلوم قائم کیا اور یہیں تا حیات درس وتدریس وافتاء کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ کا انتقال سنبھل میں ہوا اور دارالعلوم اجمل العلوم کے مشرقی حصہ میں دفن ہوئے۔

مفتی محمد اجمل قادری نے تقریباً اڑتیس سال تک فتویٰ نویسی کی۔ اس دوران آپ نے ہزاروں فتاویٰ جاری کیے۔ جو مولانا محمد حنیف خاں رضوی، صدر المدرسین جامعہ نوریہ رضویہ (۱۹۸۲ء) باقر گنج، بریلی کی ترتیب وتبویب کے بعد چار جلدوں میں **اجمل الفتاویٰ المعروف بہ فتاویٰ اجملیہ**[۱۲۲] کے نام سے شائع ہوئے ہیں۔ جس میں قدیم وجدید مسائل سے متعلق گیارہ سو سے زاید فتاویٰ ہیں۔ نیز بعض فقہی عناوین پر مفتی قادری کے طویل فقہی رسائل بھی شامل ہیں۔ بعض فتاویٰ کے ساتھ استفتاء کی عبارت نہیں۔ جبکہ مستفتی کا نام، جائے سکونت اور تاریخ بعض استفتاء کے ساتھ درج ہے۔ اردو کے علاوہ بعض فتاویٰ عربی اور فارسی میں بھی ہیں۔

مفتی محمد اجمل قادری نہ صرف سنبھل میں ہی منفرد مرجع تھے بلکہ ان کے پاس جنوبی ایشیا کے تقریباً تمام ممالک سے بھی استفتاء آتے تھے۔ بعض اوقات تو ان کے پاس بیک وقت تیس تیس چالیس چالیس استفتاء جمع ہو جاتے تھے۔ عقائد، عبادات، معاملات اور رد فرق مخالف سے متعلق ان فتاویٰ کی ترتیب فقہی ابواب پر کی گئی ہے۔

Marfat.com

مفتی محمد اجمل قادری کو جزئیات فقہ پر مکمل عبور حاصل تھا۔ آپ حکم مسئلہ نہایت آسان پیرایہ انداز میں بیان کر کے، اس کو قرآن مجید، احادیث اور آثار و اقوال آئمہ سے دلائل و استشہادات سے بھی بیان کرتے تھے۔ فتاویٰ اجملیہ میں کہیں شرح و بسط ہے اور کہیں اجمال و اختصار ہے۔ اکثر و بیشتر فتاویٰ مدلل و مفصل ہیں اور جو مختصر ہیں وہ بھی جامع اور واضح ہیں۔ اسی لیے ان کا کوئی فتویٰ مبہم نہیں۔ مفتی قادری عصر حاضر میں درپیش مسائل کا حل علمائے سلف، خصوصاً امام ابو حنیفہؒ کے اقوال کی روشنی میں پیش کرتے تھے۔

مفتی محمد اجمل قادری کو فقہ اور اصول الفقہ میں اپنے معاصرین میں مقام اختصاص حاصل تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے مستفتیوں میں عامۃ المسلمین سے لے کر علماء و اساتذہ بھی شامل تھے۔ آپ نے اپنے فتاویٰ کے ذریعے اپنے ہم عصر فرق مخالف کے جیّد علماء کی آراء وخیالات سے اختلاف بھی کیا ہے۔ تاہم اس اختلاف میں مناظرانہ رنگ نمایاں ہے۔

مفتی محمد عبدالحفیظ حقانی (۱۹۰۱ء۔۱۹۵۸ء) قصبہ آنولہ، ضلع بریلی میں پیدا ہوئے۔ عربی اور فارسی کی تعلیم اپنے والد مولانا عبدالمجید آنولوی (۱۸۷۲ء۔۱۹۴۳ء) سے حاصل کی۔ چند کتابیں مولانا عبدالباری فرنگی محلی سے لکھنؤ میں پڑھیں۔ تکمیل علم کے بعد، مختلف مدارس میں تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ساتھ ہی خطابت کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ ۱۹۳۶ء میں مدرسہ نعمانیہ، فراش خانہ، دہلی میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۹ء میں آگرہ آ گئے اور شاہی جامع مسجد میں خطیب و مفتی مقرر ہو گئے۔ یہاں آپ ۱۹۵۵ء تک دینی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ جولائی ۱۹۵۵ء میں مفتی حقانی کراچی آ گئے اور برنس روڈ پر واقع جناح مسجد میں خطابت کے ساتھ ساتھ درس و تدریس اور افتاء کی خدمات بھی سرانجام دیتے رہے۔ نومبر ۱۹۵۷ء میں آپ جامعہ اسلامیہ عربیہ انوارالعلوم، ملتان (۱۹۴۴ء) میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔[۱۲۳] مفتی حقانی کا انتقال ملتان میں ہوا اور یہیں آپ کو دفن کیا گیا۔

مفتی عبدالحفیظ حقانی نے مرکزی دارالافتاء احناف اہل سنت و جماعت، جناح مسجد، کراچی کی جانب سے جو فتاویٰ نومبر ۱۹۵۵ء سے فروری ۱۹۵۶ء کے درمیان دیے، ان کا مجموعہ،

Marfat.com

مجموعہ فتاویٰ [۱۲۴] کے نام سے شائع ہوا ہے۔اس میں کل ستائیس فتاویٰ ہیں۔جو ارکان اسلام اور معاملات سے متعلقہ ہیں۔ان فتاویٰ میں بعض مختصر ہیں اور بعض طویل ہیں۔تاہم ان سب میں قرآن مجید، احادیث نبوی اور فقہی کتب کے حوالے موجود ہیں۔اس مجموعہ میں شامل ہر فتوی کے ساتھ استفتاء کی عبارت موجود نہیں ہے۔جن کے ساتھ استفتاء کی عبارت موجود نہیں ان فتاویٰ کے صرف عنوان دیے گئے ہیں۔تاہم مستفتی کا نام، جائے سکونت اور تاریخ درج نہیں۔مفتی حقانی کے بعض فتاویٰ الگ سے کتابی صورت میں بھی شائع ہوئے ہیں۔

مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی (۱۹۰۳ء۔۱۹۷۹ء) اورنگ آباد، ریاست حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے۔ابتدائی دینی تعلیم گھر سے حاصل کی۔۱۹۱۴ء میں مولوی کا امتحان دیا۔اپنے والد سیّد احمد حسن مودودی (۱۸۵۵ء۔۱۹۲۰ء) کی بیماری کے باعث مزید تعلیم حاصل نہ کر سکے اور ۱۹۱۸ء میں اخبار مدینہ (بجنور) کے مدیر ہو گئے۔بعد ازاں مختلف اخبارات و رسائل کے مدیر رہے۔۱۹۳۳ء میں رسالہ ترجمان القرآن (حیدرآباد دکن) کے مدیر بنے۔مارچ ۱۹۳۸ء میں حیدرآباد دکن سے پٹھان کوٹ آ گئے اور ۱۹۳۹ء میں لاہور میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۰ء تک اسلامیہ کالج، لاہور (۱۸۹۲ء) میں اسلامیات کے استاذ رہے۔مولانا مودودی کا انتقال بفلو، نیویارک میں ہوا اور آپ کو لاہور میں دفن کیا گیا۔

ماہنامہ ترجمان القرآن (حیدرآباد دکن، پٹھان کوٹ، لاہور) میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی جن سوالات کے جوابات دیتے رہے، ان کے مجموعہ پر مشتمل رسائل و مسائل [۱۲۵] (چار حصے) شائع شدہ ہیں۔رسائل و مسائل میں فقہی، تمدنی، سیاسی، معاشی، علمی، مذہبی، اخلاقی اور بعض اصولی مسائل کی توضیح و تشریح بیان کی گئی ہے۔ان سوالات و جوابات کو کتابی صورت میں شائع کرنے سے پہلے مولانا مودودی نے ان میں مناسب و ضروری اصلاحیں، ترامیم، توضیحات اور اضافے کیے ہیں۔رسائل و مسائل کے ان چار حصّوں کا فارسی میں ترجمہ ہوا ہے۔رسائل و مسائل کا پانچواں حصہ مولانا مودودی کی وفات کے بعد شائع ہوا۔[۱۲۶] رسائل و مسائل کے علاوہ تفہیمات [۱۲۷] (پانچ حصے) میں مولانا مودودی نے اسلام کے چند مہمات مسائل پر بحث کی ہے۔تاکہ اسلام کے

Marfat.com

متعلق مختلف پہلوؤں سے جو غلط فہمیاں اور الجھنیں لوگوں کے اذہان میں پائی جاتی ہیں، ان کو دور کیا جاسکے اور دینی مسائل کے فہم وتعبیر کا ایک ہموار راستہ لوگوں کے سامنے پیش کیا جاسکے۔ **تفہیمات** مولانا مودودی کے بعض مقالہ جات اور **ترجمان القرآن** میں شائع شدہ سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے۔ **تفہیمات** کا فارسی میں بھی ترجمہ ہوا ہے۔ مولانا مودودی سے مختلف مجالس میں لوگ جن علمی، فقہی، دینی، تحریکی اور قانونی امور پر سوالات کرتے تھے، ان کے جوابات **۵۔اے ذیلدار پارک**[۱۲۸] (تین حصے) اور **استفسارات**[۱۲۹] (تین حصے) میں شائع شدہ ہیں۔

مفتی سیّد عبدالرحیم لاج پوری (۱۹۰۳ء۔۲۰۰۱ء) صوبہ گجرات کے ضلع سورت میں واقع قصبہ (اب ضلع) نو ساری میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے قصبہ سے حاصل کی۔ ۲۵/۱۹۲۴ء میں جامعہ حسینیہ، راندیر، ضلع سورت میں داخل ہوئے اور ۳۱/۱۹۳۰ء میں درس نظامی کی تکمیل کر کے سند فضیلت حاصل کی۔ طالب علمی کے زمانہ ہی سے آپ میں فقہ وفتاویٰ کی طرف میلان پیدا ہوا۔ چنانچہ آپ نے دوران تعلیم ہی اپنے اساتذہ کی نگرانی میں فتاویٰ لکھنے شروع کر دیے تھے۔ سند فراغت حاصل کرنے کے بعد، مفتی لاج پوری بڑی جامع مسجد، راندیر میں خطیب اور مفتی مقرر ہوئے۔ مفتی لاج پوری کا انتقال راندیر میں ہوا اور وہیں آپ کو سپردِ خاک کیا گیا۔

مفتی عبدالرحیم لاج پوری کے فتاویٰ گجراتی ماہنامہ **پیغام** (کاوی، ضلع بھروچ) میں بارہ سال تک مسلسل شائع ہوتے رہے۔ بعدازاں ان شائع شدہ فتاویٰ کے ساتھ، ان کے دیگر فتاویٰ کو بھی شامل کر کے دس جلدوں میں **فتاویٰ رحیمیہ**[۱۳۰] کے نام سے شائع کیا گیا۔ اس مجموعہ میں تقریباً تین ہزار مسائل کے بارے میں فتاویٰ ہیں۔ جن میں بعض مختصر اور بعض طویل ہیں۔ جو بذات خود مستقل رسالہ کی شکل اختیار کر گئے ہیں۔ بعض فتاویٰ فارسی میں بھی ہیں۔ مفتی عبدالرحیم لاج پوری نے ہر فتویٰ مکمل تحقیق کے بعد دیا۔ ان کے فتاویٰ میں قرآن مجید اور احادیث نبوی کے علاوہ تعامل صحابہ کرامؓ کا بھی ذکر ہے اور کتب معتبرہ کے حوالے بھی موجود ہیں۔ **فتاویٰ رحیمیہ** میں شامل زیادہ تر فتاویٰ گجراتی سے اردو میں ترجمہ کیے گئے ہیں۔ تاہم بعض اصلاً اردو میں بھی لکھے ہوئے فتاویٰ موجود ہیں۔ استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام، جائے سکونت اور تاریخ درج نہیں۔ **فتاویٰ رحیمیہ** کا

Marfat.com

انگریزی ترجمہ بھی شائع شدہ ہے۔

مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد لائلپوری (۱۹۰۴ء۔۱۹۶۲ء) موضع دیال گڑھ، تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور، مشرقی پنجاب میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم دیال گڑھ سے حاصل کی۔۲۵-۱۹۲۴ء میں اسلامیہ ہائی سکول، بٹالہ سے میٹرک پاس کیا۔ایف۔اے کرنے کے لیے ۱۹۲۶ء میں لاہور آئے تو مرکزی انجمن حزب الاحناف، ہند، لاہور کے سالانہ جلسہ میں مولانا محمد حامد رضا خاں بریلوی سے ملاقات ہوئی اور طبعیت دینی تعلیم کی طرف مائل ہوگئی۔چنانچہ مولانا حامد رضا خاں کے ہمراہ بریلی چلے گئے اور جامعہ رضویہ منظر اسلام میں داخل ہو گئے۔چند سال کے بعد دارالعلوم معینیہ عثمانیہ، اجمیر شریف چلے گئے۔جہاں آٹھ سال زیر تعلیم رہنے کے بعد ۱۹۳۲ء میں سند فراغت حاصل کی۔بعد ازاں آپ جامعہ رضویہ منظر اسلام میں بطور مدرس آ گئے اور تقریباً پانچ سال تک تدریسی خدمات سر انجام دینے کے بعد، ۱۹۳۷ء میں مدرسہ مظہر الاسلام، بریلی میں شیخ الحدیث مقرر کر دیے گئے۔قیام پاکستان کے بعد بھکھی شریف ضلع گجرات (اب ضلع منڈی بہاء الدین) اور ساروکی ضلع گوجرانوالہ میں تدریسی خدمات سرانجام دینے کے بعد، ۱۹۴۸ء میں لائل پور (اب فیصل آباد) میں مستقل سکونت اختیار کی۔جنوری ۱۹۵۰ء میں جامعہ رضویہ مظہر اسلام، لائل پور کی بنیاد رکھی۔جہاں ساری زندگی درس و تدریس اور فتوی نویسی کرتے رہے۔مولانا لائلپوری کا انتقال کراچی میں ہوا اور آپ کو سنی رضوی جامع مسجد (نومبر ۱۹۵۴ء)، لائل پور کے احاطہ میں سپردِ خاک کیا گیا۔

مولانا محمد سردار احمد نے جامعہ رضویہ منظر اسلام میں دوران تدریس ہی فتوی نویسی کا آغاز کر دیا تھا۔آپ کے پاس ہندوستان اور بعد ازاں پاکستان بھر سے استفتاء آتے تھے۔فتوی جاری کرنے سے پہلے، مولانا سردار احمد مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر اچھی طرح غور کرتے، دلائل و براہین کے پیش نظر شرعی مؤقف متعین کرتے اور حق واضح ہو جانے کے بعد، کسی بھی حالت میں اپنے فتوی میں ترمیم یا تنسیخ نہ کرتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ آپ کے فتاویٰ کو عوام کے علاوہ خواص بھی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔مولانا سردار احمد کے کئی فتاویٰ ضائع ہو چکے ہیں۔ان کے بعض فتاویٰ کو قمر القادری نے مرتب و مدون کیا، جو فتاویٰ محدث اعظمؒ پاکستان [۳۱] کے نام سے شائع شدہ

Marfat.com

ہیں۔اس مجموعہ میں کل اناسی مسائل کے بارے میں فتاویٰ ہیں۔جو مختصر بھی ہیں اور طویل بھی۔قرآن مجید، احادیث نبوی اور فقہی کتب کے حوالہ جات اور دلائل سے مزیّن یہ فتاویٰ ارکان اسلام اور معاملات سے متعلق ہیں۔بعض فتاویٰ فروعی اور اختلافی مسائل سے بھی بحث کرتے ہیں۔مولانا سردار احمد کے فتاویٰ میں مناظرانہ رنگ نمایاں ہے۔بعض فتاویٰ استفتاء کی عبارت کے بغیر ہیں۔جن فتاویٰ کے ساتھ استفتاء کی عبارت ہے، ان کے ساتھ مستفتی کا نام، جگہ اور تاریخ درج نہیں۔مولانا سردار احمد کے بعض فتاویٰ جامع الفتاویٰ[۱۳۲] جلد دوّم میں بھی شامل ہیں۔

مفتی احمد یار خاں نعیمی بدایونی قادری (۱۹۰۶ء۔۱۹۷۱ء) اُوجھیانی ضلع بدایوں، یو پی میں پیدا ہوئے۔عربی اور فارسی کی تعلیم گھر سے حاصل کی۔پھر بدایوں، ریاست مینڈو، میرٹھ اور مراد آباد کے مختلف مدارس میں زیر تعلیم رہے۔۱۹۲۶ء میں آپ جامعہ نعیمیہ، مراد آباد سے فارغ التحصیل ہوئے۔بعد ازاں مفتی نعیمی اپنی مادرِ علمی میں کچھ عرصہ کے لیے تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔آپ دھوراجی کاٹھیاوار، کچھوچھہ شریف، ضلع فیض آباد اور بھکھی شریف کے مدارس دینیہ میں بھی پڑھاتے رہے۔۱۹۳۳ء میں مفتی نعیمی پنجاب کے شہر گجرات آ گئے اور کچھ عرصہ تک مدرسہ خدام الصوفیہ (۲۱/۱۹۲۰ء) میں صدر مدرس، شیخ الحدیث اور ناظم دارالافتاء رہے۔۱۹۵۳ء میں آپ نے گجرات ہی میں جامعہ غوثیہ نعیمیہ قائم کیا اور آخر وقت تک یہیں درس و تدریس کے علاوہ فتوی نویسی کا کام بھی کرتے رہے۔آپ کا انتقال گجرات میں ہوا اور یہیں آپ آسودۂ خاک ہیں۔

مفتی احمد یار خاں نعیمی نے پہلا فتوی اس وقت دیا جب وہ جامعہ نعیمیہ، مراد آباد میں آخری سال کے طالب علم تھے۔آپ نے اپنا پہلا فتوی اپنے استاذ مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی کو دیکھایا۔انہوں نے اس فتوی کو بہت پسند کیا اور فوراً مفتی نعیمی کو جامعہ کا مفتی مقرر کر دیا۔[۱۳۳] مفتی احمد یار خاں نعیمی کے کئی فتاویٰ ضائع ہو چکے ہیں۔جو محفوظ رہ سکے ان میں سے بعض طویل فتاویٰ الگ طور پر کتابی صورت میں شائع ہو چکے ہیں۔تاہم آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ، فتاویٰ نعیمیہ[۱۳۴] کے نام سے شائع شدہ ہے۔جس کو حافظ محمد عارف گجراتی (۱۹۱۵ء۔۲۰۰۳ء) نے مرتب کیا۔مفتی نعیمی کے پاس برّعظیم پاکستان، بنگلہ دیش اور بھارت سے استفتاء آتے تھے۔مفتی نعیمی اپنے فتاویٰ میں

Marfat.com

قرآن مجید اور احادیث نبوی کے علاوہ مختلف فقہی کتب کے حوالہ جات بھی کثرت سے دیتے ہیں۔ فتاویٰ نعیمیہ میں قدیم مسائل کے ساتھ ساتھ بعض جدید مسائل مثلاً تار، ریڈیو، اخبار، ٹیلی فون اور خطوط کے ذریعے رویت ہلال کی شرعی حیثیت پر بھی فتاویٰ موجود ہیں۔ بعض استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام اور جگہ درج ہے تاہم تاریخ درج نہیں۔

اسلامی زندگی [۱۳۵] میں مفتی احمد یار خاں نعیمی نے پیدائش سے لے کر موت تک کی تمام مروّجہ رسوم کی برائیاں بیان کر کے ان کی اصلاح کرتے ہوئے، ان کے بارے میں صحیح شرعی احکام بیان کیے ہیں۔ اسلامی زندگی کا انگریزی میں بھی ترجمہ ہوا ہے۔ اسرار الاحکام بہ انوار القرآن [۱۳۶] میں مفتی نعیمی نے عقائد اسلامیہ، مسائل شریعت اور احکام طریقت کی عقلی حکمتیں بیان کی ہیں۔ موجودہ زمانہ کے عام مختلف فیہ مسائل مثلاً تقلید، استمداد بغیر اللہ، دعا بعد از نماز جنازہ، مروّجہ ختم فاتحہ، کفنی لکھنا، مسئلہ اسقاط، بیس رکعات تراویح، فاتحہ خلف الامام، رفع الیدین اور طلاق ثلاثہ وغیرہ کے بارے میں محققانہ اور مدلّل انداز میں مفتی نعیمی نے جو بحث کی ہے، وہ **جاء الحق وزھق الباطل المعروف بہ فیصلہ مسائل** [۱۳۷] کے دو حصّوں میں شائع شدہ ہے۔ **جاء الحق وزھق الباطل** کا انگریزی ترجمہ بھی شائع شدہ ہے۔

مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری (۱۹۰۶ء۔۱۹۷۸ء) ریاست الور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی دینی تعلیم کے حصول کے بعد، درس نظامی کی اکثر کتب، اپنے والد مولانا ابو محمد سید محمد دیدار علی شاہ الوری سے پڑھیں۔ ۱۹۱۸/۱۹ء میں جامعہ نعیمیہ، مراد آباد سے سند فراغت حاصل کی۔ بعد ازاں کچھ عرصہ کے لیے مولانا احمد رضا خاں سے فن فتویٰ نویسی کی عملی تربیت حاصل کی۔ ۱۹۱۹/۲۰ء میں جامع مسجد، آگرہ میں خطیب ہو گئے۔ ۱۹۲۳/۲۴ء میں مستقل طور پر لاہور آ گئے اور جامع مسجد وزیر خان میں خطیب و مدرس ہو گئے۔ ۱۹۳۵ء میں دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف، ہند، لاہور کے مہتمم اور شیخ الحدیث بن گئے اور تاحیات اسی حیثیت میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ کا انتقال لاہور میں ہوا اور دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف کے احاطہ میں سپردِ خاک کیے گئے۔

Marfat.com

مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری کا اصل شعبہ، تدریس علوم اسلامیہ، خصوصاً حدیث نبوی تھا۔تاہم آپ اپنے وقت کے مرجع فتاویٰ بھی تھے۔آپ نے تقریباً ساٹھ سال تک فتویٰ نویسی کی ہے۔تاہم آپ کے اکثر فتاویٰ ضائع ہو چکے ہیں۔محمد عبدالسلام نے فروری سے لے کر جون ۱۹۶۰ء کے دوران دیے گئے فتاویٰ کو فتاویٰ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور[۱۳۸] کے نام سے شائع کیا ہے۔ان فتاویٰ کی اشاعت کے وقت، فقہی ابواب کی ترتیب کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری کے پاس پاکستان بھر سے استفتاء آتے تھے۔فتاویٰ میں حوالہ جات کم ہیں اس لیے مختصر ہیں۔ان فتاویٰ میں عام فہم انداز میں عقائد، معاملات اور عبادات سے متعلق شرعی حکم بیان کیا گیا ہے۔کیونکہ مولانا قادری نے فتویٰ نویسی کی عملی تربیت، مولانا احمد رضا خاں سے حاصل کی تھی، اس لیے ان کے فتاویٰ میں مولانا احمد رضا خاں کی طرح، مذہبی تصلّب کا رنگ واضح ہے۔تقریباً تمام فتاویٰ کے ساتھ استفتاء کی عبارت موجود ہے۔جبکہ بعض استفتاء کے ساتھ مستفتی کا نام، جائے سکونت اور تاریخ بھی درج ہے۔

مفتی محمد یٰسین (۱۹۰۷ء۔۱۹۸۳ء) محلہ پرانی بستی، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم گاؤں سے حاصل کرنے کے بعد مختلف مدارس میں زیر تعلیم رہے۔بالآخر مئی ۱۹۲۴ء کو دارالعلوم دیو بند میں داخل ہو گئے۔جہاں سے فروری ۱۹۲۷ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔مختلف مدارس میں تدریسی خدمات سرانجام دینے کے بعد، اگست ۱۹۳۰ء میں جامعہ عربیہ احیاء العلوم، مبارک پور (۱۸۹۹ء/۱۹۰۰ء) سے منسلک ہو گئے۔جہاں آپ تادم آخر صدر مدرس، مفتی اور ناظم تعلیمات کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے رہے۔مفتی یٰسین کا انتقال مبارک پور میں ہوا اور یہیں ان کی تدفین ہوئی۔

جامعہ عربیہ احیاء العلوم میں فتویٰ نویسی کا باقاعدہ آغاز مولانا شکر اللہ مبارک پوری (م۔۱۹۴۲ء) کے دور سے ہوا۔ان کا پہلا دستیاب فتویٰ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۱ء کا ہے۔جبکہ ان کا آخری فتویٰ ۱۴ نومبر ۱۹۳۳ء کا ہے۔مگر معدودے چند فتاویٰ کے علاوہ ان کے بقیہ فتاویٰ محفوظ نہیں۔

مفتی محمد یٰسین نے تقریباً پچپن سال تک درس و تدریس و فتویٰ نویسی کی۔ان کو علم الفرائض

Marfat.com

میں بے حد درک اور مہارت حاصل تھی۔مفتی یٰسین بڑی تحقیق و تدقیق اور احتیاط سے فتویٰ دیتے۔ان کو جزئیات پر بھی عبور حاصل تھا۔مفتی یٰسین کے اکثر فتاویٰ ضائع ہو چکے ہیں۔کیونکہ ابتداً ان کی نقول تیار کرنے کا انتظام نہیں تھا۔جامعہ کے رجسٹروں،جن میں اولین رجسٹر ۱۹۳۴ء کا ہے، سے مفتی یٰسین کی کتاب الحظر والاباحۃ سے منتخب کردہ فتاویٰ کا مجموعہ فتاویٰ احیاء العلوم[139] (جلد اوّل) کے نام سے شائع شدہ ہے۔ان فتاویٰ کی ترتیب، فقہی کی بجائے کتب احادیث کے انداز پر ہے۔حواشی میں قرآنی آیات، احادیث اور عربی عبارات کا ترجمہ، مفتی جمیل احمد نذیری نے کیا ہے۔استفتاء کے ساتھ مستفتی کا نام، پتہ اور تاریخ کو غیر ضروری خیال کرتے ہوئے، مرتب نے حذف کر دیے ہیں۔

مفتی یٰسین اگرچہ جامعہ کے مستقل مفتی تھے اور ہم عصر علماء میں امتیازی مقام بھی رکھتے تھے تاہم فتویٰ دینے کے عمل میں، جامعہ کے دیگر اساتذہ اور ذی علم احباب بھی شریک ہوتے تھے۔ ان کے بعض فتاویٰ پر بھارت کے دیگر علماء کی تصدیقات بھی ملتی ہیں۔ان فتاویٰ کا زیادہ تر تعلق بھارت کے سیاسی، سماجی اور معاشرتی حالات سے ہے۔قرآن مجید، احادیث اور کتب فقہ کے دلائل سے مزیّن یہ مختصر مگر مکمل فتاویٰ ہیں۔مفتی یٰسین کے فتاویٰ ماہنامہ البلاغ (بمبئی) میں بھی شائع ہوتے رہے۔

مفتی محمود حسن گنگوہی، گنگوہ، ضلع سہارن پور میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم گنگوہ کے علماء سے حاصل کی۔۱۹۲۲/۲۳ء میں مدرسہ مظاہر علوم، سہارن پور میں داخل ہوئے۔مارچ ۱۹۳۰ء میں دارالعلوم دیوبند چلے گئے جہاں سے ۱۹۳۱/۳۲ء میں دورۂ حدیث مکمل کیا۔بعد ازاں دوبارہ مدرسہ مظاہر علوم آ گئے اور دیگر علوم دینیہ کی تکمیل کی۔۲ مارچ ۱۹۳۳ء کو بحیثیت معین مفتی اسی مدرسہ میں آپ کا تقرر ہوا۔۱۹۳۴/۳۵ء میں آپ نائب مفتی ہو گئے اور ۱۹۵۱ء تک اسی حیثیت میں خدمات سر انجام دیتے رہے۔اکتوبر ۱۹۵۱ء میں مدرسہ جامع العلوم، کان پور چلے گئے۔ جہاں ۱۹۵۵/۵۶ء میں شیخ الحدیث بن گئے۔۱۹۶۴/۶۵ء میں مدرسہ جامع العلوم کے صدر مفتی ہو گئے۔۱۹۶۵/۶۶ء میں دارالعلوم دیوبند کے بھی صدر مفتی بن گئے اور تقریباً اٹھارہ سال تک اس

Marfat.com

عہدے پر فائز رہے۔ مفتی گنگوہی کا انتقال جنوبی افریقہ کے شہر جوہانسبرگ میں ہوا اور وہیں آپ کو دفن کیا گیا۔

مفتی محمود حسن گنگوہی کے فتاویٰ بیس جلدوں میں **فتاویٰ محمودیہ**[۱۴۰] کے نام سے شائع شدہ ہیں۔ جن کو دارالعلوم میرٹھ شہر کے مدرس مولانا محمد فاروق نے مرتب کیا ہے۔ عقائد، سلوک، بدعات و رسوم، ردفرق مخالف، معاملات وعبادات کے علاوہ بعض جدید مسائل کے بارے میں فتاویٰ موجود ہیں۔ علاوہ ازیں قرآن مجید اور احادیث نبوی کے بارے میں مختلف سوالات کے جواب میں بھی فتاویٰ موجود ہیں۔ مفتی گنگوہی کے بعض فتاویٰ مختصر ہیں اور بعض طویل۔ تاہم ان میں دلائل کی کمی ہے۔ زیادہ تر فتاویٰ مختلف فقہی کتب سے استدلال کرتے ہوئے دیے گئے ہیں۔ ہر استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام، جائے سکونت اور تاریخ درج نہیں۔

مفتی نظام الدین اعظمی (۱۹۱۰ء ۔ ۲۰۰۰ء) اوندرا ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔ پرائمری کرنے کے بعد دینی تعلیم کے حصول کے لیے اعظم گڑھ، بہار اور دہلی کے مختلف مدارس میں زیر تعلیم رہے۔ ۱۹۳۳ء میں دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کی۔ تحصیل علم سے فراغت کے بعد، مفتی اعظمی نے اعظم گڑھ اور گورکھپور کے مدارس میں تقریباً آٹھ سال تک درس و تدریس کی خدمات سرانجام دیں ۔ دارالعلوم مئوناتھ بھنجن میں آپ پچیس سال تک تدریسی خدمات کے ساتھ ساتھ فتویٰ نویسی بھی کرتے رہے۔ اکتوبر ۱۹۶۵ء میں دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی ہو گئے۔ یہاں پر آپ تقریباً تیس سال تک خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ کا انتقال دیوبند میں ہوا اور وہیں آپ کو دفن کیا گیا۔

مفتی نظام الدین اعظمی کے پاس بھارت کے علاوہ دیگر ممالک سے بھی استفتاء آتے تھے۔ ان کے فتاویٰ سے جدید مسائل کے متعلق فتاویٰ کا انتخاب **منتخبات نظام الفتاویٰ**[۱۴۱] دو جلدوں میں شائع شدہ ہے، جسے مولانا عبدالقیوم قاسمی میرٹھی نے مرتب کیا ہے۔ جلد اوّل میں قرآن مجید، احادیث نبوی، اجماع سلف، صحابہ کرامؓ و تابعینؒ اور مجتہدین امت کے اقوال اور ان کے فیصلوں کی روشنی میں نئے پیش آمدہ مسائل کا حل بیان کیا گیا ہے۔ جبکہ جلد دوّم میں جدید دور کے مسائل کے

Marfat.com

بارے میں قرآن مجید، سنت نبوی، شرعی قیاس اور اجتہاد کی روشنی میں مدلّل جواب دیے گئے ہیں۔ان دونوں جلدوں میں درج اکثر فتاویٰ میں، بھارت کے مخصوص سیاسی، سماجی اور دینی پس منظر کے تناظر میں زندگی کے تمام پہلوؤں میں پیش آنے والے اکثر و بیشتر مسائل کا نہ صرف حل بیان کیا گیا ہے بلکہ ان پر سیر حاصل بحث بھی کی گئی ہے۔فتاویٰ کی عبارات میں فقہی اصطلاحات کا بہت زیادہ استعمال ہوا ہے جس سے عبارات عام فہم نہیں رہیں۔منتخبات نظام الفتاویٰ میں جن مسائل سے بحث کی گئی ہے ان میں سے چند یہ ہیں۔اعضاء کی پیوند کاری، مصنوعی طریقہ حمل و تولید، پوسٹ مارٹم، انجکشن سے وضو اور روزے کا مسئلہ، ٹرین اور ہوائی جہاز میں نماز ادا کرنا، ریڈیو، ٹیلی فون اور ٹی وی پر رویت ہلال کا حکم، پراویڈنٹ فنڈ، بنک اور انشورنس کا انٹرسٹ، بنکوں میں جمع شدہ سرمایہ پر زکوٰۃ کا حکم اور انگریزی رسم الخط میں قرآن پاک لکھنے کا عدم جواز وغیرہ۔منتخبات نظام الفتاویٰ میں درج بعض فتاویٰ مختصر ہیں اور بعض طویل۔بعض فتاویٰ پر دیگر علمائے دیوبند کی تصدیقات موجود ہیں۔بعض استفتاء کے ساتھ مستفتی کا نام، جائے سکونت اور تاریخ موجود ہے۔جبکہ بعض فتاویٰ کے آخر میں بھی تاریخ درج ہے۔مفتی اعظمی کے عمومی فتاویٰ، فتاویٰ نظامیہ کے نام سے بھی شائع شدہ ہیں جبکہ آپ کے بعض فقہی رسائل الگ سے کتابی صورت میں بھی شائع شدہ ہیں۔

مفتی محمد عبدالحکیم (۱۹۱۳ء۔۱۹۸۴ء) پرانے میر پور، ریاست جموں وکشمیر میں پیدا ہوئے۔قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد، مروّجہ دینی علوم وفنون حاصل کیے۔۱۹۴۶ء میں میر پور کرن سنگھ کالج (۱۹۴۶ء) میں عربی کے استاذ مقرر ہوئے جہاں پر تقریباً پچیس سال تک خدمات سرانجام دیتے رہے۔آپ میر پور کے ضلعی مفتی اور دو سال تک مجسٹریٹ درجہ دوّم رہے۔آپ آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر (اکتوبر ۱۹۴۷ء) کی قائم کردہ اسلامی نظریاتی کونسل (مارچ ۱۹۷۸ء) کے بھی رکن رہے۔مفتی عبدالحکیم جامعہ اسلامیہ عبدیہ اشاعت القرآن، میر پور کے مہتمم، شیخ الحدیث اور صدر مفتی بھی رہے۔آپ کا انتقال میر پور میں ہوا اور آپ کو چک سواری، ضلع میر پور میں سپردِ خاک کیا گیا۔

مفتی محمد عبدالحکیم کو فقہ سے خصوصی شغف تھا۔آپ کی ڈائریوں، فتاویٰ کے رجسٹروں اور

Marfat.com

بعض کتب پر حواشی کے علاوہ، آپ کے افادات اور ارشادات کو محمد عمر حیات الحسینی نے نہ صرف مرتب کیا بلکہ ان میں درج مآخذ کی نشاندہی کر کے **فتاویٰ حکیمیہ**[۱۴۲] کے نام سے شائع کرایا ہے۔ مفتی عبدالحکیم کا طرز استدلال معقول اور منقول کے عین مطابق ہے۔ مذاہب اربعہ، خصوصاً حنفی مذہب کی روشنی میں مسائل کا استنباط کیا گیا ہے۔ **فتاویٰ حکیمیہ** میں قدیم وجدید مسائل سے متعلق فتاویٰ موجود ہیں۔ استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام، جگہ اور تاریخ درج نہیں۔

سیّد احمد عروج قادری (۱۹۱۳ء۔۱۹۸۶ء) ضلع اورنگ آباد، بہار کے ایک دینی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد مدرسہ محمدیہ، پٹنہ میں زیرِ تعلیم رہے۔ تاہم سندِ فضیلت مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ سے حاصل کی۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد بہار اور رام پور کے مدارس میں درس وتدریس کرتے رہے۔ ۱۹۶۰ء میں ماہنامہ زندگی (رام پور) کے مدیر بنے۔ کیونکہ آپ کی فقہ پر گہری نظر تھی۔ اس لیے آپ دینی مسائل کے حوالے سے جو کالم لکھتے تھے، ان میں فقہی سوالات کے جوابات بھی دیتے تھے۔

سیّد احمد عروج قادری حالات وزمانہ کی رعایت سے فقہ حنفی کی مختلف آراء کو ایک دوسرے پر ترجیح دیتے اور بعض پر نظرِ ثانی کی ضرورت پر زور دیتے تھے۔ یہ سوالات وجوابات احکام ومسائل (دو جلدیں) دہلی سے شائع ہوئے۔[۱۴۳] اس مجموعہ میں تقریباً ہر شعبۂ زندگی سے متعلقہ مسائل کا حل قرآن مجید، احادیث نبوی اور مختلف فقہی کتب کے حوالوں سے بیان کیا گیا ہے۔ بعض جدید مسائل مثلاً مشینی ذبیحہ، بیمۂ زندگی، لاٹری، تصویر اور انتقال خون جیسے مسائل پر بھی سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ استفتاء کی عبارت کے ساتھ سائل کا نام، جائے سکونت اور تاریخ درج نہیں۔ تاہم اکثر فتاویٰ کے آخر میں تاریخ درج ہے۔

مفتی ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی بصیر پوری (۱۹۱۴ء۔۱۹۸۳ء) موضع سوجیکی، ضلع اوکاڑہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر سے حاصل کی۔ بعد ازاں مختلف دینی مدارس میں زیرِ تعلیم رہے۔ نومبر ۱۹۳۳ء میں دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف، ہند، لاہور سے سند فراغت حاصل کی۔ کچھ عرصہ تک مختلف دینی مدارس میں درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ ۱۹۳۸ء میں دیپالپور، ضلع

Marfat.com

اوکاڑہ کے نواح میں دارالعلوم حنفیہ فریدیہ قائم کیا۔ جو ۱۹۴۵ء میں بصیر پور، ضلع اوکاڑہ منتقل ہو گیا۔ مفتی نعیمی اسی مدرسہ میں ساری زندگی درس وتدریس اور افتاء کے شعبہ میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ کا انتقال لاہور میں ہوا اور بصیر پور میں مدفون ہیں۔

مفتی نوراللہ بصیر پوری کا زمانہ طالب علمی سے ہی اسلامی قانون کو سمجھنے اور فقہی کتب کے مطالعہ کی طرف زیادہ رجحان تھا۔ تاہم فارغ التحصیل ہونے کے بعد ان کا میلان تدریس کی طرف ہو گیا اور فتوی نویسی فارغ اوقات میں کرنے لگے۔ مفتی نعیمی کی فتوی نویسی کی تاریخ پچاس سال کے طویل عرصہ پر محیط ہے۔ تاہم ان کے کئی فتاویٰ ضائع ہو چکے ہیں۔ قدیم ترین فتوی، جو محفوظ ہے وہ ۵ جنوری ۱۹۴۲ء کا ہے۔ جس میں دیہات میں نماز جمعہ ادا کرنے یا نہ کرنے کا بیان ہے۔[۱۴۴] مفتی نعیمی کے پاس پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک سے بھی استفتاء آتے تھے۔ آپ کے جو فتاویٰ محفوظ رہ سکے، ان میں تقریباً ۶۸۵۵ فتاویٰ نوریہ[۱۴۵] کی چھ جلدوں میں محفوظ ہیں۔ فتاویٰ نوریہ، مفتی نعیمی کے صاحبزادوں مولانا محمد نصراللہ نوری (۱۹۳۹ء۔۱۹۷۸ء) اور مولانا محمد محبّ اللہ نوری کی ترتیب و تدوین کے بعد شائع ہوا۔ جلد ششم پہلی پانچ جلدوں کا ضمیمہ اور تتمہ ہے۔ اردو کے علاوہ بعض فتاویٰ عربی میں بھی ہیں۔ استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام اور جائے سکونت درج ہے۔ جبکہ تاریخ، فتاویٰ کے آخر میں درج ہے۔ فقہی مسائل پر مشتمل کئی رسائل بھی آپ کے یادگار ہیں۔

مفتی نوراللہ بصیر پوری کے فتاویٰ کی امتیازی پہچان، ان کی وسعت نظر، عمیق مشاہدہ، قوت استدلال اور جدّت فکر ہے۔ مفتی نعیمی قرآن مجید اور احادیث نبوی سے نصوص پیش کرنے کے بعد، اجماع اور پھر قیاس سے دلائل دیتے ہیں۔ ایک متصلب حنفی ہوتے ہوئے، آپ فتوی ہمیشہ امام ابوحنیفہؒ کے قول پر ہی ارقام کرتے تھے۔ آپ دلائل کے ساتھ ساتھ مصادر کے حوالے بھی باکثرت دیتے ہیں۔[۱۴۶] آپ کی جزئیات فقیہ اور کتب فقہ پر گہری نظر تھی۔ اسی لیے آپ اپنے فتاویٰ میں زیر بحث موضوع کی تمام جزئیات کا بیان کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو کبھی بھی اپنے فتاویٰ سے رجوع نہیں کرنا پڑا۔[۱۴۷]

مفتی نوراللہ بصیر پوری کے فتاویٰ میں زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے اور

Marfat.com

اسلامی معاشرے کو درپیش ہر طرح کے مسائل کا اسلامی حل فراہم کیا گیا ہے۔ مفتی نعیمی نے اپنے فتاویٰ میں امت مسلمہ کے لیے دین میں آسانی اور سہولت کے پہلوؤں کو نمایاں کیا ہے۔ آپ اپنے فتاویٰ کے ذریعے اصلاح و تربیت اور نصیحت کا کام بھی کرتے ہیں۔ فتاویٰ نوریہ میں معاصرین کے بعض فتاویٰ کا بادلائل محاکمہ بھی ملتا ہے۔ فتاویٰ نوریہ میں عقائد، عبادات، معاملات اور مناکحات سے متعلقہ مسائل کے علاوہ جدید مسائل کا حل، مجتہدانہ لیکن عام فہم اور سہل انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ نماز میں لاؤڈ سپیکر کے استعمال، جاں بلب مریض کے لیے عطیہ خون، کتابۃ النساء، بیمۂ زندگی، ریل گاڑی اور ہوائی جہاز میں نماز ادا کرنا، روزہ کی حالت میں انجکشن لگوانا اور حج کے لیے تصویر کا جواز وغیرہ کا حل فقیہانہ بصیرت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ [۱۴۸]

مفتی سید محمد یٰسین شاہ (۱۹۱۴ء۔ ۱۹۹۹ء) موضع منزگام، ضلع کپواڑہ، ریاست جموں و کشمیر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر سے حاصل کی۔ ۱۹۲۴ء میں مڈل کرنے کے بعد، امرتسر کے مدرسہ نصرت الحق میں احادیث نبوی اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں دارالعلوم نعمانیہ، دہلی اور مدرسہ امینیہ اسلامیہ، دہلی میں احادیث نبوی کی مزید تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۳۲ء میں دورۂ حدیث مکمل کیا۔ ۱۹۳۴ء میں دارالعلوم دیوبند سے فاضل درس نظامی کی سند فضیلت حاصل کی۔ طبیہ کالج، دہلی (۱۸۹۰ء) سے طب کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۳۹ء اور ۱۹۴۲ء کے دوران یونیورسٹی آف دی پنجاب، لاہور (اکتوبر ۱۸۸۲ء) سے مولوی (ادیب)، مولوی عالم (ادیب عالم)، مولوی فاضل (فاضل عربی) اور منشی فاضل کی اسناد حاصل کیں۔ اس دوران ۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۲ء تک، دہلی میں مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی کے ساتھ بطور نائب مفتی کام کرتے رہے۔ بعد ازاں دہلی اور امرتسر میں طبّی تدریس اور طبابت کرتے رہے۔ جنوری ۱۹۴۸ء میں پاکستان آگئے اور دسمبر ۱۹۴۸ء میں جھنگ صدر میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ یہاں بھی مفتی یٰسین شاہ نے اپنا زیادہ وقت طب کی خدمات سرانجام دینے میں بسر کیا تاہم انہوں نے عوام کی دینی اور فقہی رہنمائی کے لیے، ۲۴ جولائی ۱۹۵۰ء کو جھنگ صدر میں دارالفتاویٰ شیخ الاسلام قائم کیا۔ جہاں سے اب تک ہزاروں کی تعداد میں فتاویٰ جاری ہو چکے ہیں۔ مفتی یٰسین شاہ کا انتقال جھنگ صدر میں ہوا اور یہیں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔

Marfat.com

مفتی یٰسین شاہ نے ۱۹۳۰ء سے لے کر ۱۹۹۹ء تک تقریباً دس ہزار فتاویٰ جاری کیے۔ان میں سے پانچ سو فتاویٰ کا انتخاب ،ان کے صاحبزادے اور دار الفتاویٰ شیخ الاسلام کے موجودہ مفتی سید محمد اجمل شاہ نے فتاویٰ یٰسین [149] کے نام سے ترتیب و تدوین اور ضروری تصحیح کر کے شائع کرایا ہے۔مفتی یٰسین شاہ اپنے فتاویٰ میں قرآن مجید اور احادیث نبوی کے حوالے زیادہ دیتے ہیں۔ اگر چہ ان کے فتاویٰ عموماً حنفی فقہ کے مطابق ہوتے ہیں لیکن بعض معاملات میں انہوں نے حنفی فقہ سے اختلاف کرتے ہوئے بھی فتوی دیا ہے۔مثلاً مفتی یٰسین شاہ ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک ہی طلاق قرار دیتے ہیں، عید الاضحیٰ پر قربانی کے چار دن کے قائل ہیں، فاتحہ خلف الامام کو ضروری قرار دیتے ہیں اور مفقود الخبر شوہر کی بیوی کے لیے عدت کی مدّت کو چار سال قرار دیتے ہیں۔فتاویٰ یٰسین میں درج فتاویٰ عام فہم اور سلیس زبان میں ہیں اور عمومی طور پر مختصر ہیں۔بعض استفتاء کے ساتھ مستفتی کا نام اور جائے سکونت درج ہے تاہم تاریخ درج نہیں۔مفتی یٰسین شاہ کے بعض فتاویٰ الگ طور پر کتابی صورت میں بھی شائع شدہ ہیں۔

مفتی محمد وقار الدین قادری رضوی موضع کھمریا، ضلع پیلی بھیت میں پیدا ہوئے۔مدرسہ آستانہ شبیریہ، پیلی بھیت اور جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی میں علوم اسلامیہ کی تحصیل کرتے رہے۔تاہم سند فراغت ۱۹۳۸ء میں مدرسہ عربیہ حافظیہ سعیدیہ، ریاست دادوں ضلع علی گڑھ سے حاصل کی۔بعد ازاں درس و تدریس کی طرف متوجہ ہوئے۔۱۹۳۸ء سے لے کر ۱۹۴۸ء تک جامعہ رضویہ منظر اسلام میں ناظم تعلیمات رہے۔۱۹۴۸ء میں چاٹگام چلے گئے۔۱۹۵۴ء سے لے کر ۱۹۶۲ء تک جامعہ احمدیہ سنّیہ عالیہ، چاٹگام (۱۹۲۵ء) میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔مارچ ۱۹۷۱ء میں مستقل طور پر کراچی آ گئے اور دار العلوم امجدیہ، کراچی (۱۹۴۸ء) کے ناظم تعلیمات بن گئے۔۱۹۸۹ء میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے۔آپ کا انتقال کراچی میں ہوا اور دار العلوم امجدیہ میں سپردِ خاک کیے گئے۔

مفتی محمد وقار الدین رضوی کے پاس تقریباً دنیا کے ہر خطّہ سے استفتاء آتے تھے۔دار العلوم امجدیہ میں بحیثیت مفتی ،آپ نے جو فتاویٰ دیے، وہ وقار الفتاویٰ [150] کے نام سے

Marfat.com

تین جلدوں میں شائع شدہ ہیں۔ان فتاویٰ کی ترتیب وتخریج مولانا محمد شعیب قادری رضوی نے کی ہے۔ وقار الفتاویٰ کی جلد اوّل کتاب العقائد اور معاملات پر مشتمل ہے۔جلد دوّم عبادات سے متعلقہ قدیم وجدید مسائل پر مشتمل ہے جبکہ جلد سوم معاملات سے متعلق فتاویٰ پر مشتمل ہے۔بعض فتاویٰ طویل ہیں جبکہ زیادہ تر فتاویٰ مختصر ہیں۔استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام اور جائے سکونت درج ہے۔تاہم تاریخ درج نہیں۔

مفتی سیّد سیاح الدین کاکاخیل (۱۹۱۶ء۔۱۹۸۷ء) زیارت کاکا صاحب،نوشہرہ میں پیدا ہوئے۔دارالعلوم دیوبند سے مختلف درسی کتب اور دورۂ حدیث کی تکمیل اکتوبر ۱۹۳۷ء میں کی۔جولائی ۱۹۴۲ء میں بھیرہ میں مولانا احمد الدین بگوی (۱۸۰۳ء۔۱۸۶۹ء) کے قائم کردہ مدرسہ عزیزیہ،شیر شاہی جامع مسجد (۱۸۶۰ء) میں مفتی بن گئے۔ساتھ ہی تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔کچھ عرصہ دارالعلوم دیوبند میں بھی مدرس رہے۔نومبر ۱۹۴۶ء میں مدرسہ اشاعت العلوم،لائل پور چلے گئے۔جہاں خطابت و تدریس کے علاوہ افتاء کی ذمہ داریاں بھی نبھاتے رہے۔مفتی کاکاخیل نے مارچ ۱۹۵۹ء سے اپریل ۱۹۶۰ء تک مدرسہ اسلامیہ (اب جامعہ اسلامیہ تفہیم القرآن)،مردان میں بھی پڑھایا۔بعدازاں ۱۹۶۰ء سے لے کر تادم واپسیں،آپ مدرسہ اشاعت العلوم،لائل پور سے ہی وابستہ رہے۔آپ کا انتقال حسن ابدال ضلع اٹک کے قریب سڑک کے ایک حادثہ میں ہوا اور آپ کو زیارت کاکا صاحب میں سپردِ خاک کیا گیا۔

مفتی سیاح الدین کاکاخیل کو فقہی مسائل،خصوصاً معاملات سے طبعی لگاؤ اور مناسبت تھی۔آپ پاکستان کی اسلامی نظریاتی کونسل (۱۹۷۳ء) کے ستمبر ۱۹۷۷ء سے ستمبر ۱۹۸۰ء تک اور پھر مئی ۱۹۸۱ء سے مئی ۱۹۸۴ء تک دوبار رکن رہے۔اس حیثیت سے بھی آپ نے کئی معاملات اور مسائل پر رپورٹس تیار کیں۔آپ کے بعض اہم فتاویٰ،جو آپ نے اپنی زندگی کے آخری دور میں خود ہی جمع اور مرتب کرکے،مولانا عبدالمالک کو دے دیے تھے،ان کو مولانا عبدالمالک نے دوبارہ مرتب کیا،مناسب تبویب کی اور تفہیم الاحکام[۱۵۱] کے نام سے دوحصوں میں شائع کروایا۔ان فتاویٰ میں معاشرت،معیشت،تہذیب وتمدّن اور معاملات کے بارے میں اسلامی احکام مضبوط دلائل

Marfat.com

کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔ مفتی کاکاخیل کے فتاویٰ اتنے تحقیقی اور مدلّل ہوتے تھے کہ مفتی محمد شفیع نے ان کی روشنی میں اپنے بعض فتاویٰ سے رجوع کیا۔ بعض استفتاء کے ساتھ، مستفتی کا نام اور جگہ موجود ہے تاہم تاریخ درج نہیں۔ مفتی کاکاخیل کے کئی فتاویٰ ضائع ہو چکے ہیں۔

مفتی محمد حبیب اللہ نعیمی (۱۹۱۷ء۔۱۹۷۵ء) بھاگلپور، بہار کے ایک گاؤں فتحپور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گاؤں سے حاصل کی۔ چند سال مدرسہ اشرفیہ نظامیہ، فتحپور (۱۹۰۷ء) میں زیر تعلیم رہے۔ بعدازاں جنوری ۱۹۳۸ء کو جامعہ نعیمیہ، مرادآباد میں داخل ہو گئے اور ۱۹۴۰ء میں سند فراغت حاصل کی۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد، اپنی مادرِ علمی میں ہی درس و تدریس کا آغاز کیا۔ ۱۹۵۱ء میں شیخ الحدیث اور مفتی ہو گئے۔ ۱۹۵۴ء میں صدر المدرسین اور نائب مہتمم بنے جبکہ ۱۹۷۳ء میں مہتمم ہو گئے۔ آپ کا انتقال مرادآباد میں ہوا اور جامعہ نعیمیہ میں سپردِ خاک کیے گئے۔

مفتی محمد حبیب اللہ نعیمی کا فقہ کی طرف طبعی رجحان تھا۔ آپ نے فن فتویٰ نویسی کی عملی تربیت مولانا نعیم الدین مرادآبادی اور مفتی محمد عمر نعیمی (۱۸۹۳ء۔۱۹۶۶ء) سے حاصل کی۔ آپ نے بیس سال سے زائد عرصہ تک فتویٰ نویسی کی۔ برعظیم پاکستان، بنگلہ دیش اور بھارت کے علاوہ دیگر ممالک سے بھی استفتاء ان کے پاس آتے تھے۔ مفتی نعیمی کی متون فقیہ، شروح و حواشی اور فقہی جزئیات پر وسیع اور گہری نظر تھی۔ تاہم ان کی فتویٰ نویسی صرف نقل اقوال تک ہی محدود نہ تھی بلکہ وہ ایک زبردست فقیہانہ مزاج بھی رکھتے تھے۔ مفتی نعیمی اپنے فتاویٰ میں قرآن مجید، سنت نبوی، اقوال آئمہ اور کتب فقہ سے دلائل دیتے تھے۔ بعض مسائل میں اپنے عہد کے اجلہ علماء کی آراء و خیالات سے اختلاف بھی کرتے تھے۔ مفتی نعیمی کے عقائد اور ارکان اسلام سے متعلق سات سو سے زائد فتاویٰ کو مولانا عبدالمنان کلیمی نے مرتب کیا جو، **فتاویٰ جامعہ نعیمیہ مرادآباد معروف بہ حبیب الفتاویٰ**[152] کے نام سے شائع شدہ ہیں۔ اکثر استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام، جائے سکونت اور تاریخ درج ہے۔ حبیب الفتاویٰ میں درج اکثر فتاویٰ مختصر ہیں۔ فتاویٰ میں مذکورہ عربی اور فارسی عبارات کا اردو ترجمہ بھی موجود ہے۔

مفتی محمود (۱۹۱۹ء۔۱۹۸۰ء) پنیالہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم

Marfat.com

گھر سے حاصل کی۔ مارچ ۱۹۳۳ء میں مڈل پاس کرنے کے بعد، باقاعدہ دینی تعلیم کے لیے مختلف اساتذہ سے اکتساب فیض کیا۔ کچھ عرصہ دارالعلوم دیوبند میں زیر تعلیم رہے۔ تقریباً چھ سال تک مدرسہ قاسمیہ شاہی مسجد (۱۸۷۹ء)، مرادآباد میں زیر تعلیم رہے اور یہیں سے ۱۹۴۱ء میں سند فراغت حاصل کی۔ بعدازاں عیسٰی خیل ضلع میانوالی اور اباخیل ضلع لکی مروت میں درس و تدریس کرتے رہے۔ ۱۹۴۷ء کے اوائل میں عبدالخیل ضلع ڈیرہ اسماعیل خان آ گئے۔ جہاں درس و تدریس کے علاوہ امامت کی ذمہ داریاں بھی سرانجام دیتے رہے۔ ۱۹۵۰ء میں مدرسہ قاسم العلوم، ملتان (اکتوبر ۱۹۴۶ء) میں بطور مدرس چلے گئے۔ جہاں پر ۱۹۵۵ء میں صدر مدرس اور شیخ الحدیث کے ساتھ ساتھ صدر مفتی بھی ہو گئے۔ مفتی محمود اس عہدہ پر ۱۹۷۵ء تک فائز رہے۔ آپ کا انتقال کراچی میں ہوا تاہم تدفین عبدالخیل میں عمل میں آئی۔

مفتی محمود کو فقہ سے خصوصی لگاؤ تھا۔ مدرسہ قاسم العلوم، ملتان میں صدر مفتی کی حیثیت سے آپ نے بیس ہزار سے زاید فتاویٰ جاری کیے۔ ان میں سے منتخب کردہ فتاویٰ، **فتاویٰ مفتی محمود**[۱۵۳] کے نام سے شائع شدہ ہیں۔ ان فتاویٰ کی اشاعت سے پہلے ان کی ضروری تصحیح کی گئی ہے۔ مفتی محمود فتوی دینے سے پہلے متعلقہ مسئلہ کی تمام کلیات و جزئیات پر غور کرتے، اس موضوع پر جملہ کتب کو سامنے رکھتے اور پھر فتویٰ جاری کرتے تھے۔ آپ فتوی دینے میں راہ اعتدال اختیار کرتے اور عوام کے لیے ہر ممکن رخصت دینے کی کوشش کرتے تھے۔

مفتی محمود کے فتاویٰ معتدل اور متوازن ہونے کے ساتھ ساتھ عمومی طور پر مختصر ہوتے تھے کیونکہ ان میں حوالہ جات بہت کم ہوتے تھے۔ بعض فتاویٰ پر دیگر مفتی حضرات کے بھی دستخط موجود ہیں۔ مفتی محمود کے پاس بیرون پاکستان سے بھی استفتاء آتے تھے۔ اردو کے علاوہ چند فتاویٰ عربی اور فارسی میں بھی ہیں۔ استفتاء کے ساتھ سائل کا نام اور جائے سکونت موجود ہے تاہم تاریخ بعض استفتاء کے یا بعض فتاویٰ کے آخر میں درج ہے۔

مفتی سیّد محمد افضل حسین مونگیری (۱۹۱۹ء۔۱۹۸۲ء) موضع بوانہ، ضلع مونگیر، بہار میں پیدا ہوئے۔ بہار اور بدایوں کے مدارس میں زیر تعلیم رہے۔ ستمبر ۱۹۴۰ء میں دارالعلوم جامعہ رضویہ منظر

Marfat.com

اسلام سے فارغ التحصیل ہوئے۔ ۱۹۴۲ء میں الہ آباد بورڈ سے مولوی کا امتحان پاس کیا۔ اپنی عملی زندگی کا آغاز جامعہ رضویہ منظر اسلام میں بطور مدرس اور مفتی سے کیا۔ بعدازاں آپ یہاں شیخ الحدیث اور صدر مدرس ہو گئے۔ ۱۹۶۸ء میں پاکستان آ گئے۔ گجرات، لائل پور اور سکھر کے دینی مدارس میں شیخ الحدیث، صدر مدرس اور صدر مفتی رہے۔ آپ کا انتقال سکھر میں ہوا اور وہیں مدفون ہیں۔

مفتی افضل حسین مونگیری نے بطور مفتی مرکزِ اہل سنت منظر اسلام، بریلی سے جو فتاویٰ جاری کیے وہ منظر الفتاویٰ [۱۵۴] کے نام سے شائع شدہ ہیں۔ مفتی مونگیری کے فتاویٰ اگرچہ مختصر ہیں تاہم ان میں قرآن مجید، احادیث نبوی اور مختلف فقہی کتب کے حوالہ جات اور دلائل موجود ہیں۔ استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام اور جگہ درج نہیں تاہم بعض فتاویٰ کے آخر میں تاریخ درج ہے۔ مفتی مونگیری کے بعض فقہی رسائل الگ سے بھی شائع ہوئے ہیں۔

مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی علی گڑھ کی ریاست دادوں سے ملحق موضع کھریری میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد، ۱۹۲۵ء میں مارہرہ شریف ضلع ایٹہ، یوپی آ گئے۔ مڈل کرنے کے بعد، چھ ماہ تک ریاست مینڈو کے مدرسہ یوسفیہ میں رہے۔ مارچ ۱۹۳۵ء میں مدرسہ عربیہ حافظیہ سعیدیہ، ریاست دادوں میں داخل ہو گئے۔ جہاں سے ۱۹۴۵ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ بعدازاں عملی زندگی کا آغاز مارہرہ شریف اور میرٹھ کے مختلف مدارس میں درس و تدریس سے کیا۔ ساتھ ہی امامت اور خطابت کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ ۱۹۵۱ء میں مستقل طور پر پاکستان آ گئے۔ میرپور خاص اور کراچی میں کچھ عرصہ رہنے کے بعد، ۱۹۵۲ء میں حیدرآباد منتقل ہو گئے۔ یہاں جولائی ۱۹۵۲ء میں دارالعلوم احسن البرکات کی بنیاد رکھی۔ دارالعلوم کے مہتمم اور شیخ الحدیث ہونے کے ساتھ ساتھ درس و تدریس اور خطابت بھی کرتے رہے۔ مفتی قادری کا انتقال حیدرآباد میں ہوا، جبکہ تدفین درگاہ حضرت سخی سلطان عبدالوہاب شاہ جیلانی میں ہوئی۔

دارالعلوم احسن البرکات سے پہلا فتویٰ ۱۹۵۵ء میں جاری ہوا۔ مارچ ۲۰۰۷ء تک ۱۷۵۰۰ سے زائد فتاویٰ جاری ہو چکے تھے۔ مفتی محمد خلیل قادری نے ۱۹۵۵ء سے لے کر ۱۹۸۵ء تک، بیس سالوں میں تقریباً سات ہزار سے زائد فتاویٰ جاری کیے۔ کیونکہ ان فتاویٰ کو ۱۹۷۲ء سے

Marfat.com

باقاعدہ محفوظ کرنا شروع کیا گیا تھا۔اس لیے ان کے کئی فتاویٰ ضائع ہو گئے ہیں۔مفتی قادری نے اپنے مجموعہ فتاویٰ کا نام ''احسن الفتاویٰ'' رکھا۔تاہم ان فتاویٰ کو ترتیب دیتے وقت، مفتی قادری کے صاحبزادے مفتی احمد میاں برکاتی نے اس کا نام '' فتاویٰ خلیلیہ'' رکھا۔

احسن الفتاویٰ المعروف فتاویٰ خلیلیہ کی جلد اول [155] میں سات سو سے زائد فتاویٰ شامل ہیں۔جلد دوم [156] میں آٹھ سو سے زائد جبکہ جلد سوم [157] میں سات سو سے زائد فتاویٰ شامل ہیں۔ان جلدوں میں بعض فتاویٰ دیگر مفتیانِ کرام کے بھی ہیں جن پر مفتی محمد خلیل قادری کی تصدیقات موجود ہیں۔جبکہ مفتی قادری کے فتاویٰ پر دیگر علمائے اہل سنت کی تصدیقات موجود ہیں۔مفتی قادری کے پاس پاکستان بھر سے خصوصاً سندھ اور بلوچستان سے استفتاء آتے تھے۔فتاویٰ میں آیات قرآنی، احادیث، آثار صحابہؓ، اخبار تابعینؒ، اقوال آئمہ اور اجماع سلف سے استدلال کرتے ہوئے محتاط انداز اختیار کیا گیا ہے۔ان فتاویٰ میں عقلی اور نقلی دلائل بھی موجود ہیں۔عقائد، معاملات اور ارکانِ اسلام سے متعلق ان فتاویٰ کی زبان رواں، سلیس اور عام فہم ہے۔بعض فتاویٰ طویل ہیں جبکہ اکثر مختصر ہیں۔نظر ثانی اور ترتیب دیتے وقت، تکرار سے بچنے کے لیے کم و بیش ایک سے مضامین والے فتاویٰ الگ کر دیے گئے ہیں۔صرف انہی کا انتخاب کیا گیا جن میں دلائل کا فرق تھا۔ہر فتویٰ پر عنوان بھی دیا گیا ہے۔ اکثر استفتاء کے ساتھ مستفتی کا نام، جائے سکونت اور تاریخ موجود ہے۔

مفتی محمد خلیل قادری نے از خود سوالاً جواباً انداز کو اپناتے ہوئے، عقائد و اعمال کے بارے میں احکام ہمارا اسلام [158] کے پانچ حصوں میں بیان کیے ہیں۔ہمارا اسلام کا انگریزی، سندھی اور ولندیزی میں ترجمہ شائع شدہ ہے۔علاوہ ازیں خواتین کے مسائل پر مشتمل بہار نسواں المعروف بہ سنی بہشتی زیور [159] (چار حصے) بھی مفتی قادری کی یادگار ہے۔سنی بہشتی زیور کا انگریزی اور سندھی میں ترجمہ شائع شدہ ہے۔مفتی قادری کے کئی فقہی رسائل الگ سے بھی شائع شدہ ہیں۔

مفتی سیّد محمد ریاض الحسن جیلانی قادری (۱۹۲۲ء۔۱۹۶۸ء) جودھپور، راجستھان میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی میں داخل ہوئے اور ۱۹۴۱ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔کچھ عرصہ تک اپنی مادر علمی میں مدرس رہے۔بعد ازاں جودھپور

Marfat.com

چلے گئے اور وہاں درس و تدریس کے علاوہ مفتیٔ جودھپور کی حیثیت سے بھی خدمات سرانجام دیتے رہے۔قیام پاکستان کے بعد کراچی آ گئے۔پھر چند ماہ بعد، مستقل طور پر حیدرآباد منتقل ہوگئے۔جہاں پر آخری وقت تک مختلف مساجد میں امامت و خطابت کے علاوہ فتویٰ نویسی بھی کرتے رہے۔آپ کا انتقال حیدرآباد میں ہوا اور وہیں آپ کو سپردِ خاک کیا گیا۔

مفتی محمد ریاض الحسن جیلانی کے اکثر فتاویٰ ضائع ہو چکے ہیں۔تاہم جو محفوظ رہ سکے وہ ان کے صاحبزادے سیّد ضیاء الحسن جیلانی نے مرتب کر کے ریاض الفتاویٰ[۱۶۰] کے نام سے تین جلدوں میں شائع کرائے ہیں۔عقائد، ارکان اسلام اور معاملات سے متعلق، مفتی جیلانی کے بعض فتاویٰ مختصر ہیں اور بعض طویل۔ان فتاویٰ میں قرآن مجید، احادیث نبوی اور مختلف فقہی کتب کے حوالوں سے عام فہم انداز میں مسائل کے بارے میں شرعی احکام بیان کیے گئے ہیں۔ان فتاویٰ کے ساتھ، مفتی جیلانی کے فقہی مسائل پر خطبات بھی شاملِ اشاعت ہیں۔اکثر فتاویٰ پر پاکستان اور بھارت کے جیّد علماء کی تصدیقات بھی موجود ہیں۔استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام اور جائے سکونت درج ہے تاہم تاریخ، فتاویٰ کے آخر میں درج ہے۔مفتی جیلانی کے بعض فتاویٰ الگ سے کتابی صورت میں بھی شائع ہوئے ہیں۔

مفتی رشید احمد لدھیانوی (۱۹۲۲ء۔۲۰۰۲ء) کوٹ اشرف، خانیوال میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۳ء میں پرائمری پاس کی۔بعدازاں دینی تعلیم کے لیے ضلع خانیوال کے مختلف مدارس میں زیر تعلیم رہے۔آپ گکھڑ منڈی، جھنگ، ٹھیڑھی، پیر جھنڈو اور ضلع گجرات کے مختلف دینی مدارس میں بھی تعلیم حاصل کرتے رہے۔اگست ۱۹۴۲ء میں دارالعلوم دیوبند سے دورۂ حدیث مکمل کیا۔۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۰ء تک مدینۃ العلوم، بھینڈو ضلع حیدرآباد میں صدر مدرس، مفتی اور شیخ الحدیث رہے۔۱۹۵۱ء میں شیخ الحدیث و صدر مفتی جامعہ دارالہدیٰ ٹھیڑھی (۱۹۱۱ء)، ضلع خیرپور میرس اور مئی ۱۹۵۷ء سے دسمبر ۱۹۶۳ء تک شیخ الحدیث اور مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی رہے۔جنوری ۱۹۶۴ء میں مفتی لدھیانوی نے اعلیٰ استعداد رکھنے والے علماء کی تمرین افتاء کے لیے، کراچی میں دارالافتاء و الارشاد قائم کیا۔جہاں سے آج بھی مختلف قدیم و جدید مسائل سے متعلق فتاویٰ جاری ہو رہے

Marfat.com

ہیں۔ مفتی لدھیانوی کا انتقال کراچی میں ہوا اور وہیں دفن کیے گئے۔

مفتی رشید احمد لدھیانوی نے ۱۹۴۳ء میں فتوی نویسی کا آغاز کیا۔ تاہم ۱۹۵۱ء تک کے فتاویٰ محفوظ نہیں۔ ۱۹۵۲ء سے لے کر ۱۹۵۷ء تک، ان کے جاری کردہ فتاویٰ کی تعداد ۲۰۲۵ ہے۔ لیکن ان میں سے بھی صرف ۴۵۱ ہی محفوظ رہ سکے۔ ان ۴۵۱ فتاویٰ سمیت مفتی لدھیانوی کے دیگر فتاویٰ کو شامل کر کے ان کا مجموعہ احسن الفتاویٰ[۱۶] کے نام سے آٹھ جلدوں میں شائع شدہ ہے۔ اس میں ''حوادث الفتاویٰ'' بھی شامل ہیں۔ احسن الفتاویٰ میں جدید مسائل مثلاً امریکہ کے مختلف شہروں سے سمت قبلہ، اوقات نماز کا تعین، انسانی اعضاء کی پیوندکاری، انتقال خون، چاند پر پہنچنا، پراویڈنٹ فنڈ، مشینی ذبیحہ وغیرہ کے بارے میں فتاویٰ بھی شامل ہیں۔ علاوہ ازیں عقائد، اعمال و افعال کے ابواب بھی شامل اشاعت ہیں۔ دیگر مسالک اور فرق کے بارے میں فتوی دیتے ہوئے مفتی لدھیانوی نے مناظرانہ لہجہ اختیار کیا ہے۔ مفتی لدھیانوی نے جن مسائل کے بارے میں اپنے فتاویٰ سے رجوع کیا، احسن الفتاویٰ کی جدید اشاعت میں وہی شامل کیے گئے ہیں۔ احسن الفتاویٰ میں شامل بیشتر فتاویٰ دارالافتاء والارشاد کے شعبۂ تمرین افتاء میں کام کرنے والے مختلف علماء کے تحریر کردہ ہیں۔ تاہم ان پر نظر ثانی اور تصدیق مفتی لدھیانوی نے کی ہے۔ استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام اور جگہ درج نہیں۔ بعض فتاویٰ کے آخر میں تاریخ درج ہے۔

مفتی محمد عبداللہ نعیمی (۱۹۲۵ء۔۱۹۸۲ء) چاہ بار، مکران، ایران میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۵ء میں ان کے والدین سندھ میں مستقل طور پر آباد ہو گئے۔ ۱۹۶۰ء میں دارالعلوم مخزن عربیہ بحر العلوم، آرام باغ، کراچی (اکتوبر ۱۹۵۱ء) سے دورۂ حدیث میں سند فراغت حاصل کی۔ ۱۹۶۱ء میں دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ، ملیر کالونی، کراچی قائم کیا۔ جہاں آپ ساری زندگی درس و تدریس کے علاوہ فتوی نویسی کے ذریعے دین کی خدمت کرتے رہے۔ آپ کا انتقال سہون شریف ضلع دادو کے قریب سڑک کے ایک حادثہ میں ہوا اور آپ کو کراچی میں سپردِ خاک کیا گیا۔

مفتی عبداللہ نعیمی کو قرآن مجید، احادیث نبوی کے علاوہ فقہ پر بھی مکمل عبور حاصل تھا۔ جس کا اظہار ان کے فتاویٰ سے ہوتا ہے۔ مفتی نعیمی باریک بیں محقق اور مفتی تھے۔ مسائل فقیہ پر

Marfat.com

آپ کی تحقیقی نظر تھی۔ آپ مکمل تحقیق اور طمانیت قلب کے بعد فتوی جاری کرتے تھے۔ آپ کے پاس سندھ، بلوچستان، ایران اور عمان سے کثرت سے استفتاء آتے تھے۔ اندرون سندھ کے لیے تو مفتی نعیمی مرجع فتوی تھے۔ لوگ اپنے مقدمات عدالتوں میں لے جانے کی بجائے ان کے پاس لاتے تھے۔ ان لوگوں کے لیے مفتی نعیمی کا فتوی قضاء کی حیثیت رکھتا تھا۔[۱۶۲]

مفتی عبداللہ نعیمی نے اپنی زندگی کے آخری دور میں ''البیاض النعیمی'' کے نام سے اپنے فتاویٰ جمع کرنے شروع کر دیے تھے۔ جن میں سے بعض **فتاویٰ مجددیہ نعیمیہ**[۱۶۳] میں شائع شدہ ہیں۔ اس مجموعہ کی ترتیب اور تحشیہ مفتی نعیمی کے صاحبزادے مفتی محمد جان نعیمی نے کیا جبکہ اس پر نظر ثانی کا کام مفتی محمد احمد نعیمی، شیخ الحدیث دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ نے کیا۔ **فتاویٰ مجددیہ نعیمیہ** میں اردو، عربی، فارسی اور سندھی میں استفتاء اور فتاویٰ تھے۔ تاہم سندھی استفتاء اور فتاویٰ کا اردو میں ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ مفتی نعیمی کے اس مجموعۂ فتاویٰ میں زمانہ جدید کی ایجادات، نت نئے فتنوں اور فرق مخالف کے بارے میں شرعی احکام واضح دلائل اور براہین سے منقح ہیں۔ مفتی نعیمی کے بعض فتاویٰ پر دیگر علماء کی تصدیقات بھی درج ہیں۔ مفتی نعیمی پہلے مختصر فتوی دیتے ہیں بعد ازاں اس کے حق میں قرآن مجید، احادیث نبوی اور مختلف فقہی کتب کے حوالہ جات سے دلائل دیتے ہیں۔ اس طرح ان کے فتاویٰ مفصل اور جامع بن جاتے ہیں۔ اکثر استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام اور جائے سکونت درج ہے۔ جبکہ بعض فتاویٰ کے آخر میں تاریخ درج ہے۔

سیّد محمود احمد رضوی (۱۹۲۵ء۔۱۹۹۹ء) آگرہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر سے حاصل کی۔ کچھ عرصہ کے لیے مدرسہ شاہ محمد غوث، لاہور میں زیر تعلیم رہے۔ ۱۹۴۷ء میں دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف، ہند، لاہور سے مختلف کتب اور دورۂ حدیث کی تکمیل کی۔ بعد ازاں کچھ عرصہ تک اسی دارالعلوم میں درس و تدریس کرتے رہے۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ بعد، تدریس ترک کر کے تصنیف و تالیف اور دارالعلوم کے انتظامی امور میں مصروف ہو گئے۔ سیّد رضوی مئی ۱۹۸۱ء سے مئی ۱۹۸۴ء تک پاکستان کی اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن رہے اور کئی فقہی معاملات میں کونسل کی رہنمائی کی۔ آپ کا انتقال لاہور میں ہوا اور دارالعلوم انجمن حزب الاحناف، لاہور کے

Marfat.com

احاطہ میں سپردِ خاک کیے گئے۔

سیّد محمود احمد رضوی کے فتاویٰ کا مجموعہ **فتاویٰ برکات العلوم**[۱۶۴] میں عام فہم انداز میں دین و مسلک اہل سنت و جماعت سے متعلق نہایت ضروری اور اہم سوالات کے قرآن مجید اور سنت نبوی کے ساتھ ساتھ فقہ حنفی کی روشنی میں جواب دیے گئے ہیں۔ تاہم سوالات کی عبارات کو حذف کر دیا گیا ہے۔ **فتاویٰ برکات العلوم** کے علاوہ سیّد رضوی نے عقائد، معاملات، عبادات، اخلاق اور معاشرت سے متعلق قرآن مجید، احادیث نبوی اور فقہ حنفی کے مطابق مسائل کا حل، **دین مصطفٰی**[۱۶۵] میں پیش کیا ہے۔ اس کتاب کا ایک حصّہ سیرت نبوی کے بیان پر مشتمل ہے۔ علاوہ ازیں **برکات شریعت**[۱۶۶] (دو حصّے) کے حصّہ اوّل میں سیّد رضوی نے اسلام کے فقہی و تفسیری احکام بیان کیے ہیں۔ جبکہ حصّہ دوّم میں اسلامی احکام و مسائل کے بیان کے علاوہ ازواج مطہراتؓ، بزرگان دین اور آئمہ حدیث پر سوانحی مضامین اور دوسرے تفسیری، فقہی اور علمی مضامین شامل ہیں۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی (۱۹۳۲ء۔۲۰۰۰ء) عیسٰی پور، ضلع لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ پرائمری کے بعد ضلع لدھیانہ کے مختلف مدارس میں دینی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ قیام پاکستان کے بعد منڈی جہانیاں ضلع خانیوال کے ایک گاؤں میں مستقل طور پر آباد ہو گئے اور دینی تعلیم کے حصول کا سلسلہ دوبارہ شروع کر دیا۔ اس دوران منڈی جہانیاں اور فقیر والی ضلع بہاول نگر کے مدارس میں زیر تعلیم رہے۔ ۱۹۵۵ء میں مدرسہ خیر المدارس، ملتان سے فارغ التحصیل ہوئے۔ بعد از فراعت ضلع لائل پور، کراچی اور ساہیوال کے مختلف مدارس میں درس و تدریس کرتے رہے۔ ۱۹۷۷ء سے لے کر تادم واپسیں جامعۃ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی (۱۹۵۴ء) سے منسلک رہے۔ آپ کو کراچی میں قتل کر دیا گیا اور یہیں آپ مدفون ہیں۔

۵ مئی ۱۹۷۸ء کو جب روزنامہ جنگ (کراچی) میں اسلامی صفحہ ''اقراء'' کا اجراء ہوا، تو مولانا محمد یوسف لدھیانوی کا کالم ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' بھی شامل اشاعت تھا۔ اس کالم کے تحت مولانا لدھیانوی نے تقریباً ہر شعبۂ زندگی سے متعلق مختلف النوع مسائل کے حل پیش کیے ہیں۔ علاوہ ازیں نجی طور پر آنے والے خطوط کے ذریعے بھی مسائل کے شرعی حل بیان کیے جاتے

Marfat.com

رہے۔''اقراء'' میں شائع شدہ اس کالم کو **آپ کے مسائل اور ان کا حل**[۱۶۷] کے نام سے ہی نو جلدوں میں کتابی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔اگر چہ ان سوالات و جوابات کو شائع کرنے سے پہلے ان پر نظر ثانی کی گئی ہے لیکن سوالات کی نوعیت اور صحافتی تقاضوں کے پیش نظر مختصر جوابات کو اسی انداز میں ہی رکھا گیا ہے جس طرح یہ ''اقراء'' میں شائع ہوتے رہے۔اسی لیے ان میں دلائل اور حوالہ جات بہت کم بیان ہوئے ہیں۔سوالات کے ساتھ سائل کا نام، جائے سکونت اور تاریخ بھی درج نہیں۔**اختلاف امت اور صراط مستقیم**[۱۶۸] کے حصہ اوّل میں مولانا لدھیانوی نے برعظیم پاکستان، بنگلہ دیش اور بھارت کے مختلف فرق کے فروعی اختلافات کی تاریخ اور ان کے ممکنہ حل اور مسلک اعتدال سے بحث کی ہے۔یہ حصہ اصلاً دبئی سے آمدہ ایک سوال کے جواب پر مشتمل ہے۔علاوہ ازیں ضمیمہ۔۱اور ضمیمہ۔۲میں دو مزید سوالات کے جواب ہیں جن میں قبور پر پھول ڈالنے اور ڈاڑھی کے مسائل بیان کیے گئے ہیں۔حصہ دوّم میں بھی فروعی مسائل میں نوعیت اختلاف کی وضاحت کرتے ہوئے، مسلک اعتدال کی نشاندہی کی گئی ہے اور فقہ حنفی کے مؤقف کی مدلّل تشریح کی گئی ہے۔یہ حصہ ابوظہبی سے آمدہ ایک سوال کے جواب پر مشتمل ہے۔اس کا انگریزی ترجمہ بھی شائع شدہ ہے۔

مفتی محمد فیض احمد اویسی (۱۹۳۲ء۔۲۰۱۰ء) ضلع رحیم یار خان کے ایک گاؤں (موجودہ نام حامد آباد) میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم اپنے والد مولانا نور احمد سے حاصل کی۔بعد ازاں مختلف اساتذہ سے درس نظامی کی کتب پڑھیں۔۱۹۵۲ء/۵۳ء میں جامعہ رضویہ مظہر اسلام، لائل پور سے دورۂ حدیث مکمل کیا۔۱۹۵۲ء میں حامد آباد میں دارالعلوم منبع الفیوض کا اجراء کیا۔۱۹۶۳ء میں بہاولپور میں جامعہ اویسیہ رضویہ قائم کیا۔جہاں آخر دم تک مفتی اویسی درس و تدریس کے ساتھ ساتھ افتاء کی ذمہ داریاں بھی نبھاتے رہے۔آپ کا انتقال بہاولپور میں ہوا اور آپ کو جامعہ اویسیہ رضویہ کے احاطہ میں سپردِ خاک کیا گیا۔

مفتی فیض احمد اویسی نے فن فتویٰ نویسی کا شوق، مولانا سراج احمد خانپوری (۱۸۸۶ء۔۱۹۷۲ء) اور عملی تربیت مولانا سردار احمد لائلپوری سے اپنے دورِ طالب علمی کے دوران حاصل کی۔

Marfat.com

مفتی اویسی کے ہزاروں کی تعداد میں فتاویٰ مختلف مجلدات میں محفوظ ہیں۔ جن میں سے اعتقادات سے متعلق ۱۹۶ سوالات کے جواب، **فتاویٰ اویسیہ**[169] (جلد اوّل) کی صورت میں شائع شدہ ہیں۔ غیر ضروری بحث اور طوالت سے گریز کرتے ہوئے، قرآن مجید، احادیث، کتب تفاسیر و فقہ کے حوالوں سے مزیّن یہ جوابات عموماً مختصر ہیں۔ جبکہ بعض طویل بھی ہیں۔ استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتٰی کا نام موجود ہے جبکہ جائے سکونت بھی بعض کے ساتھ درج ہے۔ اسی طرح تاریخ بعض فتاویٰ کے آخر میں درج ہے۔

قرآن مجید اور سنت نبوی کی روشنی میں جدید مسائل کے حل، مفتی فیض احمد اویسی نے **جدید مسائل کے شرعی احکام**[170] میں بیان کیے ہیں۔ اس مجموعہ میں بھی درج فتاویٰ عموماً مختصر اور سہل انداز میں بیان ہوئے ہیں۔ استفتاء کی عبارت کے ساتھ، بعض مقامات پر مستفتٰی کا نام اور جائے سکونت درج ہے۔ جبکہ تاریخ بعض فتاویٰ کے آخر میں درج ہے۔ چند استفتاء برطانیہ سے بھی آئے ہیں۔ عقائد اور ارکانِ اسلام سے متعلق مسائل کا مختصر بیان **کارآمد مسائل**[171] میں کیا گیا ہے۔

مفتی محمد جلال الدین احمد امجدی (۱۹۳۳ء۔ ۲۰۰۱ء) اوجھا گنج ضلع بستی (اب ضلع سدھارتھ نگر)، یوپی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے حصول کے بعد، مزید دینی علوم وفنون کی تعلیم کے لیے مدرسہ شمس العلوم، ناگپور میں داخل ہوئے اور ۱۹۵۲ء میں درس نظامی کی تکمیل کر کے سند فراغت حاصل کی۔ بعد از فراغت، درس وتدریس کے سلسلے کا آغاز کیا۔ مختلف مدارس میں پڑھانے کے بعد، ۱۹۵۶ء میں دارالعلوم اہل سنت فیض الرسول، براؤں شریف ضلع بستی (۱۹۳۵ء) سے بطور مفتی اور مدرس کے منسلک ہو گئے اور تادم واپسیں صدر مفتی کی حیثیت میں دین کی خدمت کرتے رہے۔ آپ کا انتقال اوجھا گنج میں ہوا اور وہیں آپ کو سپردِ خاک کیا گیا۔

مفتی محمد جلال الدین امجدی نے پہلا فتویٰ ۱۹۵۷ء میں دیا۔ اپنی وفات تک آپ ہزاروں فتاویٰ جاری کر چکے تھے۔ آپ کے اکثر فتاویٰ ماہنامہ **فیض الرسول** (براؤں شریف) کے مختلف شماروں میں شائع ہوتے رہے۔ آپ کے جاری کردہ فتاویٰ کا انتخاب مع دارالافتاء دارالعلوم اہل سنت فیض الرسول، براؤں شریف کے مختلف علماء کے جاری کردہ فتاویٰ کا مجموعہ **فتاویٰ فیض**

Marfat.com

الرسول [172] کے نام سے دو جلدوں میں شائع شدہ ہے۔اس کی جلد اوّل میں ۱۰۱۲ فتاویٰ شامل ہیں۔جن میں سب سے زیادہ فتاویٰ مفتی امجدی کے ہیں۔ان کے علاوہ دیگر علماء کے تراسی فتاویٰ شامل ہیں۔جن میں مولانا بدرالدین احمد رضوی (۱۹۲۹ء۔۱۹۹۲ء) کے چوالیس فتاویٰ ہیں۔جلد دوّم میں کل ۹۹۵ فتاویٰ ہیں۔جن میں بھی مفتی امجدی کے فتاویٰ سب سے زیادہ ہیں۔دیگر علماء کے چوہتر فتاویٰ ہیں اور ان چوہتر فتاویٰ میں مولانا بدرالدین رضوی کے چوبیس فتاویٰ ہیں۔**فتاویٰ فیض الرسول** میں عقائد، معاملات اور زندگی کے تقریباً ہر شعبہ سے متعلقہ مسائل کے بارے میں فتاویٰ موجود ہیں۔فتاویٰ میں قرآن مجید، احادیث نبوی اور مختلف فقہی کتب کے حوالے کثرت سے موجود ہیں۔استفتاء کی عبارت کے ساتھ، مستفتی کا نام اور جائے سکونت درج ہے۔جبکہ تاریخ اکثر فتاویٰ کے آخر میں درج ہے۔

فتاویٰ فیض الرسول کی دونوں جلدوں میں سے کچھ فتاویٰ منتخب کر کے، مفتی جلال الدین امجدی کے چند نئے فتاویٰ کے ساتھ ان کو شامل کر کے **فتاویٰ برکاتیہ** [173] کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔یہ مجموعہ **فتاویٰ فیض الرسول** جلد سوّم کے نام سے بھی معروف ہے۔[174] اس میں ۴۴۳ فتاویٰ ہیں۔جو سب کے سب مفتی امجدی کے ہیں۔**فتاویٰ برکاتیہ** کی ترتیب، مفتی امجدی کے صاحبزادے مولانا محمد ابرار احمد امجدی اور مولانا محمد شمس الحق قادری نے کی ہے۔سلسلہ برکاتیہ نوریہ رضویہ امجدیہ کے بزرگ سیّد شاہ برکت اللہ (۱۶۶۰ء۔۱۷۲۹ء) کی نسبت سے اس مجموعہ کا نام **فتاویٰ برکاتیہ** رکھا گیا۔

فتاویٰ فقیہ ملت [175] (دو جلدیں) میں مفتی جلال الدین امجدی کے اپنے اور ان کے بعض تصدیق شدہ فتاویٰ درج ہیں۔جن میں جدید مسائل کا شرعی حل اور فرق مخالف کا دلائل اور براہین سے رد کیا گیا ہے۔علاوہ ازیں، عقائد، ارکان اسلام اور معاملات سے متعلق بھی فتاویٰ موجود ہیں۔اکثر استفتاء کے ساتھ مستفتی کا نام اور جائے سکونت موجود ہے جبکہ تاریخ، فتویٰ کے آخر میں درج ہے۔اس مجموعہ میں ساڑھے چھ سو سے زاید فتاویٰ موجود ہیں۔

مفتی محمد جلال الدین امجدی کے مختلف مسائل پر آٹھ فتاویٰ کا مجموعہ **ضروری مسائل** [176]

Marfat.com

کے نام سے بھی شائع شدہ ہے۔ **انوارِ شریعت**[177] میں مفتی امجدی نے آسان زبان میں سوالاً جواباً صورت میں عقائد، عبادات اور نکاح وطلاق سے متعلقہ مسائل کا حل بیان کیا ہے۔ **انوارِ شریعت** کا انگریزی ترجمہ بھی شائع شدہ ہے۔

مولانا گوہر رحمان (۱۹۳۶ء۔۲۰۰۳ء) گاؤں چھراسی درۂ شونگلی ضلع مانسہرہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر سے حاصل کرنے کے بعد، ضلع مانسہرہ، ضلع اٹک، مردان اور ضلع پشاور کے مختلف مدارس سے مزید دینی تعلیم اور درس نظامی کی سند حاصل کی۔ ۱۹۵۱ء میں فارغ التحصیل ہونے کے بعد، ضلع مردان کے چند مقامات پر تدریس کا آغاز کیا۔ کچھ عرصہ راولپنڈی اور لائل پور کے مدارس میں بھی مدرس رہے۔ ۱۹۵۸ء میں مستقل طور پر مردان منتقل ہو گئے۔ جہاں جنوری ۱۹۶۷ء میں مدرسہ تفہیم القرآن قائم کیا اور درس وتدریس کے ساتھ فتاویٰ بھی دینے شروع کیے۔ آپ کا انتقال مردان میں ہوا اور مدرسہ تفہیم القرآن کے احاطہ میں سپردِ خاک کیے گئے۔

مولانا گوہر رحمان سے پوچھے گئے ۱۶۵ سوالات کے جوابات اور تفسیر، فقہ اور سیاسیات سے متعلق آٹھ دیگر مقالات پر مشتمل تفہیم المسائل (حصہ اوّل)[178] شائع شدہ ہے۔ جبکہ حصہ دوّم[179] میں معاشی مسائل سے متعلق سترہ سوالات کے جوابات اور چھ طویل مقالات درج ہیں۔ تفہیم المسائل کے حصہ سوم[180] اور چہارم[181] میں تفسیر وتاویل آیات قرآنی، تخریج وتشریح احادیث نبوی، فقہی، معاشی اور سیاسی مسائل سے بحث کی گئی ہے۔ جبکہ حصہ پنجم[182] میں مختلف عناوین پر تحقیقی مقالات شامل ہیں۔ بعض سوالات کے ساتھ مستفتی کا نام، جائے سکونت اور تاریخ درج ہے۔ مولانا گوہر رحمان کے بعض فقہی رسائل الگ سے بھی شائع شدہ ہیں۔

صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خاں نعیمی (۱۹۳۹ء۔۲۰۰۴ء) اوجھیانی، ضلع بدایوں میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی دینی تعلیم اپنی والدہ سے حاصل کی جبکہ درس نظامی، ڈھائی سالہ نصاب مفتی اور ایک سالہ نصاب مفتی اعظم کی تکمیل اپنے والد مفتی احمد یار خاں نعیمی سے کی۔ اٹھارہ سال کی عمر میں پہلا فتویٰ دیا۔ ۱۹۵۷ء سے لے کر ۱۹۸۲ء تک مدرسہ غوثیہ نعیمیہ، گجرات میں بحیثیت صدر مدرس اور مفتی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ بعد ازاں مستقل طور پر برطانیہ چلے گئے۔ جہاں پر خطابت اور درس و

Marfat.com

تدریس کے علاوہ فتویٰ نویسی بھی کرتے رہے۔آپ کا انتقال لندن میں ہوا اور تدفین جامعہ غوثیہ نعیمیہ، گجرات کے احاطہ میں ہوئی۔

صاحبزادہ اقتدار احمد خاں نعیمی سے پاکستان اور بیرون پاکستان سے عام مسلمانوں اور مختلف عدالتوں نے جو فتاویٰ طلب کیے، ان کا مجموعہ پانچ جلدوں میں **العطایا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ**[۱۸۳] کے نام سے شائع شدہ ہے۔اس مجموعۂ فتاویٰ میں عقائد، معاملات، رد فرق مخالف کے علاوہ زندگی کے تقریباً ہر مسئلہ پر طویل اور مختصر، لیکن مضبوط دلائل کے ساتھ فتاویٰ موجود ہیں۔صاحبزادہ نعیمی پیش کردہ استفتاء کے جواب میں پہلے مختصراً فتویٰ تحریر کرتے ہیں۔بعد ازاں اس کے حق میں تفصیلی دلائل بیان کرتے ہیں اور فرق مخالف کا مدلل رد بھی کرتے ہیں۔فتاویٰ میں صاحبزادہ نعیمی نے ذاتی محنت اور تحقیق سے جوابات دیے ہیں۔تاہم ان میں قرآن مجید، احادیث نبوی، اقوال و افعال صحابہ کرامؓ اور مستند فقہی کتب کے حوالے بھی موجود ہیں۔بعض استفتاء میں مستفتی کا نام، جائے سکونت اور تاریخ موجود ہے۔صاحبزادہ نعیمی کے بعض فتاویٰ الگ سے کتابی صورت میں بھی شائع ہوئے ہیں۔

مختلف علماء کی کتب کے مطالعہ کے دوران قارئین کو جو فقہی، علمی اور ادبی عبارات کے سمجھنے میں مشکلات پیش آئیں اور انہوں نے ان اشکال کو دور کرانے کے لیے صاحبزادہ نعیمی سے رابطہ کیا اور ان عبارات کے بارے میں استفتاء بھیجے۔ان کے جواب میں قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں دیے جانے والے فتاویٰ **تنقیدات علی مطبوعات**[۱۸۴] میں شامل ہیں۔

مفتی محمد اسحٰق نظیری (۱۹۴۲ء۔۲۰۰۵ء) بمقام اوچھا، مظفر آباد، آزاد کشمیر میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم کے بعد مختلف مقامات پر علمائے کرام سے اکتساب فیض کیا۔تاہم اسنادِ فراغت دار العلوم جامعہ نعیمیہ، لاہور (۱۹۵۳ء) اور دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف، ہند، لاہور سے حاصل کیں۔بعد ازاں لاہور اور راولپنڈی کے مختلف مدارس میں درس و تدریس کرتے رہے۔ساتھ ہی خطابت کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔کچھ عرصہ پاکستان آرمی میں بھی خطیب رہے۔دسمبر ۱۹۷۲ء میں جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم، اسلام آباد (اب جامعہ اسلامیہ نظیریہ) اور ۱۹۹۳ء

Marfat.com

میں جامعہ اسلامیہ نظیریہ، بانڈی شریف، مظفر آباد قائم کیے۔ مفتی نظیری تادمِ واپسیں اسلام آباد کے مدرسہ میں درس وتدریس، افتاء اور خطابت کی ذمہ داریاں سنبھالے رہے۔ آپ کا انتقال اسلام آباد میں ہوا۔ جبکہ تدفین بانڈی شریف میں ہوئی۔

مفتی محمد اسحٰق نظیری کے عقائد، ارکانِ اسلام، معاملات اور بعض دیگر مسائل پر مشتمل فتاویٰ کا مجموعہ، **فتاوائے نظیریہ** کے نام سے شائع شدہ ہے۔[۱۸۵] جس کی ترتیب وتدوین ڈاکٹر نور حکیم جیلانی نے کی ہے۔ اس مجموعہ کا نام پیر خواجہ نظیر احمد (م۔۱۹۶۰ء) موہڑہ شریف، مری کے نام پر رکھا گیا ہے۔

مفتی محمد اسحٰق نظیری نے انتہائی سہل اور دلنشین اندازِ تحریر اور طرزِ استدلال کا استعمال کرتے ہوئے، بہت سے نزاعی اور مبہم مسائل کے حل کو عام فہم بناتے ہوئے، ان کے حوالے سے درپیش الجھاؤ کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے۔ **فتاوائے نظیریہ** میں شامل بعض فتاویٰ طویل ہیں۔ جبکہ اکثر مختصر ہیں۔ قدیم وجدید مسائل پر مشتمل ان فتاویٰ میں قرآن مجید، احادیث اور فقہِ حنفی کے معتبر ومستند مراجع سے استفادہ کیا گیا ہے۔ پاکستان کے علاوہ بعض استفتاء برطانیہ اور کویت سے بھی آئے ہیں۔ مجموعہ میں بعض دیگر مفتیانِ کرام کے فتاویٰ بھی موجود ہیں۔ جن کی تصدیق مفتی نظیری نے کی ہے۔ جبکہ مفتی نظیری کے بعض فتاویٰ پر دیگر مفتیانِ کرام کی تصدیق موجود ہے۔ اکثر استفتاء کے ساتھ سائل کا نام، جائے سکونت جبکہ تاریخ بعض کے ساتھ درج ہے۔

مفتی حبیب اللہ مظاہری (م۔۱۹۹۱ء) منگڈو ضلع اکیاب، برما میں پیدا ہوئے۔ آپ مدرسہ مظاہر علوم، سہارن پور سے فارغ التحصیل تھے۔ ان کے فتاویٰ کا مجموعہ **فتاویٰ حبیبیہ**[۱۸۶] کے نام سے شائع شدہ ہے۔ جس پر نظر ثانی اور اصلاح کا کام مفتی محمد عبد السلام چاٹگامی نے کیا ہے۔ **فتاویٰ حبیبیہ** میں قدیم وجدید مسائل کا حل پیش کیا گیا ہے۔ مجموعہ میں شامل فتاویٰ مختصر ہیں۔ استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام، جائے سکونت اور تاریخ درج نہیں۔

مفتی غلام رسول گجراتی (م۔۲۰۱۰ء) ڈینگرانوالی، تحصیل پھالیہ ضلع گجرات (اب ضلع

Marfat.com

منڈی بہاء الدین) کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ دینی تعلیم سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد، کچھ عرصہ جامعہ غوثیہ، لالہ موسیٰ ضلع گجرات میں تدریس کرتے رہے۔ ۱۹۵۹ء کے آخر میں دارالعلوم نقشبندیہ، علی پور سیداں (۱۹۱۶ء) ضلع سیالکوٹ (اب ضلع نارووال) میں مدرس ہو گئے جہاں تدریس کے علاوہ پاکستان اور بیرون پاکستان سے آمدہ استفتاء کے جوابات بھی دیتے رہے۔ مفتی گجراتی ۱۹۸۵ء میں برطانیہ چلے گئے۔ برمنگھم کی جامع مسجد مہر ملت میں امامت وفتویٰ نویسی کرتے رہے۔ آپ کا انتقال لندن میں ہوا تاہم تدفین اپنے آبائی وطن میں ہوئی۔

مفتی غلام رسول گجراتی کے بعض فتاویٰ، ماہنامہ **انوار الصوفیہ** (سیالکوٹ، قصور، لاہور) میں شائع ہوتے رہے۔ ان کے علاوہ مفتی گجراتی کے بعض فتاویٰ دو جلدوں میں **فتاویٰ جماعتیہ**[۱۸۷] کے نام سے شائع شدہ ہیں۔ ان فتاویٰ میں مفتی گجراتی نے قرآن مجید، احادیث نبوی اور فقہی کتب کے حوالوں سے ارکان اسلام، عقائد اور معاملات سے متعلق استفتاء کے جوابات دیے ہیں۔ **فتاویٰ جماعتیہ** میں درج بعض فتاویٰ مختصر ہیں جبکہ بعض طویل ہیں۔ استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام اور جائے سکونت درج ہے۔ جبکہ تاریخ بعض فتاویٰ پر درج ہے۔

مفتی غلام رسول گجراتی نے دارالعلوم قادریہ جیلانیہ، والتھم سٹو، لندن اور ۱۹۸۵ء کے آخر میں قائم شدہ سنی حنفی شرعی کونسل کے رکن مفتی کے طور پر، جو فتاویٰ دیے، وہ **فتاویٰ برطانیہ**[۱۸۸] کے نام سے شائع شدہ ہیں۔ ارکان اسلام، عقائد اور معاملات سے متعلق ان فتاویٰ میں قرآن مجید، احادیث نبوی اور فقہی کتب کے حوالے کثرت سے ملتے ہیں۔ قدیم وجدید مسائل سے متعلق یہ فتاویٰ قابل فہم زبان اور انداز میں دیے گئے ہیں جن میں اکثر طویل ہیں جبکہ بعض مختصر۔ اردو کے علاوہ چند عربی فتاویٰ بھی موجود ہیں۔ یہ فتاویٰ زیادہ تر یورپ میں مقیم ایشیائی مسلمانوں کو یورپی تہذیب وتمدن میں درپیش مشکلات کے تناظر میں دیے گئے ہیں۔ اکثر استفتاء کے ساتھ مستفتی کا نام اور جائے سکونت درج ہے۔

مفتی عبدالمنان اعظمی نومبر ۱۹۲۵ء میں مبارک پور ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تا انتہا مکمل تعلیم مدرسہ مصباح العلوم، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ (جنوری ۱۹۳۵ء)] (اب

Marfat.com

الجامعہ الاشرفیہ، مبارک پور، (مئی ۱۹۷۲ء)] سے حاصل کر کے، اگست ۱۹۴۷ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ بعد ازاں چند سال مدرسہ اہل سنت انوار العلوم، تلسی پور، گونڈہ میں مدرس رہے۔ ۱۹۵۵/۵۶ء میں الجامعہ الاشرفیہ آ گئے۔ جہاں کچھ ہی عرصہ بعد، مسند افتاء کی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ رئیس المدرسین اور شیخ الجامعہ ہو گئے۔ ۱۹۸۳/۸۴ء میں جامعہ شمس العلوم، گھوسی چلے گئے جہاں ہنوز شیخ الحدیث وافتاء کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

مفتی عبدالمنان اعظمی نے ۱۹۵۵/۵۶ء سے فتوی نویسی کا آغاز کیا۔ آپ کے کئی فتاوی محفوظ نہ کیے جا سکے۔ جو فتاوی مئی ۲۰۰۵ء تک محفوظ رہ سکے، ان کو **فتاوی بحر العلوم** ۱۸۹ کے نام سے چھ جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔ جن کی ترتیب مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی صدر المدرسین جامعہ نوریہ رضویہ، باقر گنج، بریلی نے کی۔ جبکہ تخریج وتحقیق میں مولانا حنیف خاں رضوی کی مدد مولانا عبدالسلام رضوی استاذ جامعہ نوریہ رضویہ، باقر گنج اور مولانا محمد حسیب رضا خاں نے کی ہے۔

فتاوی بحر العلوم میں قرآن مجید، احادیث، آثار صحابہؓ اور کتب فقہ سے بادلائل عقائد، ارکان اسلام، ردفرق مخالف سے متعلق قدیم وجدید مسائل کا حل بیان کیا گیا ہے۔ مجموعہ میں درج بعض فتاوی مختصر ہیں جبکہ اکثر طویل ہیں۔ مفتی عبدالمنان اعظمی کے بعض فتاوی پر مولانا شاہ عبدالعزیز مرادآبادی (۱۸۹۴/۹۵ء۔۱۹۷۶ء) بانی الجامعہ الاشرفیہ اور مولانا حافظ عبدالرؤف بلیاوی نائب شیخ الحدیث کی تصدیقات موجود ہیں۔ **فتاوی بحر العلوم** میں چند فتاوی مولانا عبدالعزیز مرادآبادی کے بھی ہیں۔

فتاوی بحر العلوم میں شامل اکثر استفتاء کے ساتھ مستفتی کا نام، جائے سکونت اور تاریخ درج ہے۔ جبکہ بعض فتاوی کے آخر میں بھی تاریخ درج ہے۔ بھارت کے علاوہ پاکستان اور سرینام سے بھی چند استفتاء آئے ہیں۔ مفتی اعظمی کے مختلف فقہی مسائل پر کئی رسائل بھی شائع شدہ ہیں۔

مفتی محمد تقی عثمانی دیوبند میں ۱۹۴۳ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کو فن افتاء سے دلچسپی، گھریلو ماحول کی وجہ سے ہوئی۔ انہوں نے طالب علمی کے زمانہ سے ہی فتوی نویسی کی ابتدا کر دی تھی۔ مفتی

Marfat.com

رشید احمد لدھیانوی اور اپنے والد مفتی محمد شفیع کی زیر نگرانی مسائل کے استخراج اور فتویٰ نویسی کی مشق کی۔فروری ۱۹۶۰ء میں پہلا باقاعدہ فتویٰ دیا، جس کی اصلاح والد نے کی۔جامعہ دارالعلوم کراچی کے ادارہ، التخصص فی الفقہ میں بھی خدمات سرانجام دیتے رہے۔۱۹۷۶ء میں اپنے والد کی وفات کے بعد، مفتی عثمانی نے جامعہ کے دارالافتاء کی مستقل ذمہ داری بھی سنبھال لی۔

مفتی محمد تقی عثمانی کے جاری کردہ پچاس سالہ فتاویٰ کے انتخاب کا مجموعہ، **فتاویٰ عثمانی**[۱۹۰] کے نام سے شائع شدہ ہے۔جس کی ترتیب وتخریج، جامعہ دارالعلوم کراچی کے استاذ مولانا محمد زبیر حق نواز نے کی ہے۔مفتی عثمانی کے فتاویٰ، جامعہ کے رجسٹروں میں محفوظ تھے، تاہم ان کے کئی فتاویٰ ضائع ہو چکے ہیں۔مفتی عثمانی، ماہنامہ البلاغ (کراچی) میں ''آپ کے مسائل'' کے عنوان کے تحت، جو فتاویٰ دیتے رہے، وہ بھی اس مجموعہ میں شامل ہیں۔

فتاویٰ عثمانی میں فتاویٰ کو موضوعات کے اعتبار سے الگ الگ کر کے، فقہی ابواب کی ترتیب کے مطابق درج کیا گیا ہے۔اعتقادات، ارکان اسلام، معاملات اور ردفرق مخالف کے بارے میں فتاویٰ موجود ہیں۔جن میں قرآن مجید، احادیث نبوی اور کتب فقہ کے حوالے باکثرت دیئے گئے ہیں۔مجموعہ میں شامل اکثر فتاویٰ مختصر ہیں۔مفتی عثمانی کے فتاویٰ میں تحقیق اور اعتدال کا وصف نمایاں ہے۔تاہم بعض جگہ مناظرانہ رنگ غالب ہے۔قدیم مسائل کے ساتھ ساتھ، جدید مسائل پر بھی فتاویٰ موجود ہیں۔اکثر فتاویٰ پر علمائے دیوبند کی تصدیقات موجود ہیں۔پاکستان اور بیرون پاکستان سے آنے والے استفتاء کے جواب میں اردو کے علاوہ عربی اور فارسی میں بھی چند فتاویٰ موجود ہیں۔بعض استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام اور جائے سکونت درج ہے۔جبکہ تاریخ، فتاویٰ کے آخر میں درج ہے۔

مفتی محمد تقی عثمانی کے بعض مضامین اور مقالات پر مشتمل، **فقہی مقالات**[۱۹۱] چار جلدوں میں شائع شدہ ہیں۔ان میں زیادہ تر وہ مقالات شامل ہیں جو مفتی عثمانی مختلف فقہی سیمینارز میں پڑھتے رہے ہیں۔ان کی جمع وتدوین اور بعض عربی مقالات کا اردو ترجمہ محمد عبداللہ میمن نے کیا ہے۔تاہم ان پر نظر ثانی مفتی عثمانی نے خود کی ہے۔اس مجموعہ میں شامل مقالات اور مضامین قدیم

Marfat.com

مسائل کے علاوہ بعض جدید مسائل سے بھی بحث کرتے ہیں۔ ہمارے عائلی مسائل [۱۹۲] میں مفتی عثمانی نے پوتے کی میراث، تعدادِ ازدواج، احکام طلاق اور نکاح کے لیے عمر کی حد جیسے عائلی مسائل سے بحث کی ہے۔

مفتی محمد عبدالقیوم خان ہزاروی ۱۹۴۴ء میں اوگرہ، مانسہرہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۵ء میں جامعہ نعمانیہ، لاہور سے فارغ التحصیل ہوئے۔ بعد ازاں لاہور کے مختلف دینی مدارس میں تدریس کے ساتھ ساتھ افتاء کی جزوی ذمہ داریاں بھی نبھاتے رہے۔ اگست ۱۹۸۹ء میں جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن، لاہور (اگست ۱۹۸۶ء) کے شیخ الفقہ والتفسیر ہو گئے۔ علاوہ ازیں مفتی ہزاروی ادارۂ منہاج القرآن، لاہور (اکتوبر ۱۹۸۰ء) کے شعبۂ افتاء کے سربراہ بھی ہو گئے اور آجکل بھی اسی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ کے پاس پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک سے بھی استفتاء آتے ہیں۔ مفتی ہزاروی کی معاصر حالات و واقعات اور ظروف و احوال پر گہری نظر ہے۔ جس کے باعث ان کی سوچ میں وسعت اور جدّت ہے۔ مفتی ہزاروی فقہ حنفی کے دائرہ فکر کے اندر رہتے ہوئے، الدّین یسر کے قائل ہیں۔ اس لیے ان کی علمی تحقیق دور جدید کے تقاضوں سے کافی حد تک ہم آہنگ ہے۔ تاہم وہ اپنے فتاویٰ میں قرآن مجید اور سنت نبوی سے بھی استدلال کرتے ہیں اور نصوص شریعہ سے مسائل کا استنباط بھی کرتے ہیں اور مفتی بہ اقوال کو اختیار کرتے ہیں۔

مفتی عبدالقیوم ہزاروی کے فتاویٰ کا مجموعہ **منہاج الفتاویٰ** [۱۹۳] پانچ جلدوں میں شائع شدہ ہے۔ جلد اوّل کتاب العقائد، جلد دوّم کتاب العبادت، جلد سوّم کتاب النکاح والطلاق، جلد چہارّم کتاب الاموال والحدود جبکہ جلد پنجم متفرق مسائل پر مشتمل ہے۔ **منہاج الفتاویٰ** میں درج فتاویٰ عموماً مختصر ہیں لیکن جامع اور مدلّل ہیں۔ فتاویٰ کے آغاز میں مختصر شرعی حکم لکھنے کے بعد، اس کے حق میں تفصیلی دلائل دیے گئے ہیں۔ بعض استفتاء کے ساتھ مستفتی کا نام اور جائے سکونت درج ہے تاہم تاریخ درج نہیں۔

مفتی منیب الرحمٰن ۱۹۴۵ء میں موضع نمبل تحصیل اوگی، ضلع مانسہرہ میں پیدا ہوئے۔

Marfat.com

ابتدائی تعلیم گھر سے حاصل کی۔ بعد ازاں جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور (مئی ۱۹۵۶ء) اور دار العلوم امجدیہ، کراچی میں زیرِ تعلیم رہے۔ درس نظامی اور دورۂ حدیث کی تکمیل کے علاوہ فاضل عربی، بی۔ایڈ، ایم۔اے معارف اسلامیہ اور ایل ایل بی کے امتحانات پاس کیے۔ کراچی کے مختلف کالجز اور دینی مدارس میں تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آج کل دار العلوم نعیمیہ، کراچی (نومبر ۱۹۷۵ء) کے مہتمم ہیں۔

روزنامہ ایکسپریس (کراچی) کے جمعہ ایڈیشن میں ہفتہ وار کالم کے ذریعے، مفتی منیب الرحمٰن قارئین کے ارسال کردہ دینی سوالات کے جو جوابات دیتے رہے، وہ **تفہیم المسائل**[194] کے نام سے چار جلدوں میں شائع شدہ ہیں۔ **تفہیم المسائل** میں عقائد، احکام بابت ارکان اسلام اور معاملات سے متعلق فتاویٰ عام صحافتی انداز سے ہٹ کر دیے گئے ہیں کیونکہ ان میں مختصراً دلائل اور حوالے بھی بیان کیے گئے ہیں اور ساتھ ہی مفتی منیب الرحمٰن کے بعض مستقل فتاویٰ بھی شامل اشاعت کیے گئے ہیں۔ استفتاء کے ساتھ مستفتی کا نام اور جائے سکونت درج ہے تاہم تاریخ درج نہیں۔ زیادہ تر استفتاء کراچی سے ہیں۔ مفتی منیب الرحمٰن دسمبر ۲۰۰۸ء تک، پندرہ سو سے زائد فتاویٰ جاری کر چکے تھے۔

مفتی محمد عبد السلام چاٹگامی ۱۹۴۶ء میں نلدیہ قریہ ضلع چاٹگام، صوبہ بنگال (اب بنگلہ دیش) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے قصبہ سے حاصل کی۔ مختلف مدارس میں زیر تعلیم رہنے کے بعد، جامعہ اسلامیہ بابونگر، چاٹگام میں داخل ہوئے اور یہیں سے درس نظامی کی تکمیل کی۔ ۱۹۶۸ء میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی سے دورۂ حدیث کی تکمیل کی۔ یہیں سے تخصص فی الافتاء کا نصاب بھی مکمل کیا۔ ۱۹۷۱ء میں اسی مدرسہ میں مدرس مقرر ہو گئے۔ تدریس کے ساتھ ساتھ فتویٰ نویسی کی خدمات بھی سرانجام دینا شروع کیں اور تا حال اسی حیثیت میں دینی اور علمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

مفتی عبد السلام چاٹگامی کے علمی اور تحقیقی فتاویٰ اور مقالات کا انتخاب **جواہر الفتاویٰ**[195] کے نام سے تین جلدوں میں شائع شدہ ہے۔ جن کی ترتیب و تصحیح مولانا مفتی محمد انعام الحق چاٹگامی

Marfat.com

اور مولانا محمد کفایت اللہ سندیپی نے کی ہے۔ مفتی چاٹگامی کے فتاویٰ قدرے طویل ہیں اور ان میں قرآن مجید، احادیث نبوی اور کتب فقہ کے حوالے بہ کثرت موجود ہیں۔ یہ فتاویٰ عمومی مسائل کی بجائے، خصوصی نوعیت کے جدید مسائل سے متعلق ہیں۔ مفتی چاٹگامی کے تقریباً ہر فتوی پر دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ کے رئیس مفتی ولی حسن ٹونکی (۱۹۲۴ء۔ ۱۹۹۵ء)، مدیر جامعہ مفتی احمد الرحمٰن (۱۹۳۹ء۔۱۹۹۱ء) اور جامعہ کے دیگر مفتی حضرات کی تصدیقات موجود ہیں۔ بعض فتاویٰ پر بنگلہ دیش اور بھارت کے علماء کی تصدیقات بھی موجود ہیں۔ بعض استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام، جگہ اور تاریخ درج ہے۔

صاحبزادہ محمد عبدالمالک چشتی 1951ء کو میانوالی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر سے حاصل کرنے کے بعد، ۱۹۶۵ء میں مدرسہ جامعہ مظفریہ رضویہ ،واں بھچراں میں داخل ہوئے۔ شہادۃ العالمیۃ اور دورۂ تفسیر القرآن علامہ عطا محمد بندیالوی (۱۹۱۵ء۔۱۹۹۹ء) سے پڑھا۔ جبکہ دیگر علوم عقلیہ ونقلیہ کی سند فراغت، ۱۹۷۵ء میں جامعہ رضویہ مظہر اسلام، لائل پور سے حاصل کی۔ بعد ازاں مدرسہ جامعہ اکبریہ (۸۷ء/۱۸۸۶ء)، میانوالی میں درس و تدریس اور فتوی نویسی کا آغاز کیا جس کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

مدرسہ جامعہ اکبریہ میں فتوی نویسی کا کام ابتدا ہی سے جاری تھا تاہم اس میں کوئی نظم نہیں تھا نہ ہی جاری شدہ فتاویٰ کا کوئی ریکارڈ موجود تھا۔ صاحبزادہ عبدالمالک نے بطور ناظم اعلیٰ، جامعہ اکبریہ میں ۱۹۹۲ء میں دارالافتاء قائم کیا اور جاری شدہ فتاویٰ کا ریکارڈ مرتب کرانا شروع کیا۔ جنوری ۲۰۰۷ء تک کے جاری شدہ فتاویٰ کا مجموعہ، فتاویٰ اکبریہ (جلد اوّل)[196] شائع شدہ ہے۔ اس مجموعہ کا اصل نام ''اکبر الفتاویٰ المعروف بہ فتاویٰ اکبریہ'' ہے اور اس کی ترتیب وتخریج حافظ محمد علی اعظمی نے کی ہے۔ عقائد، ارکان اسلام اور معاملات سے متعلق ان عام فہم فتاویٰ میں قرآن مجید، احادیث اور کتب فقہ کے حوالے موجود ہیں۔ ان فتاویٰ میں مسلک اہل سنت و جماعت کی حقانیت ثابت کی گئی ہے۔ اکثر استفتاء ضلع میانوالی سے آئے ہیں۔ اکثر استفتاء کے ساتھ مستفتی کا نام اور جائے سکونت درج ہے۔ تاہم تاریخ درج نہیں۔

Marfat.com

مفتی عبدالرسول منصور الازہری ۱۹۵۴ء کو ضلع اوکاڑہ کے ایک گاؤں، چک ۴۹رڈی کلیاں والا میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد، ضلع اوکاڑہ، بوریوالہ، راولپنڈی، میانوالی اور وزیرآباد کے مختلف دینی مدارس سے مروجہ علوم اسلامیہ کی تحصیل کی اور ۱۰ جولائی ۱۹۷۱ء کو فارغ ہوئے۔ تاہم درس و تدریس کا باقاعدہ آغاز ۱۰ دسمبر ۱۹۷۱ء کو کیا۔ جس دوران ضلع خانیوال، بوریوالہ، ہارون آباد اور ساہیوال کے مختلف دینی مدارس میں صدر مدرس، شیخ الحدیث اور ناظم اعلیٰ رہے۔ اگست ۱۹۸۵ء میں مستقل طور پر برطانیہ چلے گئے اور وہاں برمنگھم اور ریڈچ کے دینی مدارس میں درس و تدریس اور افتاء کا کام جاری رکھا۔ اس دوران کچھ عرصہ کے لیے جامعۃ الازہر میں بھی زیر تعلیم رہے۔

مفتی عبدالرسول نے برطانیہ کی مسلم آبادی کے عائلی و دینی مسائل کے حل کے لیے، اسلامک شرعی کونسل کی بنیاد رکھی۔ اس کونسل کے تحت، نہ صرف برطانیہ میں مقیم مسلمانوں، خصوصاً جنوبی ایشیا سے تعلق رکھنے والوں کی، پیش آمدہ مسائل کے حل میں رہنمائی کی جاتی ہے بلکہ مسلمانوں سے متعلقہ مسائل میں، وہاں کی عدالتوں کی بھی رہنمائی کی جاتی ہے۔

مفتی عبدالرسول کے فتاویٰ کا مجموعہ، **فتاویٰ منصوریہ**[197] کے نام سے دو جلدوں میں شائع شدہ ہے۔ جس میں کتاب و سنت اور عقل و فکر کی روشنی میں دقیع اور متین رائے کا اظہار کرتے ہوئے، مسائل عصریہ کا حل پیش کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں بعض قدیم مسائل سے متعلق فتاویٰ بھی موجود ہیں۔ تاہم زیادہ تر عقائد اور فقہی معاملات سے متعلق فتاویٰ ہیں۔ بعض فتاویٰ طویل ہیں، تاہم اکثر مختصر ہیں۔ **فتاویٰ منصوریہ** میں شامل استفتاء برطانیہ اور پاکستان سے آئے ہیں۔ بعض استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام، جائے سکونت اور تاریخ موجود ہے۔ تاہم اکثر فتاویٰ کے آخر میں بھی تاریخ درج ہے۔ مفتی الازہری کے مختلف فقہی عناوین پر چند رسائل الگ سے بھی شائع شدہ ہیں۔

مقالات منصور[198] (حصہ اوّل) میں، مفتی عبدالرسول الازہری نے اسلام اور جدید دور کے مسائل، مثلاً رویت ہلال، مشینی ذبیحہ، طلاق، انسانی کلوننگ کے بارے میں شرعی موقف

Marfat.com

بیان کیا ہے۔

مفتی گل حسن تحصیل سوراب، ضلع قلات، بلوچستان کے علاقہ جیوا میں ۱۹۵۵ء میں پیدا ہوئے۔ ضلع قلات اور ضلع لاڑکانہ کے مختلف مدارس میں زیر تعلیم رہے۔ دورۂ حدیث شریف کی تکمیل جامعۃ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی سے کی۔ بعد ازاں درس و تدریس کے شعبہ سے منسلک ہو گئے۔ اسی دوران جامعہ دار العلوم کراچی سے قاضی کورس بھی مکمل کیا۔ ۱۹۸۸ء میں کوئٹہ میں جامعہ دار العلوم رحیمیہ میں بطور ناظم تعلیمات و مفتی آ گئے اور ہنوز اسی دار العلوم سے منسلک ہیں۔

جامعہ دار العلوم رحیمہ میں ۱۹۹۱ء میں مفتی گل حسن کی نگرانی میں دار الافتاء قائم ہوا جہاں سے اب تک چھ ہزار سے زاہد فتاویٰ جاری ہو چکے ہیں۔ اس دار العلوم میں دار القضاء بھی قائم ہے۔ مفتی گل حسن کے فتاویٰ کا مجموعہ کتاب الفتاویٰ[199] (تین جلدیں) کراچی سے شائع شدہ ہیں۔ جن کی تصحیح و ترتیب مفتی ابوسنید منیر احمد نے کی ہے۔ عقائد، ارکانِ اسلام اور معاملات سے متعلق تقریباً تیرہ سو قدیم و جدید مسائل کے بارے میں عام فہم اور سلیس زبان میں فتاویٰ درج ہیں۔ ان فتاویٰ میں قرآن مجید، احادیث اور کتب فقہ کے اکثر حوالے مع ترجمہ موجود ہیں۔ فتاویٰ میں مختلف فقہاء کی آراء نقل کر کے مفتی بہ قول کی نشاندہی کی گئی ہے۔ ان فتاویٰ میں بعض طویل ہیں جبکہ اکثر مختصر ہیں۔ اردو کے علاوہ چند فتاویٰ عربی اور فارسی میں بھی ہیں۔ استفتاء کی عبارت کو مختصر کر کے اور مستفتی کا نام بدل کر فرضی نام درج کیا گیا ہے۔ جگہ اور تاریخ کو بھی حذف کر دیا گیا ہے۔ بعض فتاویٰ پر علمائے بلوچستان کی تصدیقات بھی موجود ہیں۔ کتاب الفتاویٰ کے علاوہ مفتی گل حسن کی مختلف فقہی موضوعات پر دیگر کتب بھی شائع شدہ ہیں۔

ماہنامہ آستانہ (دہلی) میں مولانا سید زاہد القادری اور دیگر علماء کے جو فتاویٰ شائع ہوتے رہے، ان کو بعد ازاں کتابی صورت میں فتاویٰ آستانہ[200] کے نام سے تین حصوں میں شائع کیا گیا۔ اس مجموعہ میں عقائد، ارکان اسلام اور معاملات سے متعلق آسان اور عام فہم زبان میں فتاویٰ درج ہیں۔ اکثر فتاویٰ مختصر ہیں اسی لیے ان میں دلائل بہت کم بیان ہوئے ہیں۔ استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام اور اس کی جائے سکونت درج ہے۔ تاہم تاریخ درج نہیں۔

Marfat.com

مولانا جیش محمد صدیقی برکاتی، شیخ الحدیث الجامعہ الحنفیہ الغوثیہ، جنک پوردھام، نیپال کے پاس انڈیا اور نیپال سے جو استفتاء آتے تھے، ان کا جواب وہ غایت درجہ غور و فکر کے بعد آیات قرآنی، احادیث نبوی اور اقوال مجتہدین و علماء کی روشنی میں دیتے تھے۔ یہ جوابات مسائل قویہ رجیحہ مفتی بہ اقوال پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ، مبرہن اور مدلل بھی ہوتے تھے۔ مولانا برکاتی کے فتاویٰ کا مجموعہ العطایا الالھیہ فی الفتاوی البرکاتیہ[۲۰۱] المعروف بہ فتاویٰ برکات کے نام سے شائع شدہ ہے۔ اس مجموعہ میں ارکان اسلام اور معاملات سے متعلق فتاویٰ ہیں۔ بعض فتاویٰ فارسی میں بھی ہیں۔ استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام اور جائے سکونت درج ہے۔ تاہم تاریخ بعض فتاویٰ کے آخر میں درج ہے۔

مولانا محمد یوسف اصلاحی ماہنامہ ذکریٰ ڈائجسٹ (رام پور) میں عقائد، تفسیر، احادیث نبوی، عبادات، معاشرتی، معاشی اور عائلی مسائل سے متعلق جن سوالات کے جوابات دیتے رہے، ان سمیت بعض دیگر جوابات پر مشتمل مجموعہ مسائل اور ان کا حل[۲۰۲] شائع شدہ ہے۔ آسان فقہ[۲۰۳] کی دو جلدوں میں بھی مولانا اصلاحی نے زندگی میں درپیش آنے والے تقریباً تمام مسائل کے بارے میں احکام بیان کیے ہیں۔ آسان فقہ کا انگریزی میں بھی ترجمہ ہوا ہے۔

مفتی محمد اعظم رضوی ٹانڈوی، مرکزی رضوی دارالافتاء، بریلی کے مفتی اور دارالعلوم مظہر الاسلام، بریلی میں صدر المدرسین و شیخ الحدیث ہیں۔ ابتدائی دینی تعلیم سے لے کر درس نظامی کی تکمیل مولانا قاضی شمس الدین احمد جونپوری (۱۹۰۵ء۔۱۹۸۰ء) سے کی۔ تینتیس سال تک مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی کی سرپرستی میں رہے۔

مفتی محمد اعظم رضوی نے ہزاروں فتاویٰ جاری کیے۔ ان میں سے اکثر ماہنامہ دامنِ مصطفیٰ (بریلی) میں شائع ہوتے رہے۔ ان کے اکثر فتاویٰ کو دو حصوں میں فتاویٰ دامنِ مصطفیٰ[۲۰۴] کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔ مفتی رضوی کے پاس بھارت کے علاوہ، پاکستان، نیپال، بنگلہ دیش اور سعودی عرب سے بھی استفتاء آتے تھے۔ فتاویٰ کے مآخذ قرآن مجید اور احادیث نبوی کے علاوہ مستند کتب فقہ حنفی ہیں۔ قدیم و جدید مسائل سے متعلقہ فتاویٰ موجود ہیں لیکن ان کو عام فہم بنانے کے

Marfat.com

لیے حوالے بہت کم بیان ہوئے ہیں۔ مجموعہ میں شامل فتاویٰ کی کوئی ترتیب ابواب نہیں۔ مفتی رضوی کے فتاویٰ کو مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی سنتے، مناسب اصلاح اور اضافات کرنے کے علاوہ بعض فتاویٰ پر تصدیقی دستخط بھی کرتے تھے۔ بعض استفتاء کی عبارت کے ساتھ سائل کا نام اور جائے سکونت درج ہے جبکہ تاریخ بعض فتاویٰ کے آخر میں درج ہے۔

مفتی حبیب اللہ قاسمی چمپارنی دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل ہیں۔ چودہ سال تک مدرسہ ریاض العلوم گورینی ضلع جونپور، یوپی میں درس وتدریس اور خطابت کے علاوہ افتاء کی ذمہ داریاں بھی نبھاتے رہے۔ آجکل جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مھذب پور ضلع اعظم گڑھ، یوپی کے بانی مہتمم اور مفتی ہیں۔

مفتی حبیب اللہ قاسمی کے مختلف مسائل زندگی سے متعلق فتاویٰ، مفتی تنظیم عالم قاسمی نے مرتب کیے، جو حبیب الفتاویٰ[۲۰۵] (جلد اوّل) کے نام سے شائع شدہ ہیں۔ مفتی قاسمی نے اپنے فتاویٰ میں ارکان اسلام اور معاملات سے متعلق بحث کرتے ہوئے، مستند کتب کے مفصّل حوالے دیے ہیں اور نظائر کے ساتھ ہر مسئلہ پر، عام فہم اسلوب میں مفصّل بحث بھی کی ہے۔ جس سے چند فتاویٰ طویل بھی ہو گئے ہیں۔ مفتی قاسمی کے بعض فتاویٰ پر دیگر علماء کی تصدیقات بھی موجود ہیں۔ استفتاء کی عبارت کے ساتھ، مستفتی کا نام، جائے سکونت اور تاریخ درج نہیں۔ مفتی قاسمی کے بعض فقہی رسائل الگ سے بھی شائع شدہ ہیں۔

مفتی عبدالواجد قادری نے فتویٰ نویسی کی باقاعدہ ابتداء ۵۷/۱۹۵۶ء میں کی اور تقریباً ایک سال تک مولانا مصطفیٰ رضا خاں سے اصلاح حاصل کرتے رہے۔ آپ بھارت کے مختلف دینی مدارس میں مدرس رہے اور ہر جگہ افتاء کی ذمہ داری بھی آپ پر ہی رہی۔ آپ کے اکثر فتاویٰ ضائع ہو چکے ہیں۔ تاہم ۷۳/۱۹۷۲ء میں جب آپ دارالعلوم المشرقیہ حمیدیہ، دربھنگہ میں نائب مدرس ہوئے اور وہاں کا دارالافتاء مستقل طور پر آپ کی زیر نگرانی آ گیا تو، آپ کے اکثر فتاویٰ کی نقول محفوظ کی جانے لگیں۔ ۱۹۷۹ء میں آپ مولانا ارشد القادری (۱۹۲۴ء۔۲۰۰۲ء) کے قائم کردہ ادارہ شرعیہ، پٹنہ، بہار کے مرکزی دارالافتاء کے صدر الصدور مقرر ہوئے اور ۱۹۸۴ء کے اخیر تک

Marfat.com

خدمات سرانجام دیتے رہے۔ یہاں آپ کے فتاویٰ عوام وخواص میں مقبول ہونے کے علاوہ عدالتوں میں بھی تسلیم کیے جاتے تھے۔ان فتاویٰ کی اکثریت ''فتاویٰ شرعیہ'' کے نام سے محفوظ ہے۔ کچھ عرصہ جامعہ رضویہ منظرِ اسلام، بریلی میں خدمت افتاء سرانجام دینے کے بعد، مفتی عبدالواجد قادری اکتوبر ۱۹۸۵ء میں نیدرلینڈز چلے گئے، جہاں امامت وخطابت کے علاوہ افتاء کی ذمہ داریاں بھی نبھارہے ہیں۔

مفتی عبدالواجد قادری نے تقریباً پچاس سال سے زائد عرصہ، خدمت افتاء کی ہے۔ نیدرلینڈز میں قیام کے دوران آپ نے ہزاروں کی تعداد میں تحریری فتاویٰ دیے۔ ان میں سے محفوظ شدہ فتاویٰ کے انتخاب کا مجموعہ **فتاویٰ یورپ**[۲۰۶] شائع شدہ ہے۔ جسے مولانا محمد سلطان رضا قادری نے مرتب کیا ہے۔اس مجموعہ میں یورپ کے نو پید مسائل کے ۳۰۹ تفصیلی اور ۱۶۸۸ اجمالی اور ضمنی شرعی حل بیان کیے گئے ہیں۔ اگرچہ اس مجموعہ میں زیادہ تر استفتاء یورپ سے آئے ہیں تاہم بعض بھارت سے بھی استفتاء آئے ہیں۔ عقائد، ارکان اسلام اور معاملات سے متعلق استفتاء کے قرآن مجید، احادیث اور کتب فقہ کی روشنی میں آسان اور عام فہم زبان میں جواب دیے گئے ہیں۔ فتاویٰ مجموعی طور پر مختصر ہیں اور بعض پر علمائے ہند کی تصدیقات بھی موجود ہیں۔ بعض استفتاء کے ساتھ مستفتی کا نام، جگہ اور تاریخ درج ہے۔ اکثر فتاویٰ کے آخر میں بھی تاریخ درج ہے۔ فتاویٰ یورپ کے علاوہ مفتی عبدالواجد قادری کے کئی فقہی رسائل بھی شائع شدہ ہیں۔

محمد نبیہ قصاب ثقلینی نے ۱۹۸۱ء سے ۱۹۹۳ء تک، ہندوستان کے مختلف علماء سے اپنی اور دیگر احباب کی اصلاح کے لیے جو فتاویٰ منگوائے، اس کا مجموعہ، **مجموعۂ فتاویٰ**[۲۰۷] شائع شدہ ہے۔اس مجموعہ میں کل ۱۳۹ فتاویٰ ہیں۔ زیادہ تر فتاویٰ قاضی محمد عبدالرحیم بستوی (۱۹۳۵ء۔۲۰۱۰ء) کے ہیں۔ بعض ان کے تصدیق شدہ بھی ہیں۔ دیگر علمائے بریلی کے فتاویٰ بھی شامل ہیں۔ ان فتاویٰ میں دلائل وحوالہ جات عمومی طور پر بیان نہیں ہوئے۔ اس لیے مختصر ہیں اور زبان بھی سادہ ہے۔ عقائد ومعاملات کے متعلق، محمد نبیہ کے علاوہ بعض دیگر احباب کے استفتاء بھی شامل ہیں۔ استفتاء کی عبارت کے ساتھ سائل کا نام اور جائے سکونت موجود ہے، تاہم تاریخ

Marfat.com

درج نہیں۔

مفتی محمد اسماعیل قادری نورانی جامعہ انوار القرآن، گلشنِ اقبال، کراچی میں مدرس اور مفتی ہیں۔ مفتی نورانی جامعہ انوار القرآن کے دارالافتاء سے اگرچہ ۱۹۹۸ء سے وابستہ ہیں تاہم ۲۰۰۲ء سے انہوں نے آزادانہ طور پر فتویٰ نویسی کا آغاز کیا۔ دارالافتاء جامعہ انوار القرآن سے جاری کردہ ان کے فتاویٰ کا مجموعہ، انوار الفتاویٰ کے نام سے شائع شدہ ہے۔[۲۰۸] عقائد، ارکانِ اسلام، معاملات اور ردفرقِ مخالف سے متعلق فتاویٰ میں قرآن مجید، احادیث نبوی اور فقہ حنفی کی متداول کتب کے حوالے موجود ہیں۔ اکثر فتاویٰ مختصر ہیں۔ تمام فتاویٰ شیخ الجامعہ مفتی محمد حسن حقانی (۱۹۳۰ء۔ ۲۰۰۹ء) کے تصدیق شدہ ہیں۔ پاکستان کے علاوہ چند استفتاء ماریشش اور بھارت سے بھی آئے ہیں۔ استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام اور جائے سکونت درج ہے۔ تاہم تاریخ درج نہیں۔

مفتی شیخ فرید صوبہ سرحد اور پنجاب کے مختلف مدارس میں زیر تعلیم رہے۔ ۱۹۸۵ء میں جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور سے سند فراغت حاصل کی۔ ۱۹۹۱ء سے تا حال مظفر آباد میں تحصیل مفتی کے طور پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ عقائد، ارکان اسلام اور معاملات سے متعلق قدیم و جدید مسائل پر مشتمل ان کے منتخب فتاویٰ کا مجموعہ، فتاویٰ فریدیہ شائع شدہ ہے۔[۲۰۹] فتاویٰ میں قرآن مجید، احادیث اور کتب فقہ کے حوالے موجود ہیں۔ بعض فتاویٰ مختصر ہیں جبکہ اکثر طویل ہیں۔ بعض استفتاء کے ساتھ مستفتی کا نام اور جائے سکونت درج ہے۔ تاہم تاریخ فتاویٰ کے آخر میں درج ہے۔

مفتی مہربان علی بڑوتی نے مختلف علمائے دیوبند کے مطبوعہ وغیر مطبوعہ منتخب فتاویٰ کو ملخص اور آسان زبان میں مرتب کیا، جو چار جلدوں میں جامع الفتاویٰ کے نام سے شائع شدہ ہیں۔ بعد ازاں محمد اسحاق ملتانی نے اسی طرز پر مزید چھ جلدوں کو مرتب کیا۔ گیارھویں جلد ان دس جلدوں کی مکمل فہرست پر مشتمل ہے۔[۲۱۰]

۱۸۳۱ء سے بریلی میں قائم شدہ دارالافتاء، ۱۹۸۲ء میں جب مولانا شاہ محمد اختر رضا خاں قادری ازہری کی نگرانی میں آیا تو یہ مرکزی دارالافتاء کے نام سے معروف ہوا۔ جہاں جنوبی ایشیا

Marfat.com

کے تقریباً تمام ممالک کے علاوہ امریکہ سے بھی استفتاء آتے ہیں۔بسا اوقات یہاں بیک وقت پانچ سو تک استفتاء آجاتے ہیں۔اس کثرت استفتاء کے سبب، مرکزی دارالافتاء سے پانچ مفتی حضرات منسلک ہیں۔اس دارالافتاء میں علماء کی تربیت افتاء بھی کی جاتی ہے۔

فتاویٰ بریلی شریف،[۲۱۱] مرکزی دارالافتاء کے مفتی حضرات اور زیر تربیت علماء کے فتاویٰ کے انتخاب کا مجموعہ ہے۔تاہم اس میں چند فتاویٰ، مولانا محمد اختر رضا قادری ازہری اور قاضی محمد عبد الرحیم بستوی صدر مرکزی دارالافتاء کے بھی ہیں۔تقریباً تمام دیگر فتاویٰ ان دونوں حضرات کے مصدقہ ہیں۔یہ مجموعہ بھارت سے **مجموعہ فتاویٰ مرکزی دارالافتاء** کے نام سے بھی شائع شدہ ہے۔

فتاویٰ بریلی شریف میں قدیم و جدید مسائل سے متعلق مختصر اور طویل، لیکن جامع اور مدلّل فتاویٰ موجود ہیں۔بعض فتاویٰ کے ساتھ استفتاء کی عبارت موجود ہے اور مستفتی کا نام و جائے سکونت بھی درج ہے۔تاہم تاریخ بعض استفتاء کے ساتھ اور بعض فتاویٰ کے آخر میں درج ہے۔

جامعہ دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک (ستمبر ۱۹۴۷ء) کے دارالافتاء سے جاری ہونے والے، نصف صدی کے عرصہ کے فتاویٰ کا مجموعہ، فتاویٰ حقانیہ[۲۱۲] کے نام سے چھ جلدوں میں شائع شدہ ہے۔اس مجموعہ میں کل اٹھارہ مفتی حضرات کے فتاویٰ موجود ہیں۔تاہم فتاویٰ کے آخر میں کوئی تصریح نہیں کہ یہ فتویٰ کس مفتی کا ہے۔جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے دارالافتاء میں پاکستان اور بیرون پاکستان سے استفتاء آتے ہیں۔یہاں سے جاری ہونے والے فتاویٰ کو پاکستان کی اکثر عدالتوں، خصوصاً صوبہ سرحد، شمالی علاقہ جات (اب گلگت بلتستان)، قبائل اور ایجنسیوں میں زیر سماعت مقدمات کے تصفیہ میں بطور دلیل استعمال کیا جاتا ہے۔اس دارالافتاء سے جاری ہونے والے تمام فتاویٰ کا ریکارڈ، درجنوں رجسٹروں میں محفوظ تھا۔جس کی ترتیب و تدوین، تخریج و تنقیح اور زبان و بیان کی درستگی مفتی مختار اللہ حقانی نے کی ہے۔فتاویٰ حقانیہ میں شامل فتاویٰ عقائد، ارکان اسلام، معاملات، عصر حاضر کے جدید مسائل اور حوادث و نوازل کے احکامات پر مشتمل ہیں۔مجموعہ میں فتاویٰ کے علاوہ بعض فقہی مضامین بھی شامل ہیں۔مجموعہ میں شامل اکثر فتاویٰ، جامعہ کے ترجمان

Marfat.com

ماہنامہ الحق (اکوڑہ خٹک) میں بھی شائع ہوتے رہے ہیں۔

فتاویٰ حقانیہ میں درج فتاویٰ عمومی طور پر مختصر ہیں۔ قرآن مجید اور احادیث نبوی کی بجائے زیادہ تر حوالے مختلف کتب فقہ اور مجموعہ ہائے فتاویٰ سے دیے گئے ہیں۔ استفتاء کی عبارت کے ساتھ، مستفتی کا نام، جائے سکونت اور تاریخ درج نہیں۔

۱۳ نومبر ۲۰۰۰ء کو کراچی میں دارالافتاء اہل سنت کا قیام عمل میں آیا۔ جہاں پر موجود چند مفتی حضرات پاکستان اور بیرون پاکستان سے آنے والے استفتاء کا جواب دیتے ہیں۔ تحریری طور پر فتاویٰ دینے کے ساتھ ساتھ ٹیلیفون، فیکس اور ای۔میل کے ذریعے بھی استفتاء کے جوابات دیے جاتے ہیں۔ اس دارالافتاء سے جون ۲۰۰۸ء تک ساٹھ ہزار سے زائد، قدیم وجدید مسائل سے متعلق فتاویٰ جاری کیے جا چکے ہیں۔ ان فتاویٰ کا انتخاب **فتاویٰ اہلسنت**[۲۱۳] کے نام سے سلسلہ وار شائع ہو چکے ہیں اور اب تک اس سلسلہ کے آٹھ حصے شائع شدہ ہیں۔

عقائد، عبادات اور معاملات سے متعلق فتاویٰ، عمومی طور پر فقہی جزئیات وتصریحات فقہائے احناف سے مزیّن ہیں۔ نیز بعض مقامات پر آیات قرآنی اور احادیث کے حوالے بھی موجود ہیں۔ اکثر فتاویٰ پر ڈاکٹر مفتی محمد ابو بکر صدیق عطاری رئیس دارالافتاء اہل سنت کی تصدیقات بھی موجود ہیں۔ بعض استفتاء کے ساتھ مستفتی کا نام اور جائے سکونت درج ہے جبکہ تاریخ تقریباً ہر فتوی کے آخر میں درج ہے۔

ماہنامہ **بیّنات** (کراچی) میں دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی کے جنوری ۲۰۰۶ء تک شائع شدہ منتخب فتاویٰ اور بعض فقہی مقالات کا مجموعہ، **فتاویٰ بیّنات** چار جلدوں میں شائع شدہ ہے۔[۲۱۴] اس مجموعہ میں جامعہ کے دارالافتاء سے منسلک مختلف مفتیان کرام کے فتاویٰ درج ہیں۔ پاکستان اور بیرون پاکستان سے آمدہ استفتاء کے جواب میں، قرآن مجید، احادیث اور کتب فقہ کے حوالوں سے فتاویٰ جاری کیے گئے ہیں۔ عقائد، ارکان اسلام اور معاملات سے متعلق بعض مختصر جبکہ اکثر طویل فتاویٰ موجود ہیں۔ بعض استفتاء کے ساتھ، مستفتی کا نام اور جائے سکونت درج ہے جبکہ تاریخ بعض فتاویٰ کے آخر میں درج ہے۔

Marfat.com

مولانا مشتاق احمد نظامی (۱۹۲۹ء-۱۹۹۰ء) کے جاری کردہ ماہنامہ پاسبان (الہ آباد) میں شائع ہونے والے استفتاء اوران کے جواب میں مختلف علماء کی طرف سے دیے جانے والے فتاویٰ کا مجموعہ، دو جلدوں میں **فتاویٰ پاسبان**[۲۱۵] کے نام سے شائع شدہ ہے۔ **فتاویٰ پاسبان** میں زیادہ تر فتاویٰ مفتی نظام الدین حبیبی (۱۹۱۳ء-۱۹۹۴ء) کے ہیں۔

مفتی محمد کلیم اللہ، مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن میلسی ضلع وہاڑی کے مہتمم رہے۔ درس و تدریس کے علاوہ افتاء کی بھی ذمہ داری نبھاتے رہے۔ ان کے فتاویٰ کا مجموعہ **نظام الفتاویٰ**[۲۱۶] دو حصوں میں شائع شدہ ہے۔ جن میں ارکان اسلام اور معاملات سے متعلق فتاویٰ درج ہیں۔ مفتی کلیم اللہ کے فتاویٰ مختصر ہیں اور عمومی طور پر ان میں دلائل اور حوالے موجود نہیں ہیں۔ استفتاء کی عبارت کے ساتھ مستفتی کا نام اور جائے سکونت موجود ہے تاہم تاریخ بعض فتاویٰ کے آخر میں درج ہے۔

مولانا ابوحبیب الحق نورالحق نے مولانا سیّد عبدالسلام، مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور دارالافتاء دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک کو جو استفتاء ارسال کیے، ان کے جوابات کو انہوں نے **نورالفتاویٰ**[۲۱۷] (حصہ اوّل) میں جمع کر کے شائع کیے ہیں۔

مفتی محمد حسام اللہ شریفی ہفت روزہ اخبار جہاں (کراچی) میں ''کتاب وسنّت کی روشنی میں'' کے عنوان کے تحت جن سوالات کے جوابات دیتے رہے، ان کو موضوع وار ترتیب دے کر **آپ کے مسائل اوران کا حل**[۲۱۸] کے نام سے کتابی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔ صحافتی ضرورت کے تحت جوابات نہایت مختصر ہیں۔

مفتی محمد، قرآن مجید، احادیث نبوی اور فقہ کی روشنی میں ہفت روزہ ضرب مومن (کراچی) میں جن سوالات کے جوابات دیتے رہے، ان کو جمع و مرتب کر کے **آپ کے مسائل کا حل**[۲۱۹] کے نام سے دو جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔ ان جلدوں میں ارکان اسلام اور معاملات سے متعلق مسائل کو مختصر طور پر بیان کیا گیا ہے اسی لیے ان میں دلائل اور حوالہ جات کی کمی ہے۔ استفتاء کی عبارت کے ساتھ سائل کا نام، جائے سکونت اور تاریخ درج نہیں۔

مندرجہ بالا مجموعہ ہائے فتاویٰ کے علاوہ، بیسویں صدی عیسوی کے مندرجہ ذیل مجموعہ

Marfat.com

ہائے فتاویٰ بھی معروف، لیکن نایاب ہیں۔

۱۔ علامہ عبدالواحد سیوستانی کا فتاویٰ واحدی، مطبوعہ لاہور، ۲۸/۱۹۲۷ء اور

۲۔ مولانا محمد گوہر علی علوی (م۔۱۹۵۱ء) کا مجموعہ فتاویٰ، مطبوعہ لاہور

انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی کی چند معروف فقہی کتب

مذکورہ بالا مجموعہ ہائے فتاویٰ اور ضمنی طور پر بیان شدہ بعض فقہی کتب کے علاوہ، جنوبی ایشیا میں فقہ (حنفی) پر جو دیگر معروف اور اہم کتب شائع ہوئی ہیں اور جن میں فقہی مسائل کا بیان عام روایتی انداز میں ہوا ہے، ان میں نمایاں نام مولانا کرامت علی جون پوری (۱۸۰۰ء۔۱۸۷۳ء) کی مفتاح الجنۃ[۲۲۰] کا ہے۔ جس میں ضروری مسائل نہایت صاف اور سلیس زبان میں بیان کیے گئے ہیں۔ مفتاح الجنۃ برعظیم پاکستان، بنگلہ دیش اور بھارت کے مسلمانوں میں نہایت مقبول رہی ہے اور اس کا کئی زبانوں میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔[۲۲۱]

جواہر البیان فی اسرار الارکان[۲۲۲] میں مولانا نقی علی خاں بریلوی نے ارکان اسلام کے علاوہ دیگر اسلامی اعمال کے بارے میں تفصیلی بحث کی ہے اور ان کے آداب، مسائل اور حکمتیں بھی بیان کی ہیں۔

مولانا غلام قادر ہاشمی بھیروی (۴۹/۱۸۴۸ء۔۱۹۰۹ء) نے اسلام کی ۱۱ کتابیں[۲۲۳] میں عقائد، ارکان اسلام اور معاملات سے متعلق مسائل کو عام فہم اور رواں زبان میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اردو خواں طبقہ میں یہ کتاب بہت مقبول ہے۔

مولانا سیّد اصغر حسین نے فقہ الحدیث[۲۲۴] میں عقائد، عبادات، ارکان اسلام اور معاملات سے متعلق مسائل کو صحیح اور معتبر احادیث سے ثابت کیا ہے۔ مولانا اصغر حسین نے از خود ۱۳۴ سوالات کے جوابات معتبر کتب فقہ حنفی کے موافق دیے ہیں اور ساتھ ہی وہ حدیث شریف بھی لکھی ہے جس سے وہ مسئلہ اخذ کیا گیا ہے۔ آخر میں مخرج حدیث یا فقہی کتاب کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔

Marfat.com

مولانا محمد عبدالشکور فاروقی لکھنوی (۱۸۷۷ء۔۱۹۶۲ء) کی چھ حصّوں پر مشتمل علم الفقہ [۲۲۵] میں زندگی میں پیش آنے والے تقریباً تمام مسائل کے بارے میں شرعی احکام بیان کیے گئے ہیں۔

مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی (۱۸۹۸ء۔۱۹۷۰ء) نے نظام عمل [۲۲۶] میں مسلمانوں کی دینی اور دینوی زندگی کے لیے، آیات قرآنی، احادیث نبوی اور مسائل فقیہ کا مجموعہ تیار کیا ہے۔اس میں فرائض وعبادات اور احکام اسلام سے متعلق فلسفیانہ ابحاث بھی کی گئی ہیں۔فلسفہ عباداتِ اسلامی [۲۲۷] میں مولانا عبدالحامد بدایونی نے ارکانِ اسلام اور عبادات کے فلسفہ کو عام فہم انداز میں بیان کیا ہے۔

سیّد غلام جیلانی میرٹھی (۱۹۰۱ء۔۱۹۷۸ء) کی نظامِ شریعت [۲۲۸] میں آسان زبان میں فقہ حنفی کے حوالے سے عقائد، ارکان اسلام، نکاح وطلاق اور روزمرّہ زندگی کے دیگر معاملات سے متعلق مسائل کے بارے میں احکام بیان کیے گئے ہیں۔نظامِ شریعت کا انگریزی ترجمہ بھی شائع شدہ ہے۔

شاہ محمد جعفر پھلواروی ندوی (۱۹۰۲ء۔۱۹۸۲ء) نے اجتہادی مسائل [۲۲۹] میں چند فقہی اور علمی مسائل پر مجتہدانہ انداز سے روشنی ڈالی ہے۔جبکہ اسلام اور فطرت [۲۳۰] میں انہوں نے اسلامی عقائد اور اوامر ونواہی اور طلاق واخلاق کا فطرت کے ساتھ تعلق کو ثابت کیا ہے۔اسی طرح الدّین یُسر'' [۲۳۱] میں شاہ محمد جعفر ندوی نے ارکان اسلام کے علاوہ بعض فقہی اور اسلامی مسائل کا عقلی ونقلی بیان بھی کیا ہے۔

مولانا امین احسن اصلاحی (۱۹۰۴ء۔۱۹۹۷ء) نے توضیحات [۲۳۲] میں قرآن مجید اور احادیث نبوی سے متعلق مسائل کے علاوہ اجتماعی، تمدنی اور فقہی مسائل سے بھی بحث کی ہے۔

الجامعہ الاشرفیہ، مبارک پور کے سابق شیخ الحدیث مولانا شمس الدین احمد جونپوری کی قانون شریعت [۲۳۳] (دو حصے) میں روزمرّہ زندگی سے متعلق تمام مسائل کا حل بیان کیا گیا ہے۔

مولانا محمد منظور نعمانی (۱۹۰۵ء۔۱۹۹۷ء) نے دین وشریعت [۲۳۴] میں عقائد، ارکان

Marfat.com

اسلام، معاملات، سیاست وحکومت اور بعض دوسرے عناوین کے تحت سلف صالحین کے مذہب کے مطابق شرعی احکام بیان کیے ہیں۔ دین وشریعت کا انگریزی میں بھی ترجمہ ہوا ہے۔

مولانا سیّد زوّار حسین شاہ (۱۹۱۱ء۔۱۹۸۰ء) نے مشکل اور طویل مباحث سے پرہیز کرتے ہوئے اور مستند کتب فقہ سے استدلال کرتے ہوئے، آسان زبان میں **عمدۃ الفقہ**[۲۳۵] (چار حصّے) میں ارکان اسلام سے متعلق مسائل کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔ **عمدۃ الفقہ** کا حصّہ اوّل کتاب الایمان وکتاب الطہارۃ پر مشتمل ہے، حصّہ دوّم کتاب الصلوٰۃ، حصّہ سوم کتاب الزکوٰۃ وکتاب الصوم جبکہ حصّہ چہارم کتاب الحج پر مشتمل ہے۔ **عمدۃ الفقہ** کے چاروں حصّوں کا خلاصہ الگ الگ **زبدۃ الفقہ** کے نام سے بھی شائع شدہ ہے۔

مولانا منہاج الدین مینائی (۱۹۱۲ء۔۱۹۹۴ء) نے احکام وارکان اسلام سے متعلق تقریباً دو ہزار مسائل کے شرعی جوابات فقہ حنفی کے مطابق **اسلامی فقہ**[۲۳۶] میں دیے ہیں۔

قاضی محمد زاہد الحسینی (۱۹۱۳ء۔۱۹۹۷ء) نے ایک مختصر رسالہ **خلاصۂ فقہ اسلامی**[۲۳۷] میں فقہ حنفی کی قدیم کتب سے استفادہ کرتے ہوئے، فقہ حنفی کے تمام ابواب کا خلاصہ بیان کیا ہے۔ یہ رسالہ مولانا سیّد سلیمان ندوی (۱۸۸۴ء۔۱۹۵۳ء) کی تصدیق کے بعد شائع ہوا۔

مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی مجددی (۱۹۱۸ء۔۱۹۸۶ء) کی **جنتی زیور**[۲۳۸] اور **اسلامی شریعت**[۲۳۹] میں روزمرّہ زندگی سے متعلق مسائل کا بیان ہے۔ **جنتی زیور** میں خواتین سے متعلق مسائل وخصائل کا بھی بیان ہے۔

مولانا مجیب اللہ ندوی (۱۹۱۸ء۔۲۰۰۶ء) نے عقائد وعبادات سے متعلق تقریباً دو ہزار سے زائد مسائل کے جوابات اور معاشرتی ومعاملاتی امور کے بارے میں احکام، **اسلامی فقہ**[۲۴۰] کی تین جلدوں میں بیان کیے ہیں۔ **اسلامی فقہ** میں بیان کردہ کثیر الوقوع مسائل کا حل عموماً فقہ حنفی کے مطابق پیش کیا گیا ہے جبکہ معاشرت ومعاملات کے بہت سے مسائل میں دیگر فقہی مذاہب کا بھی بیان کیا گیا ہے۔

مولانا محمد تقی امینی (۱۹۲۶ء۔۱۹۹۱ء) نے **اسلام اور جدید دور کے مسائل**[۲۴۱] میں سٹہ

Marfat.com

بازی اور سٹاک ایکسچینج پر خرید وفروخت، ریڈیو پر رویت ہلال کی خبر، بیمہ کی حقیقت اور اس کی شرعی حیثیت، مسئلہ ملکیت اراضی جیسے مسائل کے علاوہ سولہ دیگر فقہی عناوین سے بحث کی ہے۔

مفتی محمد ریاض الدین قادری (۱۹۳۳ء۔۲۰۰۱ء) کی گیارہ حصّوں پر مشتمل ریاض شریعت[۲۴۲] میں عقائد، ارکان اسلام اور معاملات سے متعلق مسائل بیان کیے گئے ہیں۔

مفتی سیّد شجاعت علی قادری (۱۹۴۱ء۔۱۹۹۳ء) نے ایمانیات، طہارت اور نماز سے متعلق احکامات عام فہم، لیکن وقت کے جدید تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر **فقہ اہلسنت**[۲۴۳] میں بیان کیے ہیں۔ مفتی قادری نے بعض نئے مسائل کے بارے میں مختلف علماء سے رجوع کرنے کے بعد، اپنی تحقیق کی بنیاد پر ان مسائل کا حل پیش کیا۔ **فقہ اہلسنت** میں قرآن مجید، سنت نبوی اور کتب فقہ کے حوالوں سے مسائل کا حل پیش کیا گیا ہے۔

مولانا اشرف علی قریشی (۱۹۵۰ء۔۲۰۰۵ء) نے **ارکان اسلام**[۲۴۴] میں ارکان اسلام سے متعلق احکام، مسائل وفضائل کو قرآن مجید اور سنت نبوی کی روشنی میں بیان کیا ہے۔

مولانا شاہ محمد رکن الدین الوری (م۔۱۹۳۷ء) نے سلیس اور بامحاورہ زبان میں طہارت اور نماز کے ظاہری مسائل توضیع العقائد المعروف بہ رکن دین[۲۴۵] میں از خود سوالاً جواباً انداز میں بیان کیے ہیں۔ رکن دین کا گجراتی اور سندھی میں ترجمہ ہوا ہے۔ مولانا الوری کے صاحبزادے مفتی شاہ محمد محمود الوری (۱۹۰۵ء۔۱۹۸۷ء) نے رکن دین[۲۴۶] کے حصّہ دوّم میں روزے، حصّہ سوّم میں حج اور حصّہ چہارم میں زکوٰۃ سے متعلقہ مسائل بیان کیے ہیں۔

محمد عاصم الحداد (م۔۱۹۸۹ء) اگرچہ مذہباً غیر مقلد تھے، لیکن انہوں نے دو جلدوں میں فقہ السنۃ[۲۴۷] میں ارکان اسلام سے متعلقہ وہ تمام مسائل بیان کیے ہیں، جو احادیث نبوی، فقہ اربعہ اور غیر مقلدین حضرات میں متفق علیہ ہیں۔ اگر کہیں کسی مسئلہ میں کسی فقہی مذہب کا اختلاف ہے تو، اس کو حاشیہ میں بیان کر دیا گیا ہے۔

مفتی عمر احمد عثمانی (م۔۱۹۹۱ء) کی تین جلدوں میں فقہ القرآن[۲۴۸] میں الہدایہ کو معیار بنا کر تمام فقہی مسائل کے قرآنی مآخذ کی نشاندہی کی گئی ہے۔

Marfat.com

مولانا محمد برہان الدین سنبھلی (م۔۲۰۰۱ء) استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ (۱۸۹۴ء) نے **موجودہ زمانہ کے مسائل کا شرعی حل**[۲۴۹] میں تفسیر، حدیث نبوی، سیرت نبوی، فقہ اور اصول الفقہ سے متعلق نئے سوالات و مسائل کا حل پیش کیا ہے۔

ابومظہر مولانا علی اصغر چشتی (م۔۲۰۱۰ء) صابری نے **شمیم شریعت**[۲۵۰] میں عقائد، ارکان اسلام اور تصوف سے متعلقہ مسائل بیان کیے ہیں۔

حافظ محمد عبداللہ سابق مدرس دوّم مدرسہ محسنیہ، ڈھاکہ نے مختلف فقہی کتب سے ازخود مسائل کا استنباط کر کے، سوالاً جواباً انداز میں **مخزن الفتاویٰ**[۲۵۱] کے نام سے شائع کرایا ہے۔ بعض مسائل اور ان کے حل فارسی میں ہیں۔

سیّد محمد منور الدین دہلوی نے علمائے احناف کی جملہ کتب کا مجموعہ، نئی طرز پر **فتاویٰ عثمانی**[۲۵۲] کے نام سے ترتیب دیا۔ سیّد محمد منور الدین دہلوی کا ارادہ تھا کہ فتاویٰ عثمانی کی پچیس جلدیں ہوں۔ تاہم اس کی صرف جلد اوّل (کتاب الطہارت)، جلد دوّم (کتاب الصلوٰۃ)، جلد سوّم (کتاب الزکوٰۃ)، جلد پنجم (کتاب الصوم والاعتکاف)، جلد ششم (کتاب الحج وزیارۃ)، جلد ہفتم (کتاب النکاح) اور جلد بیست وسوّم (کتاب المیراث) ہی دستیاب ہیں۔ یہ تمام جلدیں سوالاً جواباً طرز پر نہیں ہیں۔

مولانا عبدالقادر نے روزمرّہ زندگی کے تمام ضروری مسائل کا انتخاب، فقہ کی مشہور و مستند کتب سے کر کے **خلاصۃ المسائل**[۲۵۳] کے نام سے شائع کرایا ہے۔

مولانا محمد ایوب ہزاروی نے **فتاویٰ سلطانیہ**[۲۵۴] میں آسان زبان میں ازخود سوالاً جواباً صورت میں مدلّل طور پر چھپن ضروری مسائل بیان کیے ہیں۔ مولانا ہزاروی نے اس مجموعہ کا نام، اپنے مرشد قاضی خواجہ محمد سلطان عالم چچوی (۱۸۷۴/۷۵ء۔۱۹۳۴ء) کی نسبت سے رکھا ہے۔

مولانا عالم فقری کی **احکام طہارت**،[۲۵۵] **احکام روزہ**،[۲۵۶] **احکام نماز**[۲۵۷] اور **احکام زکوٰۃ**[۲۵۸] میں ارکان اسلام سے متعلق مسائل واحکام بیان کیے گئے ہیں۔ **سنی بہشتی زیور**[۲۵۹] (گیارہ حصے) میں انہوں نے خصوصیت سے ایسے اسلامی مسائل اور خصائل کا بیان کیا ہے، جن کا تعلق

Marfat.com

خواتین سے ہے۔

جامعہ دارالعلوم کراچی کے نائب مفتی، عبدالرؤف سکھروی کے فقہ پر لکھے ہوئے رسائل کا مجموعہ، فقہی رسائل [۲۶۰] (دو جلدیں) بھی معروف ہے۔ اس میں عبادات سے متعلق مسائل کثرت سے بیان ہوئے ہیں۔

مولانا محمد یار شاہ نقشبندی نے عطائے حبیب [۲۶۱] کی دو جلدوں میں ارکان اسلام سے متعلق فقہی مسائل سوالاً جواباً صورت میں از خود بیان کیے ہیں۔

مفتی محمد رفیع عثمانی، مفتی وصدر جامعہ دارالعلوم کراچی کے بعض فقہی رسائل اور چند منتخب فتاویٰ کا مجموعہ نوادر الفقہ [۲۶۲] دو جلدوں میں شائع شدہ ہے۔

محمد مظہر الحق انصاری نے مختلف فتاویٰ اور فقہی کتب سے استفادہ کر کے فتاویٰ عثمانی [۲۶۳] ترتیب دیا۔ اس میں انہوں نے زیادہ تر وہ مسائل درج کیے ہیں جن کی حکام، وکلاء اور اہل معاملات کو اکثر ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ فتاویٰ عثمانی سوالاً جواباً صورت میں نہیں ہے۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے عبادات، معاشرت، طب وعلاج اور معاشیات سے متعلق اجتماعی اور جدید مسائل کا حل، نہایت اختصار وایجاز و عام فہم انداز میں جدید فقہی مسائل [۲۶۴] (پانچ حصے) میں بیان کیے ہیں۔ مولانا رحمانی نے وہ جدید مسائل بیان کیے ہیں جو جدید آلات ووسائل اور نئے معاشی وسیاسی نظام اور عرف وعادات سے متعلق ہیں۔ ہر مسئلہ میں فقہ کی مستند کتب سے نظائر وحوالے تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ پھر سلف صالحین کی آراء کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ کہیں عرف عام کی تبدیلی اور عموم بلویٰ کی وجہ سے جزوی تغیر کی ضرورت محسوس ہوئی تو اس کو فتوی کی بجائے، تجویز کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔ راہ اعتدال [۲۶۵] میں مولانا رحمانی نے بعض اختلافی فقہی مسائل سے بحث کرتے ہوئے، فقہ حنفی کی تائید کی ہے۔ قاموس الفقہ [۲۶۶] میں مولانا رحمانی نے لغت کی طرز (الفبائی) پر مضامین مرتب کیے ہیں اور ہر لفظ کے تحت اس کی تشریح کے ساتھ تمام متعلقہ ضروری فقہی احکام بھی ذکر کر دیے ہیں۔ قاموس الفقہ میں جدید فقہی مسائل کا تحقیقی حل پیش کرنے کے ساتھ، فقہ اسلامی کی تاریخ اور

Marfat.com

تعارف بھی پیش کیا گیا ہے۔

مولانا سعید الرحمٰن مہتمم دار العلوم سعیدیہ اوگی، ضلع مانسہرہ نے مختلف فتاویٰ اور دیگر کتب فقہ سے طہارت کے احکامات و مسائل از خود اخذ کر کے **فتاویٰ مجموعہ المسائل**[۲۶۷] (جلد اوّل) میں شائع کروائے ہیں۔

Marfat.com

حواشی وحوالہ جات

۱۔ محمد شہاب الدین رضوی، مولانا نقی علی خان بریلوی، لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۲۹

۲۔ محمد مسعود احمد، ''حیاتِ مسعودی''، فتاویٰ مسعودی، کراچی، ۱۹۸۷ء، ص ۴۲

۳۔ انجمن مستشار العلماء، مجموعہ فتاویٰ صابریہ (جلد اوّل)، لاہور، ۱۹۰۷ء، ص ۴۔۵۔ اس انجمن کے دیگر مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی تھا کہ علمائے اسلام میں صلح و اتفاق پیدا کیا جائے اور علوم عربیہ کو ترقی دی جائے۔

۴۔ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی (مرتبہ)، دارالعلوم انجمن نعمانیہ لاہور کا تعارف، لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۱۱۔ انجمن نعمانیہ ہند، لاہور کے دارالافتاء میں آمدہ سوالات اور ان کے جوابات، مستفتی اور مفتی کے نام اور تاریخ کے بغیر، بیسویں صدی عیسوی کے دوسرے عشرے کے آخر سے انجمن کے ماہوار رسالہ دارالافتاء میں بھی شائع ہوتے رہے۔ تاہم یہ سلسلہ چند سالوں تک ہی جاری رہ سکا۔

۵۔ محمد طیب، دارالعلوم دیوبند: دارالعلوم دیوبند کی صد سالہ زندگی، دیوبند، ۱۹۶۵ء، ص ۳۰

6. http://darululoom-deoband.com/urdu//index.htm

۷۔ عبدالاوّل جونپوری، مفید المفتی، ملتان، ۱۹۸۱ء، ص ۷۶

8. Muhammad Khalid Masud, "The Definition of Bid'a In The South Asian Fatawa Literature", *Annales Islamologiques* (Caire), Tome XXVII,1993,p.10.

9. *Ibid.*, p.57.

۱۰۔ محمد لدھیانوی، فتاویٰ قادریہ، لاہور، ۱۹۷۹ء

۱۱۔ محمد ایوب قادری (مرتبہ و مترجمہ)، تذکرہ علماء ہند (مولوی رحمان علی)، کراچی، ۱۹۶۱ء، ص ۲۱۴

۱۲۔ مفتی محمد سعد اللہ، الفتاویٰ السعدیۃ فی الفروع الحنفیۃ، دہلی، ۱۹۱۶ء

۱۳۔ مفتی سیّد عبدالفتاح الحسینی القادری گلشن آبادی، جامع الفتاویٰ (جلد اوّل)، بمبئی، ۱۸۸۵/۸۶ء، (جلد دوّم)، بمبئی، ۱۸۸۷ء، (جلد سوّم)، بمبئی، ۱۸۸۷ء اور (جلد چہارم)، بمبئی، ۱۸۸۷ء

Marfat.com

۱۴۔ نفیس الدین صدیقی، ''سرپرست دارالعلوم دیوبند: حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی''، ماہنامہ الرشید (لاہور)، فروری۔مارچ ۱۹۷۶ء (دارالعلوم دیوبند نمبر)، ص ۲۷۳۔۲۷۵

۱۵۔ رشید احمد گنگوہی، فتاویٰ رشیدیہ، کراچی، ۱۹۸۰ء

۱۶۔ محمد عبدالغفار خاں (مرتبہ)، فتاویٰ ارشادیہ (جلد اوّل)، آگرہ، ۱۹۲۸ء

۱۷۔ محمد عبدالغفار خاں (مرتبہ)، فتاویٰ ارشادیہ (جلد دوّم)، آگرہ، ۱۹۲۸ء

۱۸۔ فتاویٰ مسعودی، بحوالہ سابقہ

۱۹۔ ایضاً، ص ۲۵

۲۰۔ محمد مسعود احمد (مرتبہ)، فتاویٰ مظہری (جلد اوّل وجلد دوّم)، کراچی، ۱۹۸۴ء، ص ۵۹

۲۱۔ محمد عبدالحئیٰ لکھنوی، مجموعۃ الفتاویٰ (جلد اوّل) لکھنؤ، ۹۰ء/۱۸۸۹ء، (جلد دوّم) لکھنؤ، ۹۰ء/۱۸۸۹ء اور (جلد سوّم) لکھنؤ، ۹۰ء/۱۸۸۹ء

۲۲۔ محمد عبدالحئیٰ لکھنوی، فتاویٰ عبدالحئی، کراچی، ۱۹۶۴ء

۲۳۔ محمد رضا انصاری فرنگی محلی، ''مولانا عبدالحئیٰ فرنگی محلی کا فقہی موقف اور نئے ہندوستان میں اس کی معنویت''، ضیاء الحسن فاروقی اور مشیر الحق (مرتبین)، فکر اسلامی کی تشکیل جدید، لاہور، س۔ن، ص ۲۹۲۔۲۹۴

۲۴۔ ارشاد الحق اثری، مسلک احناف اور مولانا عبدالحئیٰ لکھنوی، دہلی، ۲۰۰۱ء، ص ۸۴۔۸۷، ۱۲۸۔۱۲۹

۲۵۔ محمد شاہد سہارن پوری، ''مقدمہ وتعارف''، خلیل احمد سہارنپوری، فتاویٰ مظاہر علوم المعروف بہ فتاویٰ خلیلیہ (جلد اوّل)، کراچی، س۔ن، ص ۵۶

۲۶۔ فتاویٰ مظاہر علوم المعروف بہ فتاویٰ خلیلیہ (جلد اوّل)، بحوالہ سابقہ

۲۷۔ نورالحسن راشد کاندھلوی، ''حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری کی شان تفقہ اور فقہی خدمات''، قسط (۱)، سہ ماہی فکر اسلامی (بستی)، (معاصر فقہ اسلامی نمبر) جولائی ۱۹۹۹ء جون ۲۰۰۰ء، ص ۷۵

۲۸۔ سیّد شاہد علی نورانی (مرتب)، تاجدار اہلسنت مفتیِ اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں، لاہور،

Marfat.com

۱۹۹۴ء،ص ۶۷،۷۳

۲۹۔ محمد مسعود احمد، حیات امام اہل سنت، لاہور،۱۹۸۴ء،ص ۱۴

۳۰۔ شاہ محمد احمد رضا خاں، العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ (جلد اوّل)، کراچی،۱۹۸۹ء، (جلد دوّم)، کراچی،۱۹۹۱ء، (جلد سوّم)، کراچی،۱۹۹۰ء، (جلد چہارم)، کراچی،۱۹۹۰ء، (جلد پنجم)، کراچی، س۔ن، (جلد ششم)، کراچی،۱۹۹۲ء، (جلد ہفتم)، کراچی،۱۹۹۱ء، (جلد ہشتم)، کراچی، س۔ن، (جلد نہم)، کراچی، س۔ن، (جلد دہم)، کراچی،۱۹۹۲ء، (جلد یازدہم)، کراچی، س۔ن اور (جلد دوازدہم)، بمبئی،۱۹۹۴ء

۳۱۔ محمد مکرم احمد نقشبندی، فتاویٰ رضویہ اور فتاویٰ رشیدیہ کا تقابلی مطالعہ، کراچی، ۱۹۹۰ء، ص ۸۳۔۸۴

۳۲۔ مجید اللہ قادری، ''العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ کا موضوعاتی جائزہ''، سالنامہ **معارف رضا** (کراچی)، شمارہ VIII، ۱۹۸۸ء، ص ۶۳

۳۳۔ شمس الحسن شمس بریلوی، ''فتاویٰ رضویہ کا فقہی مقام''، **معارف رضا**، شمارہ VI، ۱۹۸۶ء، ص ۵۰۔۵۱

۳۴۔ رشید احمد جالندھری، ''ترجمۂ قرآن، فتاویٰ رضویہ اور مولانا احمد رضا خاں''، **مقالات: تقریب تعارف فتاویٰ رضویہ (جدید ایڈیشن)**، لاہور، س۔ن، ص ۲۴

۳۵۔ شاہ احمد رضا خاں بریلوی، فتاویٰ افریقہ، لاہور، ۱۹۸۸ء

۳۶۔ احمد رضا محدّث بریلوی، فتاویٰ کرامات غوثیہ، لاہور، ۱۹۹۵ء

۳۷۔ احمد رضا خاں قادری، احکام شریعت (تین حصے)، لاہور، ۱۹۸۴ء

۳۸۔ احمد رضا خاں بریلوی، عرفان شریعت (تین حصے)، لاہور، س۔ن

۳۹۔ محمد اسلم قادری (مرتبہ)، جامع الفتاویٰ (حصہ اوّل تا ہشتم)، لائل پور،۱۹۷۰ء اور (حصہ نہم تا ششدہم)، لائل پور،۱۹۷۲ء

۴۰۔ محمد احمد رضا خاں بریلوی، رسائل رضویہ (حصہ اوّل)، لاہور،۱۹۸۸ء

۴۱۔ محمد عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری (مرتبہ)، رسائل رضویہ (جلد دوّم)، لاہور،۱۹۷۶ء

Marfat.com

۴۲۔ محمد نظام الدین قادری (مرتب)، فتاویٰ ممبئ، ممبئ، ۲۰۰۵ء

۴۳۔ محمد عبدالسلام (مرتب)، فتاویٰ خیریہ، کراچی، ۱۹۹۹ء

۴۴۔ سید محمد دیدار علی شاہ، فتاویٰ دیداریہ (جلد اول)، گجرات، ۲۰۰۷ء

۴۵۔ محمد تقی عثمانی، ''اکابر دیوبند کیا تھے؟''، الرّشید، بحوالہ سابقہ، ص ۳۷۰

۴۶۔ ماہنامہ الرّشید (ساہیوال)، مارچ۔اپریل ۱۹۸۰ء (تاریخ دارالعلوم دیوبند نمبر)، ص ۲۵۳

۴۷۔ مفتی محمد شفیع (مرتب)، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند (جلد اوّل)، کراچی، ۱۹۷۶ء

۴۸۔ محمد ظفیر الدین (مرتبہ)، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند (جلد اوّل)، ملتان، س۔ن، (جلد دوّم)، ملتان، س۔ن، (جلد سوّم)، ملتان، س۔ن، (جلد چہارّم)، ملتان، س۔ن، (جلد پنجم)، ملتان، س۔ن، (جلد ششم)، ملتان، س۔ن، (جلد ہفتم)، ملتان، س۔ن، (جلد ہشتم)، ملتان، س۔ن، (جلد نہم)، ملتان س۔ن اور (جلد دہم)، ملتان، س۔ن

۴۹۔ پیر مہر علی شاہ، فتاویٰ مہریہ، راولپنڈی، ۱۹۶۲ء

۵۰۔ اپریل ۱۹۷۷ء میں فتاویٰ مہریہ کے شائع شدہ نئے ایڈیشن سے قاری محمد عبدالرحمٰن جون پوری اور مولانا محمد غازی کے فتاویٰ خارج کر دیے گئے ہیں۔

۵۱۔ فیض احمد، مہر منیر، لاہور، ۱۹۹۱ء، ص ۵۶۶۔۵۷۰

۵۲۔ مفتی محمد شفیع (مرتبہ)، امداد الفتاویٰ (جلد اوّل)، کراچی، ۱۹۹۳ء، (جلد دوّم)، کراچی، ۱۹۹۳ء، (جلد سوّم)، کراچی، س۔ن، (جلد چہارّم)، کراچی، ۱۹۹۴ء، (جلد پنجم)، کراچی، ۱۹۹۲ء اور (جلد ششم)، کراچی، ۱۹۹۲ء

53. "The Definition of Bid'a In The South Asian Fatawa Literature", op.cit., p.56.

۵۴۔ امداد الفتاویٰ (جلد اوّل)، بحوالہ سابقہ، ص ۱۵

۵۵۔ ایضاً، ص ۱۴۔۱۵

۵۶۔ ایضاً، ص ۱۶

۵۷۔ اشرف علی تھانوی، فتاویٰ اشرفیہ (تین حصّے)، کراچی، س۔ن

۵۸۔ محمد اقبال قریشی (مرتب)، اشرف الاحکام تتمہ امداد الفتاویٰ، کراچی، ۲۰۰۳ء

Marfat.com

۵۹۔ اشرف علی تھانوی، بہشتی زیور مکمل ومدلّل (حصہ اوّل تا پنجم)، دیوبند، س۔ن اور (حصہ ششم تا یازدہم)، دیوبند، س۔ن
۶۰۔ خواجہ عزیز الحسن وعبدالحق (ترتیب)، اشرف السوانح (جلد اوّل)، ملتان، ۱۹۸۵ء، ص ۵۷
۶۱۔ اشرف علی تھانوی، تعلیم الدین، کراچی، ۱۹۸۸ء
۶۲۔ اشرف علی تھانوی، احکام اسلام عقل کی نظر میں (تین حصے)، کراچی، س۔ن
۶۳۔ عابد حسین شاہ، ''امام احمد رضا کے مستفتی مولانا غلام جیلانی''، معارف رضا، شمارہ X، ۱۹۹۰ء، ص ۱۲۵۔۱۲۷
۶۴۔ قاضی غلام جیلانی، فتاویٰ فتاح الجمۃ، شمس آباد، ۱۹۶۰ء
۶۵۔ محمد عبدالرحیم خان فاروقی (مرتب)، فتاویٰ حامدیہ، لاہور، ۲۰۰۴ء
۶۶۔ جامع الفتاویٰ (حصہ اوّل تا ہشتم) اور (حصہ نہم تا ششدہم)، بحوالہ سابقہ
۶۷۔ محمد عبداللہ سلیم، ''دارالافتاء دارالعلوم دیوبند''، الرّشید (لاہور)، بحوالہ سابقہ، ص ۲۰۴
۶۸۔ حفیظ الرحمٰن واصف (جامع ومؤلف)، کفایت المفتی (جلد اوّل)، ملتان، س۔ن، (جلد دوّم)، ملتان، س۔ن، (جلد سوّم)، ملتان، س۔ن، (جلد چہارم)، ملتان، س۔ن، (جلد پنجم)، ملتان، س۔ن، (جلد ششم)، ملتان، س۔ن، (جلد ہفتم)، ملتان، س۔ن، (جلد ہشتم)، ملتان، س۔ن اور (جلد نہم)، ملتان، س۔ن
۶۹۔ محمد امجد علی اعظمی، فتاویٰ امجدیہ (جلد اوّل)، کراچی، ۱۹۸۰ء، (جلد دوّم)، کراچی، س۔ن، (جلد سوّم)، کراچی، ۱۹۹۷ء اور (جلد چہارم)، کراچی، ۱۹۹۷ء
۷۰۔ فتح احمد مصباحی، ''صدر الشریعہ۔ ارباب علم ودانش کی نظر میں''، ماہنامہ اشرفیہ (مبارک پور)، اکتوبر۔نومبر ۱۹۹۵ء (صدر الشریعہ نمبر)، ص ۱۵۲
۷۱۔ محمد امجد علی اعظمی رضوی، بہار شریعت (حصہ اوّل تا نہم)، لاہور، س۔ن اور (حصہ دہم تا ہفدہم)، لاہور، س۔ن
۷۲۔ ایضاً، (حصہ اوّل تا نہم)، ص ۷
۷۳۔ عبدالمصطفیٰ الازہری، وقار الدین اور قاری محبوب رضا خاں (مرتبین)، بہار شریعت

Marfat.com

(حصہ بیشر دہم)، کراچی، ۱۹۷۹ء

۷۴۔ سیّدظہیراحمدزیدی (مرتب)، **بہارشریعت** (حصہ نوزدہم)، کراچی، ۱۹۹۷ء

۷۵۔ مفتی وقارالدین قادری (مرتب)، **بہارشریعت** (حصہ بستم)، کراچی، ۱۹۹۷ء

۷۶۔ محمد اسعد قاسمی، ''شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی اور ان کی فقہی خدمات''، **فکر اسلامی**، بحوالہ سابقہ، ص ۱۵۲۔۱۵۳

۷۷۔ قاضی مجاہدالاسلام قاسمی (مرتب)، **فتاویٰ امارت شرعیہ** (جلداوّل)، پٹنہ، ۱۹۹۸ء

۷۸۔ محمد فہیم اختر ندوی (ترتیب)، **قضایا سجّاد**، پھلواری شریف، ۱۹۹۹ء

۷۹۔ مفتی محمد نعیم الدین، **مجموعہ فتاویٰ**، لاہور، س۔ن

۸۰۔ نور محمد نعیم القادری بلرامپوری (مرتب)، **فتاویٰ صدرالافاضل**، ممبئی، ۲۰۰۷ء

۸۱۔ **جامع الفتاویٰ** (حصہ اوّل تا ہشتم) اور (حصہ نہم تا شش دہم)، بحوالہ سابقہ

۸۲۔ نور محمد نعیمی نعیم القادری اور محمد رضوان القادری نعیمی (ترتیب)، **مسائل خزائن العرفان**، ممبئی، ۲۰۰۱ء

۸۳۔ ساحل سہسرامی (مرتب)، **فتاویٰ ملک العلما**، بریلی، ۲۰۰۴ء

۸۴۔ **فتاویٰ مظہری**، بحوالہ سابقہ

۸۵۔ **ایضاً**، ص ۸۔۱۰

۸۶۔ محمد مسعود احمد (مرتبہ)، **ضیاءالاسلام**، کراچی، ۱۹۹۷ء

۸۷۔ محمد عبدالستار طاہر نقشبندی (مرتبہ)، **باقیات مظہری**، کراچی، ۲۰۰۲ء

۸۸۔ محمد قاسم الیاسینی، **فتاویٰ قاسمیہ** (جلداوّل)، گڑھی یاسین، س۔ن

۸۹۔ ظفر احمد عثمانی اور مفتی عبدالکریم گمتھلوی، **امدادالاحکام** (جلداوّل)، کراچی، س۔ن، (جلد دوّم)، کراچی، س۔ن، (جلد سوّم)، کراچی، س۔ن اور (جلد چہارم)، کراچی، س۔ن

۹۰۔ **ایضاً** (جلداوّل)، ص ۵، ۷

۹۱۔ غلام یحیٰی مصباحی، مولانا احمد رضا خاں (اور ان کے معاصر علماء اہلسنت) کی علمی و ادبی

Marfat.com

خدمات، کراچی، ۱۹۹۹ء، ص ۱۶۸
۹۲۔ شاہ محمد رئیس میاں قادری، ''حضرت مفتیٔ اعظم ہند کی مجتہدانہ بصیرت''، سہ ماہی پیغام رضا (پوکھریرا، بہار)، جنوری ۱۹۹۷ء تا مارچ ۱۹۹۷ء (مفتی اعظم نمبر)، ص ۲۰۰
۹۳۔ شاہ محمد مصطفٰی رضا خاں بریلوی قادری، فتاویٰ مصطفویہ (حصہ اوّل)، کراچی، س۔ن اور (حصہ دوّم)، پیلی بھیت، س۔ن
۹۴۔ شاہ محمد مصطفٰی رضا خاں، المکرمۃ النبویۃ فی الفتاویٰ المصطفویۃ، بمبئی، ۲۰۰۰ء
۹۵۔ شمس بریلوی، ''مفتی اعظم ہند کی فتویٰ نگاری: فتاویٰ مصطفویہ کی روشنی میں''، فتاویٰ مصطفویہ (حصہ اوّل)، بحوالہ سابقہ، ص ۲۸
۹۶۔ ''حضرت مفتیٔ اعظم ہند کی مجتہدانہ بصیرت''، بحوالہ سابقہ، ص ۲۰۲
۹۷۔ حافظ غلام یوسف، ''پاک و ہند میں چودھویں صدی ہجری کے دوران فتاویٰ کا تدریجی ارتقاء''، پی ایچ ڈی مقالہ، کراچی، کراچی یونیورسٹی، ۱۹۹۹ء، ص ۲۶۵۔۲۶۶
۹۸۔ علیم صبا نویدی، ٹمل ناڈو کے صاحب تصنیف علماء، مدراس، ۱۹۹۶ء، ص ۱۳۲۔۱۳۴
۹۹۔ سیّد مقبول احمد شاہ قادری، فتاوائے مقبولیہ، ہانگل شریف، ۱۹۹۷ء
۱۰۰۔ مفتی محمد انور (مرتبہ)، خیر الفتاویٰ (جلد اوّل)، ملتان، ۱۹۸۷ء، (جلد دوّم)، ملتان، ۱۹۹۱ء، (جلد سوّم)، ملتان، ۱۹۹۳ء، (جلد چہارم)، ملتان، ۱۹۹۷ء اور (جلد پنجم)، ملتان، ۱۹۹۹ء
۱۰۱۔ فتاویٰ دارالعلوم دیو بند (جلد اوّل)، بحوالہ سابقہ اور مفتی محمد شفیع، فتاویٰ دارالعلوم دیو بند (جلد دوّم)، کراچی، ۱۹۷۷ء
۱۰۲۔ ایضاً (جلد دوّم)، ص ۶۷
۱۰۳۔ ایضاً ص ۵۲
۱۰۴۔ ایضاً ص ۴۹
۱۰۵۔ محمد تقی عثمانی، ''حضرت مولانا مفتی محمد شفیع کی فقہی خدمات''، فکر اسلامی، بحوالہ سابقہ، ص ۱۷۶
۱۰۶۔ فتاویٰ دارالعلوم دیو بند (جلد اوّل)، بحوالہ سابقہ، ص ۵

Marfat.com

۱۰۷۔ مفتی محمد شفیع، جواہر الفقہ (جلد اوّل)، کراچی، ۱۹۷۵ء

۱۰۸۔ مفتی محمد شفیع، جواہر الفقہ (جلد دوّم)، کراچی، ۱۹۷۰ء۔ جواہر الفقہ دیوبند سے چھ حصّوں میں شائع ہوئی ہے۔

۱۰۹۔ مفتی محمد شفیع، آلات جدیدہ کے شرعی احکام، کراچی، ۱۹۸۳ء

۱۱۰۔ مفتی پیر محمد قاسم مشوری، فتاویٰ قاسمیہ المعروف المشوری (جلد اوّل)، کراچی، ۱۹۹۴ء اور (جلد دوّم)، لاڑکانہ، ۱۹۹۶ء

۱۱۱۔ اشرفیہ مجلس علم و تحقیق (مرتب)، جامع الفتاویٰ (جلد اول)، ملتان، ۲۰۰۸ء، ص ۲۹

۱۱۲۔ محمد ریاست علی خاں، جامع الفتاویٰ (جلد اوّل)، شاہ جہان پور، س۔ن۔ حافظ غلام یوسف کے مطابق، جامع الفتاویٰ دو جلدوں میں ۱۹۱۶ء میں بریلی سے شائع ہوا تھا۔ ''پاک و ہند میں چودھویں صدی ہجری کے دوران فتاویٰ کا تدریجی ارتقاء''، بحوالہ سابقہ، ص ۲۹۷

۱۱۳۔ محمد نظام الدین، سلطان الفقہ المعروف فتاویٰ نظامیہ (جلد اوّل)، وزیر آباد، ۱۹۲۰ء، (جلد دوّم)، وزیر آباد، ۱۹۲۱ء، (جلد سوّم)، وزیر آباد، ۱۹۱۹ء، (جلد چہارم)، وزیر آباد، ۱۹۲۰ء، (جلد پنجم)، وزیر آباد، ۱۹۲۰ء، (جلد ششم)، وزیر آباد، س۔ن، (جلد ہفتم)، وزیر آباد، س۔ن اور (جلد ہشتم)، وزیر آباد، س۔ن

۱۱۴۔ محمد نظام الدین، تکملہ سلطان الفقہ، وزیر آباد، ۱۹۳۵ء

۱۱۵۔ محمد نظام الدین، سلطان الفقہ المعروف فتاویٰ نظامیہ، لاہور، ۱۹۹۷ء

۱۱۶۔ جامع الفتاویٰ (حصّہ اوّل تا ہشتم) اور (حصّہ نہم تا ششدہم)، بحوالہ سابقہ

۱۱۷۔ محمد رضا انصاری (مرتبہ)، فتاویٰ فرنگی محل، موسوم بہ فتاویٰ قادریہ لکھنؤ، ۱۹۶۵ء

۱۱۸۔ مجموعہ فتاویٰ صابریہ، بحوالہ سابقہ

۱۱۹۔ محمد قیام الدین عبدالباری (مرتبہ)، فتاویٰ قیام الملۃ والدین (جلد اوّل) لکھنؤ، ۱۹۱۷ء

۱۲۰۔ محمد رحیم الدین، فتاویٰ صدارت العالیہ، حیدرآباد دکن، ۳۴-۱۹۳۳ء

۱۲۱۔ محمد رکن الدین، فتاویٰ نظامیہ (جلد اوّل)، حیدرآباد دکن، س۔ن، (جلد ثانی)، حیدرآباد دکن، س۔ ن اور (جلد ثالث)، حیدرآباد دکن، س۔ن

Marfat.com

۱۲۲۔ محمد حنیف خاں رضوی (مرتب)، اجمل الفتاویٰ المعروف بہ فتاویٰ اجملیہ (جلد اوّل)، دہلی، ۲۰۰۴ء، (جلد دوّم)، دہلی، ۲۰۰۴ء، (جلد سوّم)، دہلی، ۲۰۰۴ء اور (جلد چہارّم)، دہلی، ۲۰۰۴ء

۱۲۳۔ فرحت حسین بریلوی، ''مفتی محمد عبدالحفیظ حقانی قادری اشرفی''، ماہنامہ ترجمان اہلسنت (کراچی)، جون ۱۹۷۶ء، ص ۴۲

۱۲۴۔ مفتی محمد عبدالحفیظ قادری، مجموعہ فتاویٰ، کراچی، س۔ن

۱۲۵۔ سیّد ابوالاعلیٰ مودودی، رسائل ومسائل (حصہ اوّل)، لاہور، ۱۹۸۰ء، (حصہ دوّم)، لاہور، ۱۹۸۰ء، (حصہ سوّم)، لاہور، ۱۹۷۸ء اور (حصہ چہارّم)، لاہور، ۱۹۷۹ء

۱۲۶۔ سیّد ابوالاعلیٰ مودودی، رسائل ومسائل (حصہ پنجم)، لاہور، ۱۹۸۸ء

۱۲۷۔ ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیمات (حصہ اوّل)، لاہور، ۱۹۷۹ء، (حصہ دوّم)، لاہور، ۱۹۸۰ء، (حصہ سوّم)، لاہور، ۱۹۸۰ء، (حصہ چہارّم)، لاہور، ۱۹۹۹ء اور (حصہ پنجم)، لاہور، ۱۹۹۶ء

۱۲۸۔ مظفر بیگ (مرتبہ)، ۵۔اے ذیلدار پارک (حصہ اوّل)، لاہور، ۱۹۷۸ء، رفیع الدین ہاشمی (مرتب)، ۵۔اے ذیلدار پارک (حصہ دوّم)، لاہور، ۱۹۷۹ء اور حفیظ الرحمٰن احسن (مرتب)، ۵۔اے ذیلدار پارک (حصہ سوّم)، لاہور، ۱۹۹۱ء

۱۲۹۔ اختر حجازی (مرتب)، استفسارات (حصہ اوّل)، لاہور، ۱۹۹۲ء، (حصہ دوّم)، لاہور، ۱۹۹۲ء اور (حصہ سوّم)، لاہور، ۱۹۹۹ء

۱۳۰۔ سیّد عبدالرحیم لاجپوری، فتاویٰ رحیمیہ (جلد اوّل و دوّم)، لاہور، س۔ن، (جلد سوّم و چہارّم)، لاہور، س۔ن، (جلد پنجم و ششم)، لاہور، س۔ن، (جلد ہفتم و ہشتم)، لاہور، س۔ن اور (جلد نہم و دہم)، لاہور، س۔ن

۱۳۱۔ قمر القادری (مرتب)، فتاویٰ محدث اعظمؒ پاکستان، فیصل آباد، ۲۰۰۱ء

۱۳۲۔ جامع الفتاویٰ (حصہ نہم تا ششدہم)، بحوالہ سابقہ

۱۳۳۔ نذیر احمد نعیمی (مرتبہ)، سوانح عمری حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی قادری بدایونی، گجرات، س۔ن، ص ۷

Marfat.com

۱۳۴۔ مفتی احمد یار خاں نعیمی، فتاویٰ نعیمیہ، گجرات، س۔ن
۱۳۵۔ مفتی احمد یار خاں نعیمی، اسلامی زندگی، گجرات، ۱۹۴۴ء
۱۳۶۔ احمد یار خاں، اسرار الاحکام بہ انوار القرآن، کلکتہ، س۔ن
۱۳۷۔ مفتی احمد یار خاں نعیمی، جآء الحق وزھق الباطل (دو حصے)، گجرات، س۔ن
۱۳۸۔ محمد عبدالسلام (مرتبہ)، فتاویٰ مرکزی دار العلوم حزب الاحناف، لاہور، لاہور، ۲۰۰۳ء
۱۳۹۔ مفتی جمیل احمد نذیری (مرتب)، فتاویٰ احیاء العلوم (جلد اوّل)، مبارک پور، ۱۹۸۴ء
۱۴۰۔ مفتی محمود حسن گنگوہی، فتاویٰ محمودیہ (جلد اوّل)، کراچی، ۱۹۸۶ء، (جلد دوّم)، کراچی، ۱۹۸۶ء، (جلد سوّم)، کراچی، ۱۹۸۶ء، (جلد چہارم)، کراچی، س۔ن، (جلد پنجم)، کراچی، ۱۹۸۷ء، (جلد ششم)، کراچی، ۱۹۸۸ء، (جلد ہفتم)، کراچی، ۱۹۹۱ء، (جلد ہشتم)، کراچی، س۔ن، (جلد نہم)، کراچی، ۱۹۹۰ء، (جلد دہم)، کراچی، ۱۹۹۰ء، (جلد یازدہم)، کراچی، ۱۹۹۱ء، (جلد دوازدہم)، کراچی، س۔ن، (جلد سیزدہم)، کراچی، ۱۹۹۳ء، (جلد چہاردہم)، کراچی، ۱۹۹۲ء، (جلد پانزدہم)، کراچی، ۱۹۹۳ء، (جلد شانزدہم)، دیوبند، ۱۹۹۸ء، (جلد ہفدہم)، دیوبند، ۱۹۹۸ء، (جلد ہجدہم)، دیوبند، ۱۹۹۸ء، (جلد نوزدہم)، کراچی، س۔ن اور (جلد بیستم)، کراچی، س۔ن
۱۴۱۔ مفتی نظام الدین اعظمی، منتخبات نظام الفتاویٰ (جلد اوّل)، دیو بند، ۱۹۷۹ء اور (جلد دوّم)، نئی دہلی، ۱۹۹۷ء
۱۴۲۔ مفتی محمد عبدالحکیم، فتاویٰ حکیمیہ (جلد اوّل)، میر پور، ۱۹۹۷ء
۱۴۳۔ محمد رضی الاسلام ندوی (مرتب)، احکام و مسائل (جلد اول)، نئی دہلی، ۲۰۰۳ء اور (جلد دوم)، نئی دہلی، ۲۰۰۰ء
۱۴۴۔ محمد طفیل، ''فتاویٰ نوریہ: ایک تحلیلی مطالعہ''، ماہنامہ ضیائے حرم (لاہور)، جون ۱۹۹۳ء، ص ۸۶
۱۴۵۔ محمد نصر اللہ نوری (مرتبہ)، فتاویٰ نوریہ (جلد اوّل)، ساہیوال، ۱۹۷۴ء، (جلد دوّم)، ساہیوال، ۱۹۸۸ء، محمد محب اللہ نوری (مرتبہ)، فتاویٰ نوریہ (جلد سوّم)، اوکاڑہ،

Marfat.com

۱۹۸۳ء، (جلد چہارم)، اوکاڑہ، ۱۹۹۰ء، (جلد پنجم)، اوکاڑہ، ۱۹۹۰ء اور (جلد ششم)، اوکاڑہ، ۱۹۹۰ء

۱۴۶۔ مفتی محمد خان قادری، ''مطالعۂ حدیث اور فقیہ اعظم''، ماہنامہ نور الحبیب (بصیر پور)، جنوری۔فروری ۱۹۹۲ء (فقیہ اعظم نمبر)،ص ۲۵۱

۱۴۷۔ محمد الیاس اعظمی، فتاویٰ نوریہ: ایک تقابلی مطالعہ، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص ۳۸۵۔۳۸۶

۱۴۸۔ شبیر احمد شاہ ہاشمی، حیات فقیہ اعظم، بصیر پور، ۱۹۸۳ء، ص ۷۱۔۷۷

۱۴۹۔ سیّد محمد اجمل شاہ (مرتبہ)، فتاویٰ یٰسین، جھنگ، س۔ن

۱۵۰۔ مفتی محمد وقار الدین قادری رضوی، وقار الفتاویٰ (جلد اوّل)، کراچی، ۱۹۹۷ء، (جلد دوّم)، کراچی، ۱۹۹۸ء اور (جلد سوّم)، کراچی، ۲۰۰۰ء

۱۵۱۔ مفتی سیّد سیاح الدین کاکاخیل، تفہیم الاحکام (حصّہ اوّل)، لاہور، ۱۹۹۶ء اور (حصّہ دوّم)، لاہور، ۱۹۹۶ء

۱۵۲۔ عبد المنان کلیمی (مرتب)، فتاویٰ جامعہ نعیمیہ، مراد آباد معروف بہ حبیب الفتاویٰ، لاہور، ۲۰۰۵ء

۱۵۳۔ محمد ریاض درّانی (مرتب)، فتاویٰ مفتی محمود (جلد اوّل)، لاہور، ۲۰۰۱ء، (جلد دوّم)، لاہور، ۲۰۰۳ء، (جلد سوّم)، لاہور، ۲۰۰۲ء، (جلد چہارّم)، لاہور، ۲۰۰۶ء، (جلد پنجم)، لاہور، ۲۰۰۵ء، (جلد ششم)، لاہور، ۲۰۰۵ء، (جلد ہفتم)، لاہور، ۲۰۰۵ء اور (جلد ہشتم)، لاہور، ۲۰۰۶ء

۱۵۴۔ مفتی سیّد محمد افضل حسین مونگیری، منظر الفتاویٰ، رام پور، س۔ن

۱۵۵۔ محمد خلیل خان القادری البرکاتی، احسن الفتاویٰ المعروف فتاویٰ خلیلیہ (جلد اول)، لاہور، ۲۰۰۸ء

۱۵۶۔ محمد خلیل خان القادری البرکاتی، احسن الفتاویٰ المعروف فتاویٰ خلیلیہ (جلد دوم)، لاہور، ۲۰۰۸ء

۱۵۷۔ محمد خلیل خان القادری البرکاتی، احسن الفتاویٰ المعروف فتاویٰ خلیلیہ (جلد سوم)، لاہور،

Marfat.com

۲۰۰۸ء
۱۵۸۔ مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی، ہمارا اسلام (پانچ حصے)، لاہور، س۔ن
۱۵۹۔ مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی، سنی بہشتی زیور (چار حصے)، لاہور، س۔ن
۱۶۰۔ سیّد ضیاء الحسن جیلانی (مرتب)، ریاض الفتاویٰ (جلد اوّل)، کراچی، ۲۰۰۱ء، (جلد دوّم)، کراچی، ۲۰۰۱ء اور (جلد سوّم)، کراچی، ۲۰۰۱ء
۱۶۱۔ مفتی رشید احمد لدھیانوی، احسن الفتاویٰ (جلد اوّل)، کراچی، ۱۹۹۹ء، (جلد دوّم)، کراچی، ۱۹۹۹ء، (جلد سوّم)، کراچی، ۱۹۹۹ء، (جلد چہارم)، کراچی، ۱۹۹۹ء، (جلد پنجم)، کراچی، ۱۹۹۹ء، (جلد ششم)، کراچی، ۱۹۹۹ء، (جلد ہفتم)، کراچی، ۱۹۹۸ء اور (جلد ہشتم)، کراچی، ۱۹۹۸ء
۱۶۲۔ محمد اسلم قریشی، حیات شیخ الحدیث والتفسیر مفتی اعظم سندھ: مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید، کراچی، س۔ن، ص ۴۸۔۴۹، ۷۱
۱۶۳۔ مفتی محمد عبداللہ نعیمی، فتاویٰ مجددیہ نعیمیہ (جلد اوّل)، کراچی، ۱۹۹۱ء
۱۶۴۔ سیّد محمود احمد رضوی، فتاویٰ برکات العلوم، لاہور، س۔ن
۱۶۵۔ سیّد محمود احمد رضوی، دین مصطفٰے، لاہور، س۔ن
۱۶۶۔ سیّد محمود احمد رضوی، برکات شریعت (حصہ اوّل)، لاہور، س۔ن اور (حصہ دوّم)، لاہور، س۔ن
۱۶۷۔ محمد یوسف لدھیانوی، آپ کے مسائل اور ان کا حل (جلد اوّل)، کراچی، ۱۹۹۰ء، (جلد دوّم)، کراچی، ۱۹۹۵ء، (جلد سوّم)، کراچی، ۱۹۹۵ء، (جلد چہارم)، کراچی، ۱۹۹۵ء، (جلد پنجم)، کراچی، ۱۹۹۴ء، (جلد ششم)، کراچی، ۱۹۹۵ء، (جلد ہفتم)، کراچی، ۱۹۹۷ء، (جلد ہشتم)، کراچی، ۱۹۹۷ء اور (جلد نہم)، کراچی، ۱۹۹۹ء
۱۶۸۔ محمد یوسف لدھیانوی (مرتبہ)، اختلاف امت اور صراط مستقیم (حصہ اوّل وحصہ دوّم)، لاہور، س۔ن
۱۶۹۔ محمد فیض احمد اویسی، فتاویٰ اویسیہ (جلد اوّل)، کراچی، س۔ن

Marfat.com

۱۷۰۔ محمد فیض احمد اویسی، جدید مسائل کے شرعی احکام، کراچی، ۲۰۰۴ء

۱۷۱۔ محمد فیض احمد اویسی رضوی، کار آمد مسائل، بہاولپور، ۲۰۱۰ء

۱۷۲۔ مفتی جلال الدین احمد امجدی، فتاویٰ فیض الرسول (جلد اوّل)، لاہور، ۱۹۹۲ء اور (جلد دوّم)، لاہور، ۱۹۹۳ء

۱۷۳۔ مفتی جلال الدین احمد امجدی، فتاویٰ برکاتیہ، مہراج گنج ضلع بستی، ۱۹۹۸ء

۱۷۴۔ مفتی جلال الدین احمد امجدی، فتاویٰ فیض الرسول (جلد سوّم)، لاہور، ۱۹۹۸ء

۱۷۵۔ مفتی محمد ابرار احمد امجدی، مفتی اشتیاق احمد امجدی اور مفتی محمد اویس القادری (مرتبین)، فتاویٰ فقیہ ملّت معروف بہ فتاویٰ مرکز تربیت افتاء (جلد اوّل)، لاہور، ۲۰۰۵ء اور (جلد دوّم)، لاہور، ۲۰۰۵ء

۱۷۶۔ مفتی جلال الدین احمد امجدی، ضروری مسائل، لاہور، ۲۰۰۳ء

۱۷۷۔ جلال الدین احمد امجدی، انوار شریعت، لاہور، س۔ن

۱۷۸۔ گوہر رحمان، تفہیم المسائل (حصّہ اوّل)، مردان، ۱۹۹۵ء

۱۷۹۔ گوہر رحمان، تفہیم المسائل (حصّہ دوّم)، مردان، ۱۹۹۵ء

۱۸۰۔ گوہر رحمان، تفہیم المسائل (حصّہ سوّم)، مردان، ۱۹۹۸ء

۱۸۱۔ گوہر رحمان، تفہیم المسائل (حصّہ چہارم)، مردان، ۱۹۹۸ء

۱۸۲۔ گوہر رحمان، تفہیم المسائل (حصّہ پنجم)، مردان، ۲۰۰۲ء

۱۸۳۔ مفتی اقتدار احمد خاں نعیمی، العطایا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ (جلد اوّل)، گجرات، ۱۹۷۶ء، (جلد دوّم)، لاہور، ۱۹۹۵ء، (جلد سوّم)، گجرات، ۱۹۹۳ء، (جلد چہارم)، لاہور، ۱۹۹۹ء اور (جلد پنجم)، گجرات، س۔ن

۱۸۴۔ صاحبزادہ اقتدار احمد خاں نعیمی قادری، تنقیدات علیٰ مطبوعات، گجرات، س۔ن

۱۸۵۔ نور حکیم جیلانی (مرتب)، فتاوائے نظیریہ، پشاور، ۲۰۰۶ء

۱۸۶۔ مفتی حبیب اللہ مظاہری، فتاویٰ حبیبیہ (حصّہ اوّل ودوّم)، کراچی، ۱۹۸۵ء

۱۸۷۔ مفتی غلام رسول (مرتبہ)، فتاویٰ جماعتیہ (جلد اوّل)، لاہور، ۱۹۸۲ء اور (جلد دوّم)،

Marfat.com

لاہور،س۔ن

۱۸۸۔ مفتی غلام رسول، فتاویٰ برطانیہ، لندن، ۱۹۹۲ء

۱۸۹۔ مفتی عبدالمنان اعظمی، فتاویٰ بحر العلوم (جلد اوّل)، لاہور، ۲۰۱۰ء، (جلد دوّم)، لاہور، ۲۰۱۰ء، (جلد سوم)، لاہور، ۲۰۱۰ء، (جلد چہارم)، لاہور، ۲۰۱۰ء، (جلد پنجم)، لاہور، ۲۰۱۰ء اور (جلد ششم)، لاہور، ۲۰۱۰ء۔ یہ مجموعہ فتاویٰ بھارت میں ۲۰۰۹ء میں شائع ہوا تھا۔

۱۹۰۔ مفتی محمد تقی عثمانی، فتاویٰ عثمانی (جلد اول)، کراچی، ۲۰۰۶ء اور (جلد دوم)، ۲۰۰۷ء

۱۹۱۔ مفتی محمد تقی عثمانی، فقہی مقالات (حصّہ اوّل)، کراچی، ۱۹۹۴ء، (حصّہ دوّم)، کراچی، ۱۹۹۶ء، (حصّہ ثالث)، کراچی، ۱۹۹۸ء اور (حصّہ چہارم)، کراچی، س۔ن

۱۹۲۔ محمد تقی عثمانی، ہمارے عائلی مسائل، کراچی، ۱۹۹۲ء

۱۹۳۔ مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی، منہاج الفتاویٰ (جلد اوّل)، لاہور، ۱۹۹۹ء، (جلد دوّم)، لاہور، ۱۹۹۹ء، (جلد سوّم)، لاہور، ۲۰۰۱ء، (جلد چہارم)، لاہور، ۲۰۰۱ء اور (جلد پنجم)، لاہور، ۲۰۰۲ء

۱۹۴۔ مفتی منیب الرحمٰن، تفہیم المسائل (جلد اوّل)، کراچی، ۲۰۰۱ء، (جلد دوّم)، لاہور، ۲۰۰۴ء، (جلد سوئم)، لاہور، ۲۰۰۷ء اور (جلد چہارم)، لاہور، ۲۰۰۹ء

۱۹۵۔ مفتی محمد عبدالسلام چاٹگامی، جواہر الفتاویٰ (جلد اوّل)، کراچی، س ۔ ن، (جلد دوّم) کراچی، س ۔ ن اور (جلد سوّم)، کراچی، س۔ن

۱۹۶۔ صاحبزادہ محمد عبدالمالک، فتاویٰ اکبریہ (جلد اوّل)، میانوالی، ۲۰۰۷ء

۱۹۷۔ عبدالرسول منصور، فتاویٰ منصوریہ (جلد اوّل)، ساہیوال، ۲۰۰۴ء اور (جلد دوّم)، ساہیوال، ۲۰۰۶ء

۱۹۸۔ عبدالرسول منصور، مقالات منصور (حصّہ اوّل)، ریڈنگ، ۱۹۹۸ء

۱۹۹۔ مفتی گل حسن، کتاب الفتاویٰ (جلد اوّل)، کراچی، ۲۰۰۸ء، (جلد دوم)، کراچی، ۲۰۰۸ء اور (جلد سوئم)، کراچی، ۲۰۰۸ء

۲۰۰۔ فتاویٰ آستانہ (جلد اوّل)، دہلی، ۱۹۵۵ء، (جلد دوّم)، دہلی، س۔ن اور (جلد سوّم)،

Marfat.com

دہلی، س۔ن

۲۰۱۔ جیش محمد الصدیقی البرکاتی، العطایا الالھیۃ فی الفتاویٰ البرکاتیۃ المعروف بہ فتاویٰ برکات (جزو اوّل)، پٹنہ، ۱۹۸۷ء

۲۰۲۔ محمد یوسف اصلاحی، مسائل اوران کا حل، لاہور، ۱۹۹۱ء

۲۰۳۔ محمد یوسف اصلاحی، آسان فقہ (جلد اوّل)، لاہور، ۱۹۸۰ء اور (جلد دوّم)، لاہور، ۱۹۸۱ء

۲۰۴۔ مفتی محمد اعظم رضوی، فتاویٰ دامن مصطفٰے (حصہ اوّل)، بریلی، ۱۹۹۹ء اور (حصہ دوّم)، بریلی، س۔ن

۲۰۵۔ مفتی حبیب اللہ قاسمی، حبیب الفتاویٰ (جلد اوّل)، سنجر پور ضلع اعظم گڑھ، ۱۹۹۹ء

۲۰۶۔ عبدالواجد قادری، فتاویٰ یورپ، لاہور، ۲۰۰۶ء

۲۰۷۔ مجموعۂ فتاویٰ، شاہجہاں پور، ۲۰۰۶ء

۲۰۸۔ محمد اسماعیل نورانی، انوار الفتاویٰ، لاہور، ۲۰۰۷ء

۲۰۹۔ شیخ فرید، فتاویٰ فریدیہ، راولپنڈی، ۲۰۰۸ء

۲۱۰۔ اشرفیہ مجلس علم وتحقیق (مرتب)، جامع الفتاویٰ (جلد اول)، بحوالہ سابقہ، (جلد دوم)، ملتان، ۲۰۰۸ء، (جلد سوم)، ملتان، ۲۰۰۸ء، (جلد چہارم)، ملتان، ۲۰۰۸ء، (جلد پنجم)، ملتان، ۲۰۰۸ء، (جلد ششم)، ملتان، ۲۰۰۸ء، (جلد ہفتم)، ملتان، ۲۰۰۸ء، (جلد ہشتم)، ملتان، ۲۰۰۸ء، (جلد نہم)، ملتان، ۲۰۰۸ء، (جلد دہم)، ملتان، ۲۰۰۸ء، (جلد یازدہم)، ملتان، ۲۰۰۸ء

۲۱۱۔ محمد عبدالرحیم اور محمد یونس رضا (مرتبین)، فتاویٰ بریلی شریف، لاہور، ۲۰۰۲ء

۲۱۲۔ مفتی مختار اللہ حقانی (مرتب)، فتاویٰ حقانیہ (جلد اوّل)، اکوڑہ خٹک، ۲۰۰۳ء، (جلد دوّم)، اکوڑہ خٹک، ۲۰۰۳ء، (جلد سوّم)، اکوڑہ خٹک، ۲۰۰۳ء، (جلد چہارّم)، اکوڑہ خٹک، ۲۰۰۳ء، (جلد پنجم)، اکوڑہ خٹک، ۲۰۰۳ء اور (جلد ششم)، اکوڑہ خٹک، ۲۰۰۳ء

۲۱۳۔ فتاویٰ اہلسنّت (سلسلہ نمبر 1)، کراچی، ۲۰۰۴ء، (سلسلہ نمبر 2)، کراچی، س۔ن، (سلسلہ نمبر 3)، کراچی، س۔ن، (سلسلہ نمبر 4)، کراچی، ۲۰۰۳ء، (سلسلہ نمبر 5)، کراچی،

Marfat.com

س۔ن، (سلسلہ نمبر 6)، کراچی، س۔ن، (سلسلہ نمبر 7)، کراچی، ۲۰۰۴ء اور (آٹھواں حصہ)، کراچی، ۲۰۰۸ء
۲۱۴۔ مجلس دعوت و تحقیق اسلامی (مرتب)، فتاویٰ بیّنات (جلد اول)، کراچی، ۲۰۰۶ء، (جلد دوم)، کراچی، ۲۰۰۶ء، (جلد سوم)، کراچی، ۲۰۰۶ء اور (جلد چہارم)، کراچی، ۲۰۰۶ء
۲۱۵۔ فتاویٰ پاسبان (جلد اوّل)، الہٰ آباد، س۔ن اور (جلد دوّم)، الہٰ آباد، س۔ن
۲۱۶۔ مفتی محمد کلیم اللہ، نظام الفتاویٰ (حصہ اوّل، حصہ دوّم)، لاہور، س۔ن
۲۱۷۔ ابو حبیب الحق نور الحق، نور الفتاویٰ (حصہ اوّل)، مردان، س۔ن
۲۱۸۔ مفتی محمد حسام اللہ شریفی، آپ کے مسائل اور ان کا حل، کراچی، س۔ن
۲۱۹۔ مفتی محمد، آپ کے مسائل کا حل (جلد اوّل)، کراچی، س۔ن اور (جلد دوّم)، کراچی، س۔ن
۲۲۰۔ کرامت علی جونپوری، مفتاح الجنۃ، بمبئی، ۱۸۶۶ء
۲۲۱۔ مفید المفتی، بحوالہ سابقہ، ص ۲۲۷
۲۲۲۔ محمد نقی علی خاں، جواہر البیان فی اسرار الارکان، ڈسکہ، ۱۹۹۹ء
۲۲۳۔ غلام قادر بھیروی، اسلام کی ۱۱ کتابیں، لاہور، ۱۹۹۸ء
۲۲۴۔ سیّد اصغر حسین، فقہ الحدیث، کراچی، س۔ن
۲۲۵۔ عبد الشکور فاروقی، علم الفقہ (چھ حصے)، کراچی، ۱۹۸۱ء
۲۲۶۔ محمد عبد الحامد قادری بدایونی، نظام عمل، بدایوں، س۔ن
۲۲۷۔ محمد عبد الحامد قادری بدایونی، فلسفہ عباداتِ اسلامی، لاہور، ۲۰۱۰ء
۲۲۸۔ سیّد غلام جیلانی میرٹھی، نظام شریعت، شیخوپورہ، ۱۹۸۱ء
۲۲۹۔ شاہ محمد جعفر پھلواروی، اجتہادی مسائل، لاہور، ۱۹۵۹ء
۲۳۰۔ شاہ محمد جعفر پھلواروی، اسلام اور فطرت، لاہور، ۱۹۶۴ء
۲۳۱۔ محمد جعفر شاہ ندوی پھلواروی، الدّین یُسر''، لاہور، ۱۹۵۵ء
۲۳۲۔ امین احسن اصلاحی، توضیحات، لاہور، ۱۹۷۳ء

Marfat.com

۲۳۳۔ شمس الدین احمد، قانون شریعت (دوحصے)، ساہیوال، ۱۹۸۱ء

۲۳۴۔ محمد منظور نعمانی، دین و شریعت، لکھنؤ، ۱۹۵۸ء

۲۳۵۔ سیّد زوّار حسین شاہ، عمدۃ الفقہ (حصّہ اوّل)، کراچی، ۱۹۸۱ء، (حصّہ دوّم)، کراچی، ۱۹۸۲ء، (حصّہ سوّم)، کراچی، ۱۹۸۴ء اور (حصّہ چہارّم)، کراچی، ۱۹۷۹ء

۲۳۶۔ منہاج الدین مینائی، اسلامی فقہ، دہلی، ۱۹۸۶ء

۲۳۷۔ قاضی محمد زاہد الحسینی، خلاصہ فقہ اسلامی، کیمبل پور، ۱۹۶۳ء

۲۳۸۔ عبدالمصطفیٰ اعظمی مجددی، جنتی زیور، ساہیوال، ۱۹۸۲ء

۲۳۹۔ عبدالمصطفیٰ اعظمی، اسلامی شریعت، لاہور، س۔ن

۲۴۰۔ مجیب اللہ ندوی، اسلامی فقہ (جلد اوّل)، لاہور، ۱۹۹۱ء، (جلد دوّم)، لاہور، ۱۹۹۱ء اور (جلد سوّم)، دہلی، ۱۹۹۶ء

۲۴۱۔ محمد تقی امینی، اسلام اور جدید دور کے مسائل، کراچی، ۱۹۸۸ء

۲۴۲۔ محمد ریاض الدین قادری، ریاض شریعت، اٹک، ۲۰۰۵ء

۲۴۳۔ سیّد شجاعت علی قادری، فقہ اہلسنت (حصّہ اوّل)، کراچی، ۱۹۷۸ء

۲۴۴۔ اشرف علی قریشی، ارکان اسلام، پشاور، ۱۹۹۴ء

۲۴۵۔ شاہ محمد رکن الدین، رکن دین (حصّہ دوّم)، سیالکوٹ، ۱۹۷۶ء

۲۴۶۔ مفتی محمد محمود احمد الوری، رکن دین (حصّہ سوّم)، سیالکوٹ، ۱۹۷۷ء، (حصّہ چہارّم)، سیالکوٹ، ۱۹۷۵ء اور (حصّہ پنجم)، سیالکوٹ، ۱۹۷۸ء

۲۴۷۔ محمد عاصم، فقہ السنۃ (جلد اوّل)، کراچی، ۱۹۷۹ء اور (جلد دوّم)، کراچی، ۱۹۷۹ء

۲۴۸۔ عمر احمد عثمانی، فقہ القرآن (جلد اوّل)، کراچی، ۱۹۸۰ء، (جلد دوّم)، کراچی، ۱۹۸۱ء اور (جلد سوّم)، کراچی، ۱۹۸۲ء

۲۴۹۔ محمد برہان الدین سنبھلی، موجودہ زمانہ کے مسائل کا شرعی حل، لاہور، ۱۹۹۸ء

۲۵۰۔ ابومظہر علی اصغر چشتی صابری، شمیم شریعت، لاہور، ۱۹۸۴ء

۲۵۱۔ حافظ محمد عبداللہ، مخزن الفتاویٰ، کلکتہ، ۱۹۱۳ء

Marfat.com

۲۵۲۔ سیّد محمد منور الدین، فتاویٰ عثمانی (جلد اوّل)، ج۔ن، ۱۹۴۹ء، (جلد دوّم)، کراچی، ۱۹۵۲ء، (جلد سوّم)، کراچی، ۱۹۴۹ء، (جلد پنجم)، دہلی، ۱۹۳۱ء، (جلد ششم)، دہلی، ۱۹۲۴ء، (جلد ہفتم)، دہلی، ۱۹۳۹ء اور (جلد بیست وسوّم)، دہلی، ۱۹۳۴ء
۲۵۳۔ عبدالقادر، خلاصۃ المسائل، کراچی، ۱۹۶۹ء
۲۵۴۔ محمد ایوب ہزاروی، فتاویٰ سلطانیہ، راولپنڈی، ۱۹۷۸ء
۲۵۵۔ عالم فقری، احکام طہارت، لاہور، ۱۹۸۴ء
۲۵۶۔ عالم فقری، احکام روزہ، لاہور، ۱۹۸۵ء
۲۵۷۔ عالم فقری، احکام نماز، لاہور، ۱۹۸۶ء
۲۵۸۔ عالم فقری، احکام زکوٰۃ، لاہور، ۱۹۸۶ء
۲۵۹۔ عالم فقری، سنی بہشتی زیور (حصہ اوّل تا گیارہ)، لاہور، ۱۹۹۳ء
۲۶۰۔ مفتی عبدالرؤف سکھروی، فقہی رسائل (جلد اوّل)، کراچی، ۱۹۹۸ء اور (جلد دوّم)، کراچی، س۔ن
۲۶۱۔ محمد یار شاہ نقشبندی، عطائے حبیب (جلد اوّل)، لاہور، ۲۰۰۱ء اور (جلد دوّم)، لاہور، ۲۰۰۰ء
۲۶۲۔ مفتی محمد رفیع عثمانی، نوادر الفقہ (جلد اوّل)، کراچی، ۲۰۰۳ء اور (جلد دوّم)، کراچی، ۲۰۰۳ء
۲۶۳۔ عبدالمالک عرفانی (مرتبہ)، فتاویٰ عثمانی، لاہور، س۔ن
۲۶۴۔ خالد سیف اللہ رحمانی، جدید فقہی مسائل (پانچ حصے)، لاہور، س۔ن
۲۶۵۔ خالد سیف اللہ رحمانی، راہ اعتدال، لاہور، ۱۹۹۹ء
۲۶۶۔ خالد سیف اللہ رحمانی، قاموس الفقہ (جلد اوّل)، حیدرآباد دکن، ۱۹۸۸ء
۲۶۷۔ سعید الرحمٰن، فتاویٰ مجموعہ المسائل (جلد اوّل)، اوگی، س۔ن

Marfat.com

باب سوم

پاکستان اور بھارت میں قائم فقہی تحقیقی ادارے

Marfat.com

Marfat.com

جنوبی ایشیا کے ممالک میں سے پاکستان اور بھارت میں ہی صرف ایسے چند سرکاری اور غیر سرکاری ادارے موجود ہیں جن کا کام، زمانہ کے بدلتے ہوئے حالات و واقعات کے تناظر میں اسلام اور فقہی احکام کی ایسی تشریح وتعبیر اور تدوین نو کرنا ہے کہ جس کے ذریعے، اسلام کے حرکی اور دوامی نظام حیات ہونے کے تصور کو دنیا کے سامنے علمی اور واضح طور پر پیش کیا جا سکے۔

پاکستان میں قائم فقہی تحقیقی ادارے

سابقہ ریاست بہاولپور اور موجودہ بہاولپور ڈویژن، صوبہ پنجاب میں محکمہ امور مذہبیہ قائم تھا جس کے تحت وقف املاک اور امور نکاح خوانی وغیرہ کے علاوہ فقہ (حنفی) کے مطابق فتاویٰ بھی جاری ہوتے تھے۔ اس مقصد کے لیے محکمہ نے خصوصی طور پر شعبۂ دارالافتاء بھی قائم کیا ہوا تھا۔[1] اپریل ۱۹۴۹ء میں ریاست بہاولپور نے ایک پریس نوٹ جاری کیا کہ حکومت بہاولپور ایک دارالافتاء قائم کرنا چاہتی ہے تاکہ مسلمانوں سے متعلقہ سول قوانین کو شریعت اسلامیہ کے مطابق بنایا جائے۔ پریس نوٹ میں مزید کہا گیا کہ اس دارالافتاء سے جاری ہونے والے تمام فتاویٰ فوجداری، سول اور مالیتی عدالتوں کے لیے حجت ہوں گے۔[2]

ادارۂ ثقافت اسلامیہ، لاہور

یہ ادارہ حکومت پاکستان کی جانب سے ۱۹۵۰ء میں قائم ہوا۔ اس کے قیام کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی تھا کہ روزمرّہ زندگی سے تعلق رکھنے والے فقہی مسائل کی بدلتے ہوئے حالات کے تناظر میں تدوین جدید کی جائے۔

ادارۂ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد

یہ ادارہ حکومت پاکستان کی طرف سے مارچ ۱۹۶۰ء میں قائم کیا گیا، جس کے قیام کی ضرورت اور اہمیت ۱۹۵۶ء کے آئین میں بھی محسوس کی گئی تھی۔ ۱۹۵۶ء کے آئین کی دفعہ ۱۹۸۔ (۳) کے تحت آئین کے نفاذ کے ایک سال کے اندر اندر، صدر پاکستان کے لیے لازمی تھا کہ وہ ایک کمیشن قائم کرے، جو رائج الوقت قوانین کو اسلام کے مطابق بنانے کے لیے سفارش کرے، ان کے نفاذ کے لیے عملی اقدامات تجویز کرے اور ایسے قوانین اسلامی کی نشاندہی کرے

Marfat.com

جو نافذ کیے جا سکیں۔ کمیشن کو اپنے قیام کے پانچ سال تک کے عرصہ میں اپنی حتمی رپورٹ پیش کرنا تھی۔[۳] اسی طرح ۱۹۵۶ء کے آئین کی دفعہ ۱۹۷۔(۱) کے تحت، حکومت پاکستان کے لیے ایک اسلامی تحقیقاتی ادارہ قائم کرنا ضروری تھا تاکہ وہ صحیح اسلامی اصولوں پر پاکستان میں مسلم معاشرہ قائم کرنے میں مددگار ہو۔[۴] تاہم اکتوبر ۱۹۵۸ء کے مارشل لاء کے نفاذ اور ۱۹۵۶ء کے آئین کی منسوخی کی وجہ سے یہ ادارہ قائم نہ ہو سکا۔ لیکن اس کی ضرورت اور اہمیت ہنوز محسوس کی جا رہی تھی۔ چنانچہ ۱۹۶۲ء کے آئین کی دفعہ ۲۰۷۔(۱) کے تحت، ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کا قیام عمل میں آیا اور اس کے مقاصد یہ بیان کیے گئے کہ یہ ادارہ، اسلامی تحقیق اور اسلامی تعلیم کے کام میں مصروف رہ کر صحیح اسلامی بنیادوں پر مسلم معاشرے کی تعمیر نو میں مدد دے گا۔ ۱۹۶۲ء کے آئین کی دفعہ ۲۰۷۔(۲) میں اس ادارہ کے اغراض و مقاصد کی مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا گیا کہ یہ ادارہ کلیات اور اصول کی روشنی میں اسلام کی آزادانہ اور عقلی تعبیر پیش کرے گا اور اسلام کی تعلیمات کو اس انداز سے پیش کرے گا کہ موجودہ زمانے کی ذہنی اور سائنسی ترقی کے پس منظر میں اسلام کا حرکی تصور و کردار نمایاں ہو سکے۔[۵]

ان مقاصد کے حصول کے لیے ادارۂ تحقیقات اسلامی میں مختلف شعبہ جات کام کرتے ہیں۔ جن میں قانون اور اصول قانون (فقہ اور اصول الفقہ) اور حوالہ و استفسار اور پاکستان اور مسائل حاضرہ کے شعبہ جات نمایاں ہیں۔ ادارہ کے شعبۂ قانون کو پاکستان کے مجموعہ قوانین کو اسلام سے ہم آہنگ کرنے کی ذمہ داری بھی سونپی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں ادارہ، اسلامی مشاورتی کونسل (اگست ۱۹۶۲ء) کو بھی کئی معاملات میں رائے دے چکا ہے۔ علاوہ ازیں ادارہ میں فقہ میں بھی کئی اہم تحقیقی منصوبہ جات پر کام ہو رہا ہے۔ جس میں فقہاء کے حالاتِ زندگی، فقہی مذاہب اور نظریات کا تجزیہ بھی شامل ہے۔ جبکہ شعبۂ حوالہ و استفسار میں بیرونِ ادارہ یا حکومت پاکستان کی طرف سے موصول شدہ استفسارات کے جوابات اور رپورٹس تیار کی جاتی ہیں۔[۶]

ادارۂ تحقیقات اسلامی کے شعبۂ فقہ و قانون کے زیر اہتمام ۲۸۔۳۰ جون ۱۹۹۵ء کو اسلام آباد میں ایک طبی فقہی ورکشاپ ہوئی۔ جس میں پاکستان بھر سے علماء، فقہا اور وکلاء کے علاوہ

Marfat.com

اطباء کو بھی بعض طبی مسائل پر غور وفکر کی دعوت دی گئی۔ تا کہ جدید طبی مسائل پر فقہی نقطہ نظر سے غور و غوض کیا جائے اور کوئی متفقہ رائے قائم کی جا سکے اور حکومت پاکستان کو قانون سازی کے لیے کچھ سفارشات پیش کی جا سکیں۔ اس ورکشاپ میں جن طبی مسائل پر بحث و مباحثہ ہوا، وہ یہ ہیں۔ منتقلی اعضاء، انسانی اعضاء کی پیوندکاری، عضو انسانی کا عطیہ اور وصیت، خرید و فروخت، پوسٹ مارٹم اور موت کی تعریف۔ [7]

اگرچہ شرکاء ورکشاپ کسی بھی مسئلہ میں کسی متفقہ فیصلے پر نہ پہنچ سکے تاہم انہوں نے اپنی سفارشات میں کہا کہ پیش آمدہ مسائل پر تمام مکاتبِ فکر کے علماء، وکلاء اور اطباء سے رابطہ رکھا جائے اور ایک باقاعدہ ایجنڈے کے تحت ان مسائل پر مطالعہ اور تحقیق کی جائے۔ ادارۂ تحقیقات اسلامی ایک میڈیکل جیورس پروڈنس کمیٹی قائم کرے جو جدید طبی تحقیق میں درپیش فقہی مسائل کی نشاندہی کرے اور حکومت پاکستان ایک قانون ساز کمیٹی مقرر کرے جو طبی فقہی مسائل پر ورکشاپ میں پیش کردہ سفارشات کی روشنی میں قانون سازی کے لیے تجاویز تیار کرے۔ [8]

اسلامی مشاورتی کونسل / اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد

حکومت پاکستان کی طرف سے قائم کردہ ایک اہم ادارہ، اسلامی مشاورتی کونسل تھی جو اگست ۱۹۶۲ء میں قائم کی گئی۔ ۱۹۶۲ء کے آئین کی شق۔ ۱۹۹ کے تحت قائم ہونے والی اس کونسل کے اغراض و مقاصد، آئین کی شق ۲۰۴۔(۱) میں اس طرح بیان کیے گئے ہیں کہ اسلامی مشاورتی کونسل وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو سفارش کرے کہ کس طرح پاکستان کے مسلمان اپنی زندگی اسلامی اصولوں کے مطابق بسر کریں اور قومی و صوبائی اسمبلی، صدر یا گورنر کی طرف سے ارسال کردہ سوال پر ان کی رہنمائی کرے کہ آیا مذکورہ سوال میں نشان کردہ قانون اسلام کے مطابق ہے یا نہیں؟ [9] بعد ازاں ۱۹۶۳ء میں ایک دستوری ترمیم کے ذریعے اسلامی مشاورتی کونسل کو یہ اختیار بھی دے دیا گیا کہ وہ تمام رائج الوقت قوانین کا جائزہ لے کر ان میں ایسی ترمیمات تجویز کرے، جن کے ذریعے وہ قرآن مجید اور سنت نبوی کے تقاضوں اور تعلیمات سے ہم آہنگ ہو جائیں۔ ۱۹۷۳ء کے آئین کی

Marfat.com

شق ۲۲۸۔(۱) کے تحت اس کونسل کا نام تبدیل کر کے اسلامی نظریاتی کونسل رکھ دیا گیا۔ آئین کی شق ۲۳۰۔(۱) کے تحت کونسل کے مقاصد یہ ہیں کہ وہ پاکستان کے مسلمانوں کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی اسلام کے اصولوں اور تصورات کے مطابق ڈھالنے کے لیے حکومت پاکستان کو سفارش کرے، نافذ العمل قوانین کو اسلامی احکام کے مطابق بنانے کے لیے سفارش کرے۔ حکومت کی طرف سے ارسال کردہ کسی سوال کے جواب میں مشورہ دے کہ سوال میں اٹھایا گیا معاملہ اسلامی ہے یا نہیں؟ اور حکومت کی رہنمائی کے لیے اسلام کے ایسے احکام کی ایک موزوں شکل میں تدوین کرے جنہیں قانونی طور پر نافذ کیا جا سکے۔[۱۰] آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر میں بھی تقریباً انہی مقاصد کے تحت مارچ ۱۹۷۸ء میں ایک صدارتی آرڈیننس کے ذریعے، اسلامی نظریاتی کونسل، مظفر آباد میں قائم کی گئی۔

مارچ ۱۹۹۴ء تک اسلامی نظریاتی کونسل چودہ سالانہ رپورٹس اور انتیس موضوعاتی رپورٹس حکومت پاکستان کو پیش کر چکی تھی۔ جن میں خصوصیت کی حامل یہ ہیں۔ جدید بنکاری اور ربا، بیمہ، اسلامی تعلیمی نظام، اسلامی اقتصادی نظام، اسلامی نظام عدل، احکام اسلام، اسلامی نظام حکومت، خاندانی منصوبہ بندی، اسلامی معاشرہ کی تشکیل اور آئینی اصطلاحات کے مختلف پہلو۔ ملکی قوانین کی اسلامائزیشن سے متعلق رپورٹس ان کے علاوہ ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق ۱۹۶۲ء سے لے کر ۱۹۹۶ء تک اسلامی نظریاتی کونسل نے ۲۳۹۰ وفاقی اور صوبائی قوانین کا اسلامی نکتہ نظر سے جائزہ لیا۔ مختلف اداروں کی جانب سے موصول ہونے والے استفسارات کے جواب بھی کونسل دیتی رہی ہے۔[۱۱]

بنوں فقہی کانفرنس

ابھرتے ہوئے جدید فقہی مسائل کا ادراک اور ان کا اسلامی حل تلاش کرنے کی علماء اور فقہاء کو ترغیب دینے کے لیے، اپریل ۱۹۹۶ء میں المرکز الاسلامی پاکستان، بنوں کے زیر اہتمام ایک فقہی کانفرنس ہوئی۔ جو پاکستان میں اپنی نوعیت کے اعتبار سے پہلی فقہی کانفرنس تھی۔ اس دو روزہ

Marfat.com

کانفرنس میں جیّد پاکستانی علماء نے جدید عصری فقہی مسائل سے متعلق علمی اور تحقیقی مقالے پیش کیے۔کانفرنس میں پاکستان کے مختلف علاقوں سے قدیم اور جدید علوم کے ماہر علماء اور اساتذہ کے علاوہ طلبا اور عوام نے بھی شرکت کی۔

بنوں فقہی کانفرنس کی چار نشستوں میں بیس مقالے پڑھے گئے۔جن موضوعات پر مقالے پڑھے گئے،ان میں سے اہم یہ ہیں۔معاشرتی ارتقاء اور عہد جدید کے مسائل کی نشاندہی، دور معاصر میں فقہاء کے لیے اساسی مآخذ سے استفادہ کی اہمیت اور استدلال میں طرز جدید کی ضرورت ، فقہی مواد کی تشکیل جدید اور اس کی نصابی اہمیت ،تقلید اور اجتہاد کے تعین اور اجتماعی اجتہاد کا علمی جائزہ، پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت اور متبادل طریقہ کار،اعضاء کی پیوند کاری، انتقال خون اور پلاسٹک سرجری کی شرعی حیثیت، کثرتِ آبادی کے باعث پیدا شدہ مسائل کا متبادل شرعی حل کا ایک جائزہ،تولید کے جدید طریقے شرعی حیثیت سے، پاکستان اور مغربی بینکاری نظاموں میں سود کی آلائشوں سے ممکنہ احتراز کے لیے عملی تجاویز کا ایک خاکہ، بیمہ کے موجودہ طریقے اور ان کی شرعی حیثیت،توحید رمضان وعیدین کے لیے ممکنہ تجاویز ، طلاق کے شرعی طریقے اور متعلقہ مسائل، مساجد میں تلاوت قرآن مجید، حمد ونعت، بیک وقت اذان اور وعظ کے لیے لاؤڈ سپیکر کا استعمال عوامی ردعمل اور ممکنہ عملی ضابطہ، اخلاق اور دعوت وتبلیغ کا اسلامی طریقہ کار۔[۱۲] اس فقہی کانفرنس میں پیش کیے جانے والے مقالات میں سے چند منتخب کردہ مقالات، **جدید فقہی تحقیقات** کے نام سے شائع شدہ ہیں۔[۱۳]

بنوں فقہی کانفرنس کے شرکاء کی ایک خصوصی مشاورتی مجلس بھی منعقد ہوئی۔جس میں ایک مستقل فقہی مجلس کے قیام پر غور وغوض کیا گیا اور بعدازاں ایک قرارداد کے ذریعے فقہی مجلس کے قیام کا اصولی فیصلہ کیا گیا۔قرارداد میں کہا گیا کہ امت مسلمہ کو درپیش مسائل کو شریعت کی روشنی میں زیر بحث لانا اور ان کے قابل عمل حل تک پہنچنا، علماء کی ذمہ داری ہے۔اس لیے ایک فقہی اور علمی مجلس مستقل بنیادوں پر تشکیل دی جائے۔[۱۴]

دوسری بنوں فقہی کانفرنس ۱۷۔۱۸ اکتوبر ۱۹۹۸ء کو منعقد ہوئی۔جس میں بھی جیّد علماء و

Marfat.com

محققین نے بھرپور شرکت کی اور جدید عصری فقہی مسائل پر اپنے علمی و تحقیقی مقالات اور نظریات پیش کیے۔ شرکاء کانفرنس کے لیے چھیاسٹھ عنوانات کا انتخاب، ملک بھر کے جید فقہاء و علماء کی تجاویز کی روشنی میں کیا گیا۔ ان عنوانات میں سے چند یہ ہیں۔ انسانی کلوننگ کی شرعی حیثیت، وصیة بالاعضاء کی اسلامی حیثیت، عورت کے بغیر محرم سفر اور حج کا مسئلہ، عائلی قوانین کا شرعی تصور، پاکستان کے آئین کی دفعات کا شرعی مسئلہ، موجودہ انتخابات اور طرز انتخابات کا شرعی حوالے سے جائزہ اور متبادل حل، اولوالامر کی شرعی حیثیت اور حدود و اطاعت، پاکستان میں قاضی عدالتوں کا مجوزہ قانون، جدید دور کے حوالے سے مصارف زکوٰۃ کا جائزہ، غیر مسلم ممالک میں مسلمانوں کے حقوق اور سود و ربا کا مسئلہ، تنسیخ نکاح کے نئے اسباب اور قضاء علی الغائب کا فقہی جائزہ، مروّجہ عدالتی خلع کے متعلق بحث اور اس کے متبادل شرعی حل کے علاوہ معاشی، معاشرتی اور سماجی شعبوں سے متعلق بعض جدید مسائل پر بھی غور و غوض کے لیے شرکاء کانفرنس کو دعوت دی گئی۔[۱۵]

تیسری فقہی کانفرنس ۱۳ ستمبر ۲۰۰۱ء کو ایبٹ آباد میں امام ابوحنیفہؒ کی محدثانہ حیثیت کے عنوان پر منعقد ہوئی۔[۱۶] جبکہ اس سلسلہ کی چوتھی کڑی، اسلام آباد کا فقہی سیمینار تھا، جو ۱۵۔۱۶ مارچ ۲۰۰۳ء کو منعقد ہوا۔ جس کے شرکاء نے اسلام کے مالیاتی نظام سے متعلق بیس سے زائد موضوعات پر مقالے پڑھے۔ ان میں سے نمایاں عناوین یہ ہیں۔ اسلامی بنکاری عملی خاکہ اور تجاویز، مضاربت اور مشارکہ کی جدید شکلیں احکام و مسائل، انجمن ہائے امداد باہمی فقہی نقطہ نظر میں، قسطوں پر خرید و فروخت کی شرعی حیثیت، حصص کی خرید و فروخت کا فقہ اسلامی کی روشنی میں جائزہ، ادھار بیچنے کی صورت میں قیمت زیادہ کرنے کا شرعی جائزہ، اسٹاک ایکسچینج کے کاروبار فقہ اسلامی کی روشنی میں اور بلاسود بنکاری میں دشواریاں اور ان کا حل۔[۱۷]

۱۱۔۱۲ دسمبر ۲۰۰۴ء کو پشاور میں منعقد ہونے والی اس سلسلہ کی پانچویں فقہی کانفرنس تھی۔ جس میں شرکاء کانفرنس نے جدید سائنسی انکشافات اور ان سے متعلقہ فقہی مسائل کے حوالے سے مقالات پیش کیے اور سائنس و ٹیکنالوجی کی ترقی کے پیش نظر، معاشرے میں آنے والی تبدیلیوں کے بارے میں اسلامی نکتہ نظر پیش کیا۔ کانفرنس کے اختتام پر ایک اعلامیہ میں انسانی کلوننگ اور انسانی

Marfat.com

اعضاء کی خرید وفروخت کو غیر اسلامی قرار دیا گیا۔[18]

جدید میڈیکل سائنس کی وجہ سے پیش آنے والے بعض جدید مسائل پر فقہی بحث اور تحقیق کے لئے جامعہ المرکز الاسلامی، بنوں میں ۱۸۔۱۹ نومبر ۲۰۰۶ء میں فقہی اجتماع بعنوان جدید میڈیکل سائنس اور متعلقہ فقہی مسائل منعقد ہوا۔ جس میں پاکستان کے علاوہ ایران اور سعودی عرب کے بعض علماء وفقہاء نے شرکت کی۔ اس فقہی اجتماع میں جن موضوعات پر مقالات پڑھے گئے اُن میں سے چند یہ ہیں۔ اسلامی نقطۂ نظر سے اطباء کے لیے ضابطہ اخلاق کی تدوین، عصر حاضر میں طب جدید کی بعض نئی تحقیقات اور ان کا فقہی جائزہ، جدید طب کا نظریہ متعدی امراض اور اس کا شرعی جائزہ، غیر مأکول اللحم جانوروں کے اعضاء انسانی جسم میں لگانے پر فقہی تحقیق، اسقاط جنین اور متعلقہ فقہی مسائل، گردہ اور دیگر اعضاء کے انتقال اور پیوند کاری کا فقہی جائزہ، انسانی کلوننگ کا شرعی جائزہ اور انسانی اعضاء پر طبی مشق کرنے کی شرعی حیثیت۔[19] بنوں فقہی کانفرنس کے محرک اوّل سید نصیب علی شاہ الہاشمی کے جنوری ۲۰۰۷ء میں انتقال کے بعد، یہ فقہی اجتماعات منعقد ہونا فی الحال بند ہو گئے ہیں۔ المرکز الاسلامی کی طرف سے اہم اور جدید مسائل پر مشتمل علمی اور تحقیقی سہ ماہی رسالہ المباحث الاسلامیہ بھی بنوں سے شائع کیا جاتا ہے۔

بھارت میں قائم فقہی تحقیقی ادارے

بھارت میں اگرچہ سرکاری طور پر تو کوئی ایسا ادارہ قائم نہیں ہوا جو فقہ اسلامی سے متعلقہ امور اور تغیر پذیر حالات و واقعات کی روشنی میں مسلمانوں کی رہنمائی کر سکے اور فقہ اسلامی کی عصری تقاضوں کے مطابق تعبیر وتشریح کر سکے۔ تاہم غیر سرکاری طور پر بھارت میں چند ایسے ادارے قائم ہیں جو مسلمانان ہند کی دینی وفقہی رہنمائی وتربیت کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

مجلس تحقیقات شرعیہ، لکھنؤ

ایک مسلمان کی عملی زندگی میں پیش آنے والے مختلف النوع مسائل کے حل پیش کرنے اور ہر چیلنج کا مقابلہ کرنے کی امکانی اجتماعی سعی وکوشش کے لیے، علماء وفقہاء کو دعوت دینے کے لیے ستمبر ۱۹۶۱ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ میں مجلس تحقیقات شرعیہ کا قیام عمل میں آیا جس میں

Marfat.com

بھارت کے جیّد علماء وفقہاء کو شامل کیا گیا۔اس مجلس نے متعدد جدید مسائل پر اجتماعی غور وفکر کی راہ ہموار کی۔جن میں رویت ہلال اور انشورنس کے مسائل نمایاں ہیں۔علاوہ ازیں مجلس کے پاس بھارت بھر سے اور بیرون بھارت سے پیچیدہ اور عصری مسائل سے متعلق جو استفتاء آتے رہے، مجلس کی طرف سے ان کا جواب بھی دیا جاتا رہا۔[20]

ادارۃ المباحث الفقہیہ

جدید مسائل کے حل کی طرف علماء کی توجہ مبذول کرانے کے لیے، جمعیت العلماء ہند نے ادارۃ المباحث الفقہیہ قائم کیا۔۱۹۷۰ء میں قائم ہونے والا یہ ادارہ، ابتداً کچھ عرصہ فعال رہنے کے بعد، عملاً ختم ہوگیا تھا تا آنکہ فروری ۱۹۹۱ء میں دیوبند میں پہلا فقہی اجتماع منعقد کر کے، اس ادارے کا احیاء کیا گیا اور جدید مسائل میں اجتماعی غور وفکر کرنے کا سلسلہ دوبارہ شروع کیا گیا۔اپریل ۲۰۰۵ء تک اسی طرح کے آٹھ فقہی اجتماع، ہندوستان کے مختلف شہروں میں ہو چکے تھے۔جن میں غیر سودی رفاعی ادارے، اسلامی نظام قضاء اور ہندوستان، شیئرز اور ایکسپورٹ اور دوسرے مسلک پر فتوی اور عمل کے حدود وشرائط، ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کا دینی مقاصد کے لیے استعمال جیسے عناوین زیر بحث آئے۔[21]

اسلامی فقہ اکیڈمی، نئی دہلی

بھارت میں قائم فقہی تحقیقی اداروں میں سب سے اہم اور مؤثر ادارہ، اسلامی فقہ اکیڈمی ہے۔جو اپریل ۱۹۸۹ء سے بھارت کے مختلف شہروں میں فقہی سیمینار منعقد کرا رہی ہے۔جن میں دنیا بھر کے جیّد علماء وفقہاء پہلے سے دیے گئے موضوعات پر مقالات پیش کرتے ہیں اور بعد ازاں باہمی بحث ومباحث کے بعد کسی ایک متفقہ نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اسلامی فقہ اکیڈمی کے قیام کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ قدیم وجدید علوم میں فاصلہ کم کر کے دور جدید میں پیدا ہونے والے بعض اہم علمی مسائل پر شریعت اسلامی کی روشنی میں اجتماعی، اجتہادی

Marfat.com

اور شورائی انداز سے غور وفکر اور بحث وتمحیص کی جائے اور اگر ممکن ہو تو ان مسائل کے بارے میں کوئی متفقہ موقف بھی اختیار کیا جائے۔ اپریل ۱۹۸۹ء میں نئی دہلی میں پہلا فقہی سیمینار منعقد ہوا اور فروری ۲۰۱۰ء تک اسی طرح کے انیس سیمینار ز، بھارت کے مختلف شہروں میں منعقد ہو چکے تھے۔ جن میں سے اکثر کی کاروائی **جدید فقہی مباحث**[۲۲] اور **اہم فقہی فیصلے**[۲۳] کے ناموں سے شائع شدہ ہیں۔ **اہم فقہی فیصلے** کی بعض جلدیں ہندی، عربی، فارسی اور انگریزی میں ترجمہ ہوئی ہیں۔

اسلامی فقہ اکیڈمی کی طرف سے اب تک پگڑی (بدل خلو)، اعضاء کی پیوند کاری، ضبط تولید، کرنسی نوٹ کی شرعی حیثیت، بنک انٹرسٹ اور سودی لین دین، بیع حقوق، مرابحہ، اسلامی بینکنگ، دو ملکوں کی کرنسیوں کا تبادلہ، انشورنس اور مصرف زکوٰۃ فی سبیل اللہ، زکوٰۃ کے جدید مسائل، اسلام کا نظام عشر وخراج، اراضی ہند کی شرعی حیثیت، مشینی ذبیحہ، رویت ہلال، طبی اخلاقیات کے شرعی اصول و ضوابط، مشروط نکاح و مہر، نکاح میں کفائت اور ولایت کا مسئلہ، تفویض طلاق، احادیث ضعیفہ کا حکم، مسائل اوقاف، کلوننگ، طلاق سکران (نشہ کی حالت میں طلاق)، انٹرنیٹ اور جدید آلات کا دینی اور دعوتی مقاصد کے لیے استعمال اور اختلافات ائمہ کی شرعی حیثیت، اموال زکوٰۃ کی سرمایہ کاری کا مسئلہ، جبری شادی کے مسائل، انقلاب ماہیت کا مسئلہ، مسلم اور غیر مسلم کے درمیان تعلقات، امن عالم اور اسلام، اوقاف کا قیام، میڈیکل انشورنس، کریڈٹ کارڈ، رمی جمار، جدید میڈیکل مسائل، مفطرات صوم، مسافت سفر اور قصر و اتمام کے مسائل، پلاسٹک سرجری، خواتین کی ملازمت، قیدیوں کے حقوق، سونے اور چاندی کا نصاب، غیر مسلم ممالک میں عدالت کے ذریعے طلاق اور تورق کا مسئلہ جیسے اہم اور عملی معاملات پر فقہی سیمینارز منعقد ہو چکے ہیں۔ ان سیمینارز میں بھارت کے علاوہ پاکستان، عرب ممالک، امریکہ اور یورپ کے جیّد علماء و فقہاء نے شرکت کی اور تحقیقی مقالے پیش کیے۔

ان فقہی سیمینارز کے انعقاد کے علاوہ، اسلامی فقہ اکیڈمی، بھارت کے مدارس عربیہ کے طلبہ کے لیے تربیتی کیمپ اور فقہی ورکشاپ بھی منعقد کرتی ہے جہاں ان طلبہ کو فقہ اور فقہی مسائل کے حل کی عملی تربیت دی جاتی ہے۔

Marfat.com

مجلس شرعی، مبارک پور

الجامعہ الاشرفیہ، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ میں ۱۹ دسمبر ۱۹۹۲ء کو ''مجلس شرعی'' قائم کی گئی تاکہ امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب کی سنتِ تدوین فقہ کا احیاء کیا جائے، جدید تقاضوں کے مطابق فقہی احکام کی جامع کتب کی تالیف کی جائے، جدید مسائل کا حل تلاش کرنے کے لیے مجالس مذاکرہ کا انعقاد کیا جائے اور نوجوان علماء کی فقہی تربیت کی جائے۔[۲۴] اس مجلس شرعی کے اولین سرپرست مفتی محمد شریف الحق امجدی تھے۔ آجکل مولانا شاہ عبدالحفیظ سرپرست جبکہ صدر مولانا محمد احمد مصباحی ہیں۔

مجلس شرعی کے تحت اکتوبر ۱۹۹۳ء سے فروری ۲۰۰۸ء تک، مبارک پور اور ممبئی میں پندرہ فقہی سیمینارز ہو چکے ہیں۔ جس میں بھارت کے جیّد علماء وفقہاء نے پہلے سے دیے گئے موضوعات وسوالات کے جواب میں مقالے پڑھے اور بعض معاملات میں متفقہ شرعی فیصلے بھی کیے گئے۔ ان فقہی سیمینارز میں جن موضوعات پر مقالے پڑھے گئے، وہ یہ ہیں۔ الکحل آمیز دواؤں کا استعمال، بیمۂ زندگی اور بیمۂ اموال، مشترکہ سرمایہ کاری کا نظام کار اور اس کی شرعی حیثیت، دوامی اجارہ (پگڑی کا مسئلہ)، دیون اور اس کے منافع پر زکوٰۃ، چھت سے سعی وطواف، فقدان زوج کی مختلف صورتوں کے احکام، فسخ نکاح بوجہ تعسّر نفقہ، فلیٹوں کی خرید وفروخت کے جدید طریقے اور ان کے احکام، مسائل حج، دنیا کی حکومتیں اور ان کی شرعی حیثیت اور تقلید غیر کب جائز، کب ناجائز؟ کریڈٹ کارڈ کی شرعی حیثیت، طبیب کے لیے اسلام اور عدالت کی شرط، مساجد میں مدارس کا قیام، نیٹ ورک مارکیٹنگ اور اس کی شرعی حیثیت اور تحصیل صدقات پر کمیشن کی تنقیح وغیرہ۔[۲۵]

مرکز تربیت افتاء، اوجھا گنج

بھارت کا ایک اور اہم فقہی تحقیقی ادارہ مرکز تربیت افتاء کے نام سے دارالعلوم امجدیہ اہلسنت ارشد العلوم (۱۹۹۴ء)، اوجھا گنج، ضلع بستی، یوپی میں ۲۵ مارچ ۱۹۹۶ء سے قائم شدہ ہے۔ جس کے بانی مولانا جلال الدین احمد امجدی تھے۔ یہاں علماء کو فتویٰ نویسی کا دو سالہ تربیتی

Marfat.com

کورس کرایا جاتا ہے۔۲۱ فروری ۱۹۹۹ء کو تربیت افتاء کے پہلے دو سالہ کورس کو چھ مفتیان حضرات نے جبکہ ۲۹ اپریل ۲۰۰۱ء کو منعقد ہونے والے دوسرے جلسہ میں اٹھارہ مفتیان حضرات نے مکمل کیا۔علاوہ ازیں فن فتوی نویسی کی تربیت کے لیے اپریل ۱۹۹۷ء سے پانچ سالہ مراسلاتی کورسز کا بھی اجراء کیا گیا۔مرکز کے تحت دار القضاء بھی قائم ہے، جہاں مسلمانانِ ہند کے مذہبی معاملات کے بارے میں فیصلے کیے جاتے ہیں۔

دار العلوم امجدیہ اہلسنت ارشد العلوم اور مرکز تربیت افتاء میں بھارت اور بیرون بھارت سے آمدہ سوالات کے جوابات پر مشتمل فتاویٰ مرکز تربیت افتاء[26] کے تیرہ حصے شائع شدہ ہیں۔ان میں دار العلوم اور مرکز سے جاری شدہ مختلف علماء کے فتاویٰ درج ہیں۔مولانا جلال الدین امجدی کی وفات تک کے تمام فتاویٰ، ان کے تصدیق شدہ ہیں جبکہ بعد کے فتاویٰ مفتی محمد نظام الدین رضوی اور مفتی محمد ابرار احمد امجدی کے مصدقہ ہیں۔استفتاء کی عبارت کے ساتھ، مستفتی کا نام اور جگہ درج ہے جبکہ تاریخ، فتاویٰ کے آخر میں درج ہے۔ان حصوں میں شامل فتاویٰ عمومی طور پر مختصر ہیں لیکن باحوالہ ہونے کے ساتھ ساتھ عام فہم بھی ہیں۔

شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی

مولانا محمد اختر رضا خاں قادری ازہری نے بریلی میں شرعی کونسل آف انڈیا قائم کی، تاکہ نوازل جدیدہ اور حوادث نو پید کے احکام کا استخراج شریعت کے دائرے میں اصولِ احناف کے مطابق کیا جائے اور ان کا شرعی حل ڈھونڈا جائے۔شرعی کونسل کے تحت پہلا فقہی سیمینار ۲۔۳ ستمبر ۲۰۰۴ء کو بریلی میں منعقد ہوا۔جس میں نماز میں لاؤڈ سپیکر کے استعمال، اجارہ تراویح، سفر میں جمع بین الصلاتین اور طلاق مغلظہ پر ہندوستان بھر سے آئے ہوئے علماء وفقہاء نے چار نشستوں میں اظہار خیال کیا۔

نماز میں لاؤڈ سپیکر کے استعمال کے متعلق شرعی کونسل نے اپنے متفقہ فیصلہ میں بیان کیا کہ کیونکہ لاؤڈ سپیکر کی آواز متکلم کی عین آواز نہیں ہے، اس لیے محض لاؤڈ سپیکر سے مسموع آواز پر

Marfat.com

اقتداء، احناف کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔اجارہ تراویح کے بارے میں شرعی کونسل نے اپنے متفقہ فیصلہ میں اس کوحرام قرار دیا۔اسی طرح طلاق کے بارے میں شرعی کونسل نے اپنے متفقہ فیصلہ میں، حدیث صحیح مرفوع کی روشنی میں قرار دیا کہ ایک نشست میں تین طلاقیں، تین ہی واقع ہوں گی۔البتہ شرعی کونسل نے عوام کو تنبیہ کی کہ وہ طلاق دینے میں عجلت سے کام نہ لیں۔[۲۷]

۲۱۔۲۲ اگست ۲۰۰۵ء کو شرعی کونسل کا دوسرا سیمینار منعقد ہوا جس میں اثبات رویت ہلال، ٹیلی فون اور انٹرنیٹ پر خرید وفروخت اور نکاح کے حکم کے بارے میں شرعی فیصلے کیے گئے۔[۲۸] اس سلسلہ کا تیسرا دوروزہ فقہی سیمینار ۸۔۹ جولائی ۲۰۰۶ کو بریلی میں منعقد ہوا۔جس میں میڈیکل انشورنس، رمی جماراور رویت ہلال کے بارے میں شرعی فیصلے کیے گئے۔[۲۹]

۲۸۔۲۹ جولائی ۲۰۰۷ء کو اس سلسلہ کا چوتھا فقہی سیمینار ہوا۔جس میں ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعے بچہ پیدا کرنا اور اختلاف زمان ومکان کی صورت میں وکیل وموکل کے یہاں قربانی کے اوقات واسباب جیسے موضوعات کے بارے میں شرعی فیصلے کیے گئے۔[۳۰]

۲۵۔۲۷ جولائی ۲۰۰۸ء کو بریلی میں پانچواں فقہی سیمینار ہوا۔جس میں حوالہ ودوممالک کی کرنسی کے تبادلہ کا حکم، تبدیلی جنس کی شرعی حیثیت اور منیٰ ومزدلفہ کی توسیع وتحدید کی شرعی حیثیت کے بارے میں شرعی فیصلے کیے گئے۔[۳۱] شرعی کونسل کا سولہواں فقہی سیمینار فروری ۲۰۰۹ء کو ہوا۔[۳۲]

فقہی سیمینار بورڈ، دہلی

فقہی سیمینار بورڈ، دہلی کے تحت جولائی ۲۰۰۳ء سے لے کر جولائی ۲۰۰۵ء تک، ہندوستان کے مختلف شہروں میں سات سیمینارز منعقد ہوئے، جن میں مرغ کو کھولتے ہوئے پانی میں ڈالنے کا مسئلہ، بم سے مچھلیوں کا شکار، مرد طبیبوں سے عورت کا علاج، اعضاء کی پیوند کاری، علاج کے لیے خون کا استعمال، کفری کلمات پر مشتمل ترانہ پڑھنا کیسا؟ مسلم ہوٹل کے نام سے معروف ہوٹلوں میں گوشت کھانا جائز ہے یا ناجائز؟ تصویر کھینچنے اور کھینچانے کی مختلف صورتوں کا تفصیلی حکم، انجکشن لگنے سے روزہ فاسد ہوگا یا نہیں؟ انکم ٹیکس کے ضرر سے بچنے کے لیے بینک سے

Marfat.com

قرض لینا جائز ہے یا نہیں؟ واشنگ مشین میں کپڑے دھونے کا حکم، ٹیلی فون اور انٹرنیٹ پر نکاح صحیح ہے یا نہیں؟ حالت احرام میں خوشبو آمیز مشروبات پینے کا حکم، ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا حکم، غیر مسلم ممالک میں قرض لے کر مکان کی خریداری، روزہ میں گل منجن کا استعمال، صاحب زمین پر صدقہ فطر وقربانی کا وجوب، برطانیہ وغیرہ کے بعض ایام میں عشاء وسحری سے متعلق حکم، اسلام اور ضبط ولادت، کاریگروں سے فرمائش کر کے سامان تیار کرانے کا معاہدہ، پرنٹنگ ایجنسی کے احکام، جدید ذرائع ابلاغ اور مسائل ہلال، استفاضہ اور اس کے تحقیق کی صورتیں، دوملکوں کی کرنسیوں کا ادھار تبادلہ و حوالہ، طویل المیعاد قرضوں کی میعاد کا حکم، استفاضہ اور خبر معتبر کی مختلف صورتوں کے بارے میں شرعی فیصلے کیے گئے۔[۳۳]

Marfat.com

حواشی وحوالہ جات

۱۔ سیّد نذیر علی شاہ عسکری، تاریخ بہاولپور، بہاولپور، ۱۹۷۱ء، ص ۹۷

2. Daily Pakistan Observer (Dacca), April 25,1949.

3. Government of Pakistan, *The Constitution Of The Islamic Republic Of Pakistan*, Karachi, 1956, p.144.

4. *Ibid.*, p.143.

5. Government of Pakistan, *The Constitution Of The Republic Of Pakistan,* Karachi, 1962, p.97.

۶۔ ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، س۔ن، ص ۲۱، ۲۷، ۳۶

۷۔ محمد خالد مسعود (مرتب) طبی فقہی مسائل ورکشاپ: ایک مختصر جائزہ، اسلام آباد، ۱۹۹۵ء، ص ۸

۸۔ ایضاً، ص ۴۶

9. *The Constitution Of The Republic Of Pakistan*, *op.cit.*, pp.95-97.

10. Government of Pakistan, *The Constitution Of The Islamic Republic Of Pakistan*, Islamabad, 1990, pp. 157, 159.

۱۱۔ اسلامی نظریاتی کونسل، فائنل رپورٹ، اسلام آباد، ۱۹۹۸ء، ص ز، ح

۱۲۔ روئیداد: بنوں فقہی کانفرنس، بنوں، س۔ن، ص ۴

۱۳۔ سیّد نصیب علی شاہ اور محمد عبداللہ (مرتبین)، جدید فقہی تحقیقات، کراچی، س۔ن

۱۴۔ روئیداد: بنوں فقہی کانفرنس، بحوالہ سابقہ، ص ۱۸

۱۵۔ دوسری بنوں فقہی کانفرنس، بنوں، س۔ن، ص ۶۔۸

۱۶۔ مفتی نعمت اللہ حقانی (مرتب)، امام ابوحنیفہؒ کی محدثانہ حیثیت، لاہور، ۲۰۰۶ء

Marfat.com

۱۷۔ روئیداد: اسلام آباد فقہی سیمینار، بنوں، س۔ن، ص ۷۔۸

۱۸۔ روزنامہ نوائے وقت (لاہور)، ۱۴ دسمبر ۲۰۰۴ء

۱۹۔ مفتی عظمت اللہ بنوی (ترتیب)، روئیداد چھٹا بنوں فقہی اجتماع، بنوں، س۔ن

۲۰۔ رحمت اللہ ندوی، ''مجلس تحقیقات شرعیہ: ندوۃ العلماء، لکھنؤ: تعارف، خدمات اور منصوبے''، سہ ماہی فکر اسلامی (بستی) (معاصر فقہ اسلامی نمبر)، جولائی ۱۹۹۹ء۔ جون ۲۰۰۰ء، ص ۳۶۸۔۳۷۱

۲۱۔ مفتی عمیر عالم قاسمی، ''ادارہ مباحث فقہیہ: ایک تعارف''، فکر اسلامی، بحوالہ سابقہ، ص ۳۷۶۔۳۷۷ اور ماہنامہ البلاغ (کراچی)، فروری ۲۰۰۶ء، ص ۳۹۔۵۱

۲۲۔ مجاہد الاسلام قاسمی (مرتبہ)، جدید فقہی مباحث (جلد اوّل)، کراچی، س۔ن، (جلد دوّم)، کراچی، س۔ن، (جلد سوّم)، کراچی، س۔ن، (جلد چہارّم)، کراچی، س۔ن، (جلد پنجم)، کراچی، س۔ن، (جلد ششم)، کراچی، س۔ن، (جلد ہفتم)، کراچی، س۔ن، (جلد ہشتم)، کراچی، س۔ن، (جلد نہم)، کراچی، س۔ن، (جلد دہم)، کراچی، س۔ن، (جلد یازدہم)، کراچی، س۔ن، (جلد دوازدہم)، کراچی، س۔ن، (جلد سیزدہم)، کراچی، ۲۰۰۱ء، (جلد چہاردہم)، کراچی، ۲۰۰۱ء، (جلد پانزدہم)، کراچی، س۔ن، (جلد شانزدہم)، کراچی، س۔ن اور (جلد ہفدہم)، کراچی، س۔ن

۲۳۔ مجاہد الاسلام قاسمی (ترتیب)، اہم فقہی فیصلے، نئی دہلی، ۲۰۰۱ء۔ اس میں فروری ۲۰۰۰ء تک منعقد ہونے والے بارہ فقہی سیمینارز کے فیصلے اور تجاویز شامل ہیں۔

۲۴۔ مجلس شرعی، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، صحیفۂ فقہ اسلامی، مبارک پور، س۔ن، ص ۱۰۔۱۲

۲۵۔ ایضاً، ص ۱۱۱، ماہنامہ اشرفیہ (مبارک پور)، جون ۲۰۰۵ء، ص ۹، جون ۲۰۰۷ء، ص ۳، ۷ اور مئی ۲۰۰۸ء، ص ۴۱۔۴۶

۲۶۔ فتاویٰ مرکز تربیت افتاء (سال اوّل)، مہراج گنج، ضلع بستی، ۱۹۹۶ء، (سال دوّم)، مہراج گنج، ۱۹۹۷ء، (سال سوّم)، مہراج گنج، ۱۹۹۸ء، (سال چہارّم)،

Marfat.com

اوجھا گنج، ضلع بستی، ۱۹۹۹ء، (سال پنجم)، اوجھا گنج، ۲۰۰۰ء، (سال ششم)، اوجھا گنج، ۲۰۰۱ء، (سال ہفتم)، اوجھا گنج، ۲۰۰۲ء، (سال ہشتم)، اوجھا گنج، ۲۰۰۳ء، (سال دہم)، اوجھا گنج، ۲۰۰۵ء، (سال یازدہم)، اوجھا گنج، ۲۰۰۶ء، (سال دوازدہم)، اوجھا گنج، ۲۰۰۷ء اور (سال سیزدہم)، اوجھا گنج، ۲۰۰۸ء

۲۷۔ ماہنامہ معارف رضا (کراچی)، اکتوبر ۲۰۰۴ء، ص ۳۵۔۳۷

۲۸۔ معارف رضا، اکتوبر ۲۰۰۵ء، ص ۴۴۔۴۵

۲۹۔ ماہنامہ کنزالایمان (دہلی)، اکتوبر ۲۰۰۶ء، ص ۵۱۔۵۴

۳۰۔ کنزالایمان، اکتوبر ۲۰۰۷ء، ص ۵۷۔۵۸

۳۱۔ کنزالایمان، اکتوبر ۲۰۰۸ء، ص ۱۶۔۲۰

۳۲۔ اشرفیہ، مئی۔جون ۲۰۰۹ء، ص ۴۵

۳۳۔ فقہی سیمینار بورڈ، جامع مسجد دہلی، کاروائی رجسٹر، مملوکہ کتب خانہ امجدیہ، دہلی

Marfat.com

اختتامیہ

Marfat.com

Marfat.com

جنوبی ایشیا، خصوصاً برعظیم پاکستان، بنگلہ دیش اور بھارت کے علماء وفقہاء نے قرآن مجید اور احادیث نبوی سے متعلقہ علوم وفنون کی گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ اسی طرح علم فقہ، خصوصاً فقہ حنفی کے لیے بھی ان کی علمی خدمات قابل صد تحسین ہیں۔ ان علماء وفقہاء نے اپنے مجموعہ ہائے فتاویٰ اور فقہی کتب کے ذریعے جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کے لیے خصوصاً اور دنیا بھر کے اردوداں انسانوں کے لیے عموماً ایک کامیاب، پرسکون اور بامقصد اسلامی طرز زندگی کے لیے، واضح ہدایت اور منہاج کو بیان کر دیا ہے۔

اسلام، تا قیام قیامت بنی نوع انسان کی ہدایت ونجات کا آخری الہامی ذریعہ ہے۔ قرآن مجید، سنت نبوی، قیاس اور اجماع مآخذ قانون اسلامی ہیں اور یہی چاروں علم فقہ کے بھی بنیادی اور اساسی عناصر ہیں۔ اسلام کی دیگر خوبیوں کے علاوہ، ایک خوبی یہ بھی ہے کہ یہ حرکی نظام فکر وعمل کا داعی ہے، جو اپنے بنیادی عقائد اور اصولوں پر قائم رہتے ہوئے بھی، ہر دور اور ہر زمانے کے تقاضوں کو پورا کر سکتا ہے۔ اسلام کے اس حرکی تصور کو علم فقہ، خصوصاً فتاویٰ بہترین طور پر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ دنیا کے کسی بھی علاقے اور کسی بھی دور میں، جب کبھی کوئی نیا فکری یا عملی مسئلہ سامنے آتا ہے تو مسلمان، علماء ومفتی حضرات سے ہی رجوع کرتے ہیں۔ جو پیش آمدہ مسئلہ کے بارے میں شرعی حکم بیان کر دیتے ہیں۔

قرآن مجید ایک زندہ جاوید الہامی کتاب ہدایت ہے۔ سنت نبوی تمام انسانوں، خصوصاً امت مسلمہ کے لیے بہترین اسوۂ حسنہ کا درجہ رکھتی ہے۔ اجماع، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد، ہر دور اور ہر زمانے میں ہوتا رہا ہے۔ اسی طرح قیاس، خصوصاً آج کی جدید دنیا کے حالات وواقعات اور تقاضوں کے پیش نظر، نئے اور جدید مسائل کے حل کے لیے علماء اور مفتی حضرات کے لیے ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ قیاس، خصوصاً فقہ حنفی میں اجتہاد کی بنیاد ہے۔

آج کی جدید اور ترقی یافتہ دنیا کے مسائل اور ان کے متعلق شرعی احکام، قدیم کتب فقہ میں موجود نہیں اور شاید ہی ان کی کوئی نظیر بھی ان قدیم فقہی کتب میں موجود ہو۔ اس لیے لامحالہ، علماء اور مفتی حضرات کو ان نئے مسائل کے حل کے لیے، قرآن مجید اور سنت نبوی کے دائرہ میں رہتے ہوئے، اجتہاد کرنا پڑتا ہے اور اس اجتہاد کی بنیاد پر فتویٰ جاری کرنا پڑتا ہے۔ جو اجتہاد مطلق کی شکل

Marfat.com

بن جاتا ہے۔ اگرچہ عام خیال یہی ہے کہ نئے مسائل کے حل کرنے کے لیے جو فتاویٰ جاری کیے جاتے ہیں وہ اجتہاد فی المذہب کا درجہ رکھتے ہیں۔ لیکن اجتہاد فی المذہب میں بھی مفتی کو اپنی فقہ کا مقلد ہونے کے ساتھ ساتھ، مجتہدانہ سوچ سے بھی کام لینا پڑتا ہے۔ اس لیے یہ بھی اجتہاد کی ہی ایک شکل بن جاتی ہے۔

علم فقہ کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ حالات اور وقت کے بدلنے سے احکام بھی بدل جاتے ہیں۔ تاہم اصول شریعت میں تغیر نہیں ہو سکتا، وہ ازلی اور ابدی ہیں۔ آج کے دور میں جب ایک 'نئے' اور 'متفقہ' فقہ کی ترتیب و تدوین اور نفاذ کے حق میں صدائیں بلند ہو رہی ہیں اور جس کا لازمی اور منطقی نتیجہ اہل سنت و جماعت کے معروف چار فقہی مذاہب کا خاتمہ ہے۔ ایسی صداؤں اور کوششوں کو دبانے اور ختم کرنے کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ علماء و فقہائے احناف، پورے اعتماد اور شرح صدر کے ساتھ، فقہ حنفی کو زمانہ کے بدلتے ہوئے حالات اور عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کریں تاکہ حنفی المذہب مسلمانوں کو اپنے قدیم اور روایتی فقہی مسائل کے ساتھ ساتھ، جدید مسائل کا مؤثر اور قابل عمل حل بھی فقہ حنفی سے ہی مل سکے۔

Marfat.com

کتابیات

Marfat.com

Marfat.com

اخبارات

اردو

روزنامہ نوائے وقت (لاہور)

انگریزی

Daily *Pakistan Observer* (Dacca)

رسائل

اردو

سالنامہ معارف رضا (کراچی)

سہ ماہی پیغام رضا (پوکھریرا)

سہ ماہی فکر اسلامی (بستی)

ماہنامہ اشرفیہ (مبارک پور)

ماہنامہ البلاغ (کراچی)

ماہنامہ الرشید (ساہیوال، لاہور)

ماہنامہ ترجمان اہلسنت (کراچی)

ماہنامہ ضیائے حرم (لاہور)

ماہنامہ کنز الایمان (دہلی)

ماہنامہ معارف رضا (کراچی)

ماہنامہ نور الحبیب (بصیر پور)

انگریزی

Annales Islamologiques (Caire)
Hamdard Islamicus (Karachi)
Islamic Culture (Hyderabad - Deccan)

Marfat.com

غیر مطبوعہ مقالہ جات

اردو

یوسف، حافظ غلام،''پاک و ہند میں چودھویں صدی ہجری کے دوران فتاویٰ کا تدریجی ارتقاء''، پی ایچ ڈی مقالہ، کراچی: کراچی یونیورسٹی، ۱۹۹۹ء

انگریزی

Ziauddin, "A Study Of Fiqh Literature In Urdu: Since 1857 A. D."(M. Phil Thesis), Aligarh: Aligarh Muslim University, 1996.

---------------, "Contribution Of India To Fiqh Literature In Arabic Upto 1857".(Ph.D.Thesis), Aligarh: Aligarh Muslim University, 2000.

کتب

اردو

اثری، ارشاد الحق، مسلک احناف اور مولانا عبدالحیؒ لکھنوی، دہلی، ۲۰۰۱ء

احسن، حفیظ الرحمن (مرتب)، ۵۔اے ذیلدار پارک (حصہ سوم)، لاہور، ۱۹۹۱ء

احمد، سید اقبال، تاریخ شیراز ہند جونپور، جونپور، ۱۹۶۳ء

احمد، شمس الدین، قانون شریعت (دو حصے)، ساہیوال، ۱۹۸۱ء

احمد، فیض، مہر منیر، لاہور، ۱۹۹۱ء

احمد، محمد سعید (ترجمہ)، مکتوبات امام ربانی (دفتر دوم) (حصہ دوم)، (شیخ احمد سرہندی)، دہلی، ۱۹۷۲ء

احمد، محمد مسعود، حیات امام اہل سنت، لاہور، ۱۹۸۴ء

-------------(مرتبہ)، ضیاء الاسلام، کراچی، ۱۹۹۷ء

-------------، فتاویٰ مسعودی، کراچی، ۱۹۸۷ء

-------------، فتاویٰ مظہری (جلد اوّل و جلد دوم)، کراچی، ۱۹۸۴ء

Marfat.com

-------------،مولانا محمد عبدالقدیر بدایونی، لاہور،۱۹۷۸ء

ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، س۔ن

اسرائیلی، خلیل احمد (مترجم)، حجۃ اللہ البالغہ (جلد اوّل)، (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)،

لاہور، ۱۹۷۷ء

اسلامی نظریاتی کونسل، فائنل رپورٹ، اسلام آباد، ۱۹۹۸ء

اشرفیہ مجلس علم و تحقیق (مرتب)، جامع الفتاویٰ (جلد اول)، ملتان، ۲۰۰۸ء

-------------، جامع الفتاویٰ (جلد دوم)، ملتان، ۲۰۰۸ء

-------------، جامع الفتاویٰ (جلد سوم)، ملتان، ۲۰۰۸ء

-------------، جامع الفتاویٰ (جلد چہارم)، ملتان، ۲۰۰۸ء

-------------، جامع الفتاویٰ (جلد پنجم)، ملتان، ۲۰۰۸ء

-------------، جامع الفتاویٰ (جلد ششم)، ملتان، ۲۰۰۸ء

-------------، جامع الفتاویٰ (جلد ہفتم)، ملتان، ۲۰۰۸ء

-------------، جامع الفتاویٰ (جلد ہشتم)، ملتان، ۲۰۰۸ء

-------------، جامع الفتاویٰ (جلد نہم)، ملتان، ۲۰۰۸ء

-------------، جامع الفتاویٰ (جلد دہم)، ملتان، ۲۰۰۸ء

-------------، جامع الفتاویٰ (جلد یازدہم)، ملتان، ۲۰۰۸ء

اصلاحی، امین احسن، توضیحات، لاہور، ۱۹۷۳ء

اصلاحی، محمد یوسف، آسان فقہ (جلد اوّل)، لاہور، ۱۹۸۰ء

-------------، آسان فقہ (جلد دوّم)، لاہور، ۱۹۸۱ء

-------------، مسائل اور ان کا حل، لاہور، ۱۹۹۱ء

اعظمی، عبدالمصطفیٰ، اسلامی شریعت، لاہور، س۔ن

اعظمی، محمد الیاس، فتاویٰ نوریہ: ایک تقابلی مطالعہ، لاہور، ۲۰۰۵ء

اعظمی، محمد امجد علی، فتاویٰ امجدیہ (جلد اوّل)، کراچی، ۱۹۸۰ء

Marfat.com

--------------،فتاویٰ امجدیہ (جلد دوّم)، کراچی، س۔ن
--------------،فتاویٰ امجدیہ (جلد سوّم)، کراچی، ۱۹۹۷ء
--------------،فتاویٰ امجدیہ (جلد چہارّم)، کراچی، ۱۹۹۷ء
اعظمی، مفتی عبدالمنان، فتاویٰ بحرالعلوم (جلد اوّل)، لاہور، ۲۰۱۰ء
--------------،فتاویٰ بحرالعلوم (جلد دوّم)، لاہور، ۲۰۱۰ء
--------------،فتاویٰ بحرالعلوم (جلد سوم)، لاہور، ۲۰۱۰ء
--------------،فتاویٰ بحرالعلوم (جلد چہارم)، لاہور، ۲۰۱۰ء
--------------،فتاویٰ بحرالعلوم (جلد پنجم)، لاہور، ۲۰۱۰ء
--------------،فتاویٰ بحرالعلوم (جلد ششم)، لاہور، ۲۰۱۰ء
اعظمی، مفتی نظام الدین، منتخبات نظام الفتاویٰ (جلد اوّل)، دیوبند، ۱۹۷۹ء
--------------،منتخبات نظام الفتاویٰ (جلد دوّم)، نئی دہلی، ۱۹۹۷ء
اکرام، شیخ محمد، آب کوثر، لاہور، ۱۹۶۵ء
--------------،رودکوثر، لاہور، ۱۹۶۸ء
الازہری، عبدالمصطفیٰ، وقارالدین رضوی اور قاری محبوب رضا خاں (مرتبین)، بہارشریعت (حصہ ہشتر دہم)، کراچی، ۱۹۷۹ء
البرکاتی، جیش محمد الصدیقی، العطایا الالھیۃ فی الفتاویٰ البرکاتیۃ المعروف بہ فتاویٰ برکات (جزّ و اوّل)، پٹنہ، ۱۹۸۷ء
البرکاتی، محمد خلیل خان القادری، احسن الفتاویٰ المعروف فتاویٰ خلیلیہ (جلد اول)، لاہور، ۲۰۰۸ء
--------------،احسن الفتاویٰ المعروف فتاویٰ خلیلیہ (جلد دوم)، لاہور، ۲۰۰۸ء
--------------،احسن الفتاویٰ المعروف فتاویٰ خلیلیہ (جلد سوم)، لاہور، ۲۰۰۸ء
الحسن، خواجہ عزیز و عبدالحق (ترتیب)، اشرف السوانح (جلد اوّل)، ملتان، ۱۹۸۵ء
الحسینی، قاضی محمد زاہد، خلاصہ فقہ اسلامی، کیمبل پور، ۱۹۶۳ء
القادری، نورمحمد نعیمی نعیم اور محمد رضوان القادری نعیمی (ترتیب)، مسائل خزائن العرفان، ممبئی، ۲۰۰۱ء

Marfat.com

الوری، مفتی محمد محمود احمد، رکن دین (حصّہ سوّم)، سیالکوٹ، ۱۹۷۷ء
-----------، رکن دین (حصّہ چہارم)، سیالکوٹ، ۱۹۷۵ء
-----------، رکن دین (حصّہ پنجم)، سیالکوٹ، ۱۹۷۸ء
الیاسینی، محمد قاسم، فتاویٰ قاسمیہ (جلد اوّل)، گڑھی یاسین، س۔ن
امجدی، جلال الدین احمد، انوار شریعت، لاہور، س۔ن
-----------، ضروری مسائل، لاہور، ۲۰۰۳ء
امجدی، مفتی جلال الدین احمد، فتاویٰ برکاتیہ، مہراج گنج، ۱۹۹۸ء
-----------، فتاویٰ فیض الرسول (جلد اوّل)، لاہور، ۱۹۹۲ء
-----------، فتاویٰ فیض الرسول (جلد دوّم)، لاہور، ۱۹۹۳ء
-----------، فتاویٰ فیض الرسول (جلد سوّم)، لاہور، ۱۹۹۸ء
امجدی، مفتی محمد ابرار احمد، مفتی اشتیاق احمد امجدی اور مفتی محمد اویس القادری (مرتبین)، فتاویٰ فقیہ ملّت معروف بہ فتاویٰ مرکز تربیت افتاء (جلد اوّل)، لاہور، ۲۰۰۵ء
-----------، فتاویٰ فقیہ ملّت معروف بہ فتاویٰ مرکز تربیت افتاء (جلد دوّم)، لاہور، ۲۰۰۵ء
امینی، محمد تقی، اسلام اور جدید دور کے مسائل، کراچی، ۱۹۸۸ء
-----------، فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر، لاہور، ۱۹۷۹ء
انجمن مستشار العلماء، مجموعہ فتاویٰ صابریہ (جلد اوّل)، لاہور، ۱۹۰۷ء
انصاری، محمد رضا (مرتب)، فتاویٰ فرنگی محل، موسوم بہ فتاویٰ قادریہ لکھنؤ، ۱۹۶۵ء
انور، مفتی محمد (مرتبہ)، خیر الفتاویٰ (جلد اوّل)، ملتان، ۱۹۸۷ء
-----------، خیر الفتاویٰ (جلد دوّم)، ملتان، ۱۹۹۱ء
-----------، خیر الفتاویٰ (جلد سوّم)، ملتان، ۱۹۹۳ء
-----------، خیر الفتاویٰ (جلد چہارم)، ملتان، ۱۹۹۷ء
-----------، خیر الفتاویٰ (جلد پنجم)، ملتان، ۱۹۹۹ء
اویسی، محمد فیض احمد، جدید مسائل کے شرعی احکام، کراچی، ۲۰۰۴ء

Marfat.com

-------------،فتاویٰ اویسیہ (جلد اوّل)، کراچی، س۔ن

بدایونی، محمد عبدالحامد قادری، فلسفہ عبادات اسلامی، لاہور، ۲۰۱۰ء

-------------، نظام عمل، بدایوں، س۔ن

بارق، معراج محمد (مترجم)، اسلامی دنیا میں فقہی مذاہب اربعہ کا فروغ مع تاریخ فقہ اسلامی کا تجزیاتی مطالعہ (احمد تیمور پاشا اور ابوزہرہ)، کراچی، س۔ن

برکاتی، مفتی محمد خلیل خاں قادری، سنی بہشتی زیور (چار حصے)، لاہور، س۔ن

-------------، ہمارا اسلام (پانچ حصے)، لاہور، س۔ن

بریلوی، احمد رضا خاں، عرفان شریعت (تین حصے)، لاہور، س۔ن

بریلوی، احمد رضا محدث، فتاویٰ کرامات غوثیہ، لاہور، ۱۹۹۵ء

بریلوی، شاہ احمد رضا خاں، فتاویٰ افریقہ، لاہور، ۱۹۸۸ء

بریلوی، محمد احمد رضا خاں، رسائل رضویہ (حصہ اوّل)، لاہور، ۱۹۸۸ء

بلرامپوری، نور محمد نعیم القادری (مرتب)، فتاویٰ صدر الافاضل، ممبئی، ۲۰۰۷ء

بنوی، مفتی عظمت اللہ (ترتیب)، روئیداد چھٹا بنوں فقہی اجتماع، بنوں، س۔ن

بھٹی، محمد اسحاق، برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ، لاہور، ۱۹۷۳ء

-------------، فقہائے پاک و ہند: تیرہویں صدی ہجری (جلد سوم)، لاہور، ۱۹۸۹ء

بھیروی، غلام قادر، اسلام کی ۱۱ کتابیں، لاہور، ۱۹۹۸ء

بیگ، مظفر (مرتبہ)، ۵۔اے ذیلدار پارک (حصہ اوّل)، لاہور، ۱۹۷۸ء

پھلواروی، شاہ محمد جعفر، اجتہادی مسائل، لاہور، ۱۹۵۹ء

-------------، اسلام اور فطرت، لاہور، ۱۹۶۴ء

پھلواروی، محمد جعفر شاہ ندوی، الدین یسر''، لاہور، ۱۹۵۵ء

تھانوی، اشرف علی، احکام اسلام عقل کی نظر میں (تین حصے)، کراچی، س۔ن

-------------، بہشتی زیور مکمل و مدلل (حصہ اوّل تا پنجم)، دیوبند، س۔ن

-------------، بہشتی زیور مکمل و مدلل (حصہ ششم تا یازدہم)، دیوبند، س۔ن

Marfat.com

----------، تعلیم الدین، کراچی، ۱۹۸۸ء

----------، فتاویٰ اشرفیہ (تین حصے)، کراچی، س۔ن

جونپوری، عبدالاوّل، مفید المفتی، ملتان، ۱۹۸۱ء

جونپوری، کرامت علی، مفتاح الجنۃ، بمبئی، ۱۸۶۶ء

جیلانی، سیّد ضیاء الحسن (مرتب)، ریاض الفتاویٰ (جلد اوّل)، کراچی، ۲۰۰۱ء

----------، ریاض الفتاویٰ (جلد دوّم)، کراچی، ۲۰۰۱ء

----------، ریاض الفتاویٰ (جلد سوّم)، کراچی، ۲۰۰۱ء

جیلانی، قاضی غلام، فتاویٰ فتاح الجنۃ، شمس آباد، ۱۹۶۰ء

جیلانی، نور حکیم (مرتب)، فتاوے نظیریہ، پشاور، ۲۰۰۶ء

چاٹگامی، مفتی محمد عبدالسلام، جواہر الفتاویٰ (جلد اوّل)، کراچی، س۔ن

----------، جواہر الفتاویٰ (جلد دوّم)، کراچی، س۔ن

----------، جواہر الفتاویٰ (جلد سوّم)، کراچی، س۔ن

حجازی، اختر (مرتب)، استفسارات (حصہ اوّل)، لاہور، ۱۹۹۲ء

----------، استفسارات (حصہ دوّم)، لاہور، ۱۹۹۲ء

----------، استفسارات (حصہ سوّم)، لاہور، ۱۹۹۹ء

حسن، مفتی گل، کتاب الفتاویٰ (جلد اوّل)، کراچی، ۲۰۰۸ء

----------، کتاب الفتاویٰ (جلد دوم)، کراچی، ۲۰۰۸ء

----------، کتاب الفتاویٰ (جلد سوئم)، کراچی، ۲۰۰۸ء

حسین، سید اصغر، فقہ الحدیث، کراچی، س۔ن

حسین، سید نائب (مترجم)، جامع ترمذی شریف (ابوعیسیٰ ترمذی)، لاہور، ۱۹۶۳ء

حقانی، مفتی مختار اللہ (مرتب)، فتاویٰ حقانیہ (جلد اوّل)، اکوڑہ خٹک، ۲۰۰۳ء

----------، فتاویٰ حقانیہ (جلد دوّم)، اکوڑہ خٹک، ۲۰۰۳ء

----------، فتاویٰ حقانیہ (جلد سوّم)، اکوڑہ خٹک، ۲۰۰۳ء

Marfat.com

-----------، فتاویٰ حقانیہ (جلد چہارم)، اکوڑہ خٹک، ۲۰۰۳ء

-----------، فتاویٰ حقانیہ (جلد پنجم)، اکوڑہ خٹک، ۲۰۰۳ء

-----------، فتاویٰ حقانیہ (جلد ششم)، اکوڑہ خٹک، ۲۰۰۳ء

حقانی، مفتی نعمت اللہ (مرتب)، امام ابوحنیفہؒ کی محدثانہ حیثیت، لاہور، ۲۰۰۶ء

حمید اللہ، محمد، امام ابوحنیفہؒ کی تدوین قانون اسلامی، کراچی، ۱۹۸۳ء

-----------، خطبات بہاولپور، اسلام آباد، ۱۹۹۲ء

خاں، احمد یار، اسرار الاحکام بہ انوار القرآن، کلکتہ، س۔ن

خاں، شاہ محمد احمد رضا، العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ (جلد اوّل)، کراچی، ۱۹۸۹ء

-----------، العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ (جلد دوّم)، کراچی، ۱۹۹۱ء

-----------، العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ (جلد سوّم)، کراچی، ۱۹۹۰ء

-----------، العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ (جلد چہارم)، کراچی، ۱۹۹۰ء

-----------، العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ (جلد پنجم)، کراچی، س۔ن

-----------، العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ (جلد ششم)، کراچی، ۱۹۹۲ء

-----------، العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ (جلد ہفتم)، کراچی، ۱۹۹۱ء

-----------، العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ (جلد ہشتم)، کراچی، س۔ن

-----------، العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ (جلد نہم)، کراچی، س۔ن

-----------، العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ (جلد دہم)، کراچی، ۱۹۹۲ء

-----------، العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ (جلد یازدہم)، کراچی، س۔ن

-----------، العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ (جلد دوازدہم)، بمبئی، ۱۹۹۴ء

خاں، شاہ محمد مصطفےٰ رضا، المکرمۃ النبویۃ فی الفتاویٰ المصطفویۃ، بمبئی، ۲۰۰۰ء

خاں، محمد ریاست علی، جامع الفتاویٰ (جلد اوّل)، شاہ جہان پور، س۔ن

خاں، محمد عبد الغفار (مرتبہ)، فتاویٰ ارشادیہ (جلد اوّل)، آگرہ، ۱۹۲۸ء

-----------، فتاویٰ ارشادیہ (جلد دوّم)، آگرہ، ۱۹۲۸ء

Marfat.com

خاں، محمد نقی علی، جواہر البیان فی اسرار الارکان، ڈسکہ، ۱۹۹۹ء

دانش گاہ پنجاب، لاہور، اردو دائرہ معارف اسلامیہ (جلد ۱۵)، لاہور، ۱۹۷۵ء

درانی، محمد ریاض (مرتب)، فتاویٰ مفتی محمود (جلد اوّل)، لاہور، ۲۰۰۱ء

----------، فتاویٰ مفتی محمود (جلد دوّم)، لاہور، ۲۰۰۳ء

----------، فتاویٰ مفتی محمود (جلد سوّم)، لاہور، ۲۰۰۲ء

----------، فتاویٰ مفتی محمود (جلد چہارم)، لاہور، ۲۰۰۶ء

----------، فتاویٰ مفتی محمود (جلد پنجم)، لاہور، ۲۰۰۵ء

----------، فتاویٰ مفتی محمود (جلد ششم)، لاہور، ۲۰۰۵ء

----------، فتاویٰ مفتی محمود (جلد ہفتم)، لاہور، ۲۰۰۵ء

----------، فتاویٰ مفتی محمود (جلد ہشتم)، لاہور، ۲۰۰۶ء

دوسری بنوں فقہی کانفرنس، بنوں، س۔ن

ربانی، احمد (مرتب)، مقالات مولوی محمد شفیع (جلد چہارم)، لاہور، ۱۹۷۲ء

رحمانی، خالد سیف اللہ، جدید فقہی مسائل (پانچ حصے)، لاہور، س۔ن

----------، راہِ اعتدال، لاہور، ۱۹۹۹ء

----------، قاموس الفقہ (جلد اوّل)، حیدر آباد دکن، ۱۹۸۸ء

رحمٰن، گوہر، تفہیم المسائل (حصہ اوّل)، مردان، ۱۹۹۵ء

----------، تفہیم المسائل (حصہ دوّم)، مردان، ۱۹۹۵ء

----------، تفہیم المسائل (حصہ سوّم)، مردان، ۱۹۹۸ء

----------، تفہیم المسائل (حصہ چہارم)، مردان، ۱۹۹۸ء

----------، تفہیم المسائل (حصہ پنجم)، مردان، ۲۰۰۲ء

رحیم الدین، محمد، فتاویٰ صدارت العالیہ، حیدر آباد دکن، ۳۴-۱۹۳۳ء

رزّاقی، شاھد حسین (ترجمہ)، عربی ادبیات میں پاک وھند کا حصہ (زبید احمد)، لاہور، ۱۹۹۱ء

رسول، مفتی غلام، فتاویٰ برطانیہ، لندن، ۱۹۹۲ء

Marfat.com

-----------،فتاویٰ جماعتیہ (جلد اوّل)، لاہور، ۱۹۸۲ء

-----------،فتاویٰ جماعتیہ (جلد دوّم)، لاہور، س۔ن

رضوی، سید محمود احمد، برکات شریعت (حصہ اوّل)، لاہور، س۔ن

-----------، برکات شریعت (حصہ دوّم)، لاہور، س۔ن

-----------، دین مصطفیٰ، لاہور، س۔ن

-----------، فتاویٰ برکات العلوم، لاہور، س۔ن

رضوی، محمد احمد (مترجم)، فلسفۂ شریعت اسلام (صبحی محمصانی)، لاہور، ۱۹۶۲ء

رضوی، محمد امجد علی اعظمی، بہار شریعت (حصہ اوّل تا نہم)، لاہور، س۔ن

-----------، بہار شریعت (حصہ دہم تا ہفدھم)، لاہور، س۔ن

رضوی، محمد حنیف خاں (مرتب)، اجمل الفتاویٰ المعروف بہ فتاویٰ اجملیّہ (جلد اوّل)، دہلی، ۲۰۰۴ء

-----------، اجمل الفتاویٰ المعروف بہ فتاویٰ اجملیّہ (جلد دوّم)، دہلی، ۲۰۰۴ء

-----------، اجمل الفتاویٰ المعروف بہ فتاویٰ اجملیّہ (جلد سوم)، دہلی، ۲۰۰۴ء

-----------، اجمل الفتاویٰ المعروف بہ فتاویٰ اجملیّہ (جلد چہارم)، دہلی، ۲۰۰۴ء

رضوی، محمد شہاب الدین، مولانا نقی علی خان بریلوی، لاہور، ۱۹۹۶ء

رضوی، محمد فیض احمد اویسی، کارآمد مسائل، بہاولپور، ۲۰۱۰ء

رضوی، مفتی محمد اعظم، فتاویٰ دامن مصطفےٰ (حصہ اوّل)، بریلی، ۱۹۹۹ء

-----------، فتاویٰ دامن مصطفےٰ (حصہ دوّم)، بریلی، س۔ن

رضوی، مفتی محمد وقار الدین قادری، وقار الفتاویٰ (جلد اوّل)، کراچی، ۱۹۹۷ء

-----------، وقار الفتاویٰ (جلد دوّم)، کراچی، ۱۹۹۸ء

-----------، وقار الفتاویٰ (جلد سوم)، کراچی، ۲۰۰۰ء

رضی، حنیفہ، عبداللہ بن مسعودؓ اور ان کی فقہ، لاہور، ۱۹۷۱ء

رکن الدین، شاہ محمد، رکن دین (حصہ دوّم)، سیالکوٹ، ۱۹۷۶ء

Marfat.com

رکن الدین، محمد، فتاویٰ نظامیہ (جلد اوّل)، حیدر آباد دکن، س۔ن
-----------، فتاویٰ نظامیہ (جلد ثانی)، حیدر آباد دکن، س۔ن
-----------، فتاویٰ نظامیہ (جلد ثالث)، حیدر آباد دکن، س۔ن
روئیداد: اسلام آباد فقہی سیمینار، بنوں، س۔ن
روئیداد: بنوں فقہی کانفرنس، بنوں، س۔ن
زیدی، سید ظہیر احمد (مرتب)، بہار شریعت (حصہ نوزدہم)، کراچی، ۱۹۹۷ء
سعد اللہ، مفتی محمد، فتاویٰ السعدیہ فی الفروع الحنفیۃ، دہلی، ۱۹۱۶ء
سعید الرحمٰن، فتاویٰ مجموعہ المسائل (جلد اوّل)، اوگی، س۔ن
سکھروی، مفتی عبد الروف، فقہی رسائل (جلد اوّل)، کراچی، ۱۹۹۸ء
-----------، فقہی رسائل (جلد دوّم)، کراچی، س۔ن
سنبھلی، محمد برہان الدین، موجودہ زمانہ کے مسائل کا شرعی حل، لاہور، ۱۹۹۸ء
سہارن پوری، خلیل احمد، فتاویٰ مظاہر علوم المعروف بہ فتاویٰ خلیلیہ (جلد اوّل)، کراچی، س۔ن
سہسرامی، ساحل (مرتب)، فتاویٰ ملک العلماء، بریلی، ۲۰۰۴ء
شاہ، پیر مہر علی، فتاویٰ مہریہ، راولپنڈی، ۱۹۶۲ء
شاہ، سید زوّار حسین، عمدۃ الفقہ (حصہ اوّل)، کراچی، ۱۹۸۱ء
-----------، عمدۃ الفقہ (حصہ دوّم)، کراچی، ۱۹۸۲ء
-----------، عمدۃ الفقہ (حصہ سوّم)، کراچی، ۱۹۸۴ء
-----------، عمدۃ الفقہ (حصہ چہارم)، کراچی، ۱۹۷۹ء
شاہ، سید محمد اجمل (مرتبہ)، فتاویٰ یٰسین، جھنگ، س۔ن
شاہ، سید محمد دیدار علی، فتاویٰ دیداریہ (جلد اول)، گجرات، ۲۰۰۷ء
شاہ، سیّد نصیب علی اور محمد عبد اللہ (مرتبین)، جدید فقہی تحقیقات، کراچی، س۔ن
شاہ جہان پوری، محمد عبد الحکیم اختر (مرتبہ)، رسائل رضویہ (جلد دوّم)، لاہور، ۱۹۷۶ء
شریفی، مفتی محمد حسام اللہ، آپ کے مسائل اور ان کا حل، کراچی، س۔ن

Marfat.com

شفیع، مفتی محمد، آلات جدیدہ کے شرعی احکام، کراچی، ۱۹۸۳ء
--------------، امداد الفتاویٰ (جلد اوّل)، کراچی، ۱۹۹۳ء
--------------، امداد الفتاویٰ (جلد دوّم)، کراچی، ۱۹۹۳ء
--------------، امداد الفتاویٰ (جلد سوّم)، کراچی، س۔ن
--------------، امداد الفتاویٰ (جلد چہارم)، کراچی، ۱۹۹۴ء
--------------، امداد الفتاویٰ (جلد پنجم)، کراچی، ۱۹۹۲ء
--------------، امداد الفتاویٰ (جلد ششم)، کراچی، ۱۹۹۲ء
--------------، جواہر الفقہ (جلد اوّل)، کراچی، ۱۹۷۵ء
--------------، جواہر الفقہ (جلد دوّم)، کراچی، ۱۹۷۰ء
--------------(مرتب)، فتاویٰ دار العلوم دیوبند (جلد اوّل)، کراچی، ۱۹۷۶ء
--------------، فتاویٰ دار العلوم دیوبند (جلد دوّم)، کراچی، ۱۹۷۷ء
صابری، ابومظہر علی اصغر چشتی، شمیم شریعت، لاہور، ۱۹۸۴ء
طیب، محمد، اجتہاد اور تقلید، لاہور، ۱۹۶۱ء
--------------، دار العلوم دیوبند: دار العلوم دیوبند کی صد سالہ زندگی، دیوبند، ۱۹۶۵ء
ظفیر الدین، محمد (مرتبہ)، فتاویٰ دار العلوم دیوبند (جلد اوّل)، ملتان، س۔ن
--------------، فتاویٰ دار العلوم دیوبند (جلد دوّم)، ملتان، س۔ن
--------------، فتاویٰ دار العلوم دیوبند (جلد سوّم)، ملتان، س۔ن
--------------، فتاویٰ دار العلوم دیوبند (جلد چہارم)، ملتان، س۔ن
--------------، فتاویٰ دار العلوم دیوبند (جلد پنجم)، ملتان، س۔ن
--------------، فتاویٰ دار العلوم دیوبند (جلد ششم)، ملتان، س۔ن
--------------، فتاویٰ دار العلوم دیوبند (جلد ہفتم)، ملتان، س۔ن
--------------، فتاویٰ دار العلوم دیوبند (جلد ہشتم)، ملتان، س۔ن
--------------، فتاویٰ دار العلوم دیوبند (جلد نہم)، ملتان، س۔ن

Marfat.com

-------------،فتاویٰ دارالعلوم دیوبند (جلد دہم)، ملتان، س۔ن

عاصم، محمد، فقہ السنۃ (جلداوّل)، کراچی، ۱۹۷۹ء

-----------، فقہ السنۃ (جلد دوّم)، کراچی، ۱۹۷۹ء

عبدالباری، محمد قیام الدین (مرتبہ)، فتاویٰ قیام الملۃ والدین (جلداوّل)، لکھنؤ، ۱۹۱۷ء

عبدالحکیم، مفتی محمد، فتاویٰ حکیمیہ (جلداوّل)، میرپور، ۱۹۹۷ء

عبدالرحیم، محمد اور محمد یونس رضا (مرتبین)، فتاویٰ بریلی شریف، لاہور، ۲۰۰۲ء

عبدالسلام، محمد (مرتب)، فتاویٰ خیریہ، کراچی، ۱۹۹۹ء

-----------(مرتبہ)، فتاویٰ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور، لاہور، ۲۰۰۳ء

عبدالقادر، خلاصۃ المسائل، کراچی، ۱۹۶۹ء

عبدالمالک، صاحبزادہ محمد، فتاویٰ اکبریہ (جلداوّل)، میانوالی، ۲۰۰۷ء

عبداللہ، حافظ محمد، مخزن الفتاویٰ، کلکتہ، ۱۹۱۳ء

عثمانی، ظفر احمد اور مفتی عبدالکریم گمتھلوی، امدادالاحکام (جلداوّل)، کراچی، س۔ن

-----------، امدادالاحکام (جلد دوّم)، کراچی، س۔ن

-----------، امدادالاحکام (جلد سوّم)، کراچی، س۔ن

-----------، امدادالاحکام (جلد چہارم)، کراچی، س۔ن

عثمانی، عمر احمد، فقہ القرآن (جلداوّل)، کراچی، ۱۹۸۰ء

-----------، فقہ القرآن (جلد دوّم)، کراچی، ۱۹۸۱ء

-----------، فقہ القرآن (جلد سوّم)، کراچی، ۱۹۸۲ء

عثمانی، محمد تقی، ہمارے عائلی مسائل، کراچی، ۱۹۹۲ء

عثمانی، مفتی محمد تقی، فتاویٰ عثمانی (جلداول)، کراچی، ۲۰۰۶ء

-----------، فتاویٰ عثمانی (جلد دوم)، کراچی، ۲۰۰۷ء

-----------، فقہی مقالات (حصہ اوّل)، کراچی، ۱۹۹۴ء

-----------، فقہی مقالات (حصہ دوّم)، کراچی، ۱۹۹۶ء

Marfat.com

-------------،**فقہی مقالات** (جلد ثالث)،کراچی،۱۹۹۸ء

-------------،**فقہی مقالات** (حصہ چہارم)،کراچی،س۔ن

عثمانی،مفتی محمد رفیع،**نوادر الفقہ** (جلد اوّل)،کراچی،۲۰۰۳ء

-------------،**نوادر الفقہ** (جلد دوّم)،کراچی،۲۰۰۳ء

عرفانی،عبدالمالک (مرتبہ)،**فتاویٰ عثمانی**،لاہور،س۔ن

عسکری،سیّد نذیر علی شاہ،**تاریخ بہاولپور**،بہاولپور،۱۹۷۱ء

فاروقی،پیرزادہ اقبال احمد (مرتبہ)،**دارالعلوم انجمن نعمانیہ لاہور کا تعارف**،لاہور،۱۹۹۰ء

فاروقی،ضیاء الحسن اور مشیر الحق (مرتبین)،**فکر اسلامی کی تشکیل جدید**،لاہور،س۔ن

فاروقی،عبدالشکور،**علم الفقہ** (چھ حصے)،کراچی،۱۹۸۱ء

فاروقی،عماد الحسن آزاد (مرتبہ)،**ہندوستان میں اسلامی علوم وادبیات**،نئی دہلی،۱۹۸۶ء

فاروقی،محمد عبدالرحیم خان (مرتب)،**فتاویٰ حامدیہ**،لاہور،۲۰۰۴ء

فتاویٰ آستانہ (جلد اوّل)،دہلی،۱۹۵۵ء

فتاویٰ آستانہ (جلد دوّم)،دہلی،س۔ن

فتاویٰ آستانہ (جلد سوّم)،دہلی،س۔ن

فتاویٰ اہلسنت (سلسلہ نمبر 1)،کراچی،۲۰۰۴ء

فتاویٰ اہلسنت (سلسلہ نمبر 2)،کراچی،س۔ن

فتاویٰ اہلسنت (سلسلہ نمبر 3)،کراچی،س۔ن

فتاویٰ اہلسنت (سلسلہ نمبر 4)،کراچی،۲۰۰۳ء

فتاویٰ اہلسنت (سلسلہ نمبر 5)،کراچی،س۔ن

فتاویٰ اہلسنت (سلسلہ نمبر 6)،کراچی،س۔ن

فتاویٰ اہلسنت (سلسلہ نمبر 7)،کراچی،۲۰۰۴ء

فتاویٰ اہلسنت (آٹھواں حصہ)،کراچی،۲۰۰۸ء

فتاویٰ پاسبان (جلد اوّل)،الٰہ آباد،س۔ن

Marfat.com

فتاویٰ پاسبان (جلد دوّم)، الٰہ آباد، س۔ن

فتاویٰ مرکز تربیت افتاء (سال اوّل)، مہراج گنج، ۱۹۹۶ء

فتاویٰ مرکز تربیت افتاء (سال دوّم)، مہراج گنج، ۱۹۹۷ء

فتاویٰ مرکز تربیت افتاء (سال سوّم)، مہراج گنج، ۱۹۹۸ء

فتاویٰ مرکز تربیت افتاء (سال چہارم)، اوجھا گنج، ۱۹۹۹ء

فتاویٰ مرکز تربیت افتاء (سال پنجم)، اوجھا گنج، ۲۰۰۰ء

فتاویٰ مرکز تربیت افتاء (سال ششم)، اوجھا گنج، ۲۰۰۱ء

فتاویٰ مرکز تربیت افتاء (سال ہفتم)، اوجھا گنج، ۲۰۰۲ء

فتاویٰ مرکز تربیت افتاء (سال ہشتم)، اوجھا گنج، ۲۰۰۳ء

فتاویٰ مرکز تربیت افتاء (سال دہم)، اوجھا گنج، ۲۰۰۵ء

فتاویٰ مرکز تربیت افتاء، (سال یازدہم)، اوجھا گنج، ۲۰۰۶ء

فتاویٰ مرکز تربیت افتاء (سال دوازدہم)، اوجھا گنج، ۲۰۰۷ء

فتاویٰ مرکز تربیت افتاء (سال سیزدہم)، اوجھا گنج، ۲۰۰۸ء

فرید، شیخ، فتاویٰ فریدیہ، راولپنڈی، ۲۰۰۸ء

فقری، عالم، احکام روزہ، لاہور، ۱۹۸۵ء

-----------، احکام زکوٰۃ، لاہور، ۱۹۸۶ء

-----------، احکام طہارت، لاہور، ۱۹۸۴ء

-----------، احکام نماز، لاہور، ۱۹۸۶ء

-----------، سنی بہشتی زیور (حصہ اوّل تا گیارہ)، لاہور، ۱۹۹۳ء

فقہی سیمینار بورڈ، جامع مسجد دہلی، کاروائی رجسٹر مملوکہ کتب خانہ امجدیہ، دہلی

قادری، احمد رضا خاں، احکام شریعت (تین حصے)، لاہور، ۱۹۸۴ء

قادری، سید شجاعت علی، فقہ اہلسنت (حصہ اوّل)، کراچی، ۱۹۷۸ء

قادری، سید مقبول احمد شاہ، فتاوائے مقبولیہ، ہانگل شریف، ۱۹۹۷ء

Marfat.com

قادری، شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی، فتاویٰ مصطفویہ (حصہ اوّل)، کراچی، س۔ن
-----------، فتاویٰ مصطفویہ (حصہ دوّم)، پیلی بھیت، س۔ن
قادری، صاحبزادہ اقتدار احمد خاں نعیمی، تنقیدات علیٰ مطبوعات، گجرات، س۔ن
قادری، عبدالواجد، فتاویٰ یورپ، لاہور، ۲۰۰۶ء
قادری، محمد اسلم (مرتبہ)، جامع الفتاویٰ (حصہ اوّل تا ہشتم)، لائل پور، ۱۹۷۰ء
-----------، جامع الفتاویٰ (حصہ نہم تا ششدہم)، لائل پور، ۱۹۷۲ء
قادری، محمد ایوب (مرتبہ و مترجمہ)، تذکرہ علمائے ہند (مولوی رحمان علی)، کراچی، ۱۹۶۱ء
قادری، محمد ریاض الدین، ریاض شریعت، اٹک، ۲۰۰۵ء
قادری، محمد نظام الدین (مرتب)، فتاویٰ ممبئی، ممبئی، ۲۰۰۵ء
قادری، مفتی محمد عبدالحفیظ، مجموعہ فتاویٰ، کراچی، س۔ن
قادری، مفتی وقار الدین (مرتب)، بہار شریعت (حصہ بستم)، کراچی، ۱۹۹۷ء
قاسمی، مجاہد الاسلام (ترتیب)، اہم فقہی فیصلے، کراچی، ۱۹۹۷ء
-----------(مرتبہ)، جدید فقہی مباحث (جلد اوّل)، کراچی، س۔ن
-----------، جدید فقہی مباحث (جلد دوّم)، کراچی، س۔ن
-----------، جدید فقہی مباحث (جلد سوّم)، کراچی، س۔ن
-----------، جدید فقہی مباحث (جلد چہارم)، کراچی، س۔ن
-----------، جدید فقہی مباحث (جلد پنجم)، کراچی، س۔ن
-----------، جدید فقہی مباحث (جلد ششم)، کراچی، س۔ن
-----------، جدید فقہی مباحث (جلد ہفتم)، کراچی، س۔ن
-----------، جدید فقہی مباحث (جلد ہشتم)، کراچی، س۔ن
-----------، جدید فقہی مباحث (جلد نہم)، کراچی، س۔ن
-----------، جدید فقہی مباحث (جلد دہم)، کراچی، س۔ن
-----------، جدید فقہی مباحث (جلد یازدہم)، کراچی، س۔ن

Marfat.com

-----------،جدید فقہی مباحث (جلد دوازدہم)، کراچی، س-ن

-----------،جدید فقہی مباحث (جلد سیزدہم)، کراچی، ۲۰۰۱ء

-----------،جدید فقہی مباحث (جلد چہاردہم)، کراچی، ۲۰۰۱ء

-----------،جدید فقہی مباحث (جلد پانزدہم)، کراچی، س-ن

-----------،جدید فقہی مباحث (جلد شانزدہم)، کراچی، س-ن

-----------،جدید فقہی مباحث (جلد ہفدہم)، کراچی، س-ن

-----------،فتاویٰ امارت شرعیہ (جلد اوّل)، پٹنہ، ۱۹۹۷ء

قاسمی، مفتی حبیب اللہ، حبیب الفتاویٰ (جلد اوّل)، سنجرپور ضلع اعظم گڑھ، ۱۹۹۹ء

قریشی، اشرف علی، ارکان اسلام، پشاور، ۱۹۹۴ء

قریشی، محمد اسلم، حیات شیخ الحدیث والتفسیر مفتی اعظم سندھ: مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید، کراچی، س-ن

قریشی، محمد اقبال (مرتب)، اشرف الاحکام تتمہ امداد الفتاویٰ، کراچی، ۲۰۰۳ء

قمر القادری (مرتب)، فتاویٰ محدث اعظمؒ پاکستان، فیصل آباد، ۲۰۰۱ء

کاکاخیل، مفتی سید سیاح الدین، تفہیم الاحکام (حصہ اوّل)، لاہور، ۱۹۹۶ء

-----------،تفہیم الاحکام (حصہ دوّم)، لاہور، ۱۹۹۶ء

کلیم اللہ، مفتی محمد، نظام الفتاویٰ (حصہ اوّل، حصہ دوّم)، لاہور، س-ن

کلیمی، عبدالمنان (مرتب)، فتاویٰ جامعہ نعیمیہ، مراد آباد معروف بہ حبیب الفتاویٰ، لاہور، ۲۰۰۵ء

کوٹلوی، ابو یوسف محمد شریف، اجتہاد، کوٹلی لوہاراں، س-ن

گلشن آبادی، مفتی سید عبدالفتاح الحسینی القادری، جامع الفتاوے (جلد اوّل)، بمبئی، ۸۶ء

۱۸۸۵/ء

-----------،جامع الفتاوے (جلد دوّم)، بمبئی، ۱۸۸۷ء

-----------،جامع الفتاوے (جلد سوّم)، بمبئی، ۱۸۸۷ء

-----------،جامع الفتاوے (جلد چہارم)، بمبئی، ۱۸۸۷ء

گنگوہی، رشید احمد، فتاویٰ رشیدیہ، کراچی، ۱۹۸۰ء

Marfat.com

گنگوہی، مفتی محمود حسن، فتاویٰ محمودیہ (جلد اوّل)، کراچی، ۱۹۸۶ء
-------------، فتاویٰ محمودیہ (جلد دوّم)، کراچی، ۱۹۸۶ء
-------------، فتاویٰ محمودیہ (جلد سوّم)، کراچی، ۱۹۸۶ء
-------------، فتاویٰ محمودیہ (جلد چہارم)، کراچی، س۔ن
-------------، فتاویٰ محمودیہ (جلد پنجم)، کراچی، ۱۹۸۷ء
-------------، فتاویٰ محمودیہ (جلد ششم)، کراچی، ۱۹۸۸ء
-------------، فتاویٰ محمودیہ (جلد ہفتم)، کراچی، ۱۹۹۱ء
-------------، فتاویٰ محمودیہ (جلد ہشتم)، کراچی، س۔ن
-------------، فتاویٰ محمودیہ (جلد نہم)، کراچی، ۱۹۹۰ء
-------------، فتاویٰ محمودیہ (جلد دہم)، کراچی، ۱۹۹۰ء
-------------، فتاویٰ محمودیہ (جلد یازدہم)، کراچی، ۱۹۹۱ء
-------------، فتاویٰ محمودیہ (جلد دوازدہم)، کراچی، س۔ن
-------------، فتاویٰ محمودیہ (جلد سیزدہم)، کراچی، ۱۹۹۳ء
-------------، فتاویٰ محمودیہ (جلد چہاردہم)، کراچی، ۱۹۹۲ء
-------------، فتاویٰ محمودیہ (جلد پانزدہم)، کراچی، ۱۹۹۳ء
-------------، فتاویٰ محمودیہ (جلد شانزدہم)، دیوبند، ۱۹۹۸ء
-------------، فتاویٰ محمودیہ (جلد ہفدہم)، دیوبند، ۱۹۹۸ء
-------------، فتاویٰ محمودیہ (جلد ہجدہم)، دیوبند، ۱۹۹۸ء
-------------، فتاویٰ محمودیہ (جلد نوزدہم)، کراچی، س۔ن
-------------، فتاویٰ محمودیہ (جلد بیستم)، کراچی، س۔ن
لاجپوری، سید عبدالرحیم، فتاویٰ رحیمیہ (جلد اوّل ودوّم)، لاہور، س۔ن
-------------، فتاویٰ رحیمیہ (جلد سوّم وچہارم)، لاہور، س۔ن
-------------، فتاویٰ رحیمیہ (جلد پنجم وششم)، لاہور، س۔ن

Marfat.com

-------------،فتاویٰ رحیمیہ (جلد ہفتم وہشتم)، لاہور، س۔ن

-------------،فتاویٰ رحیمیہ (جلد نہم ودہم)، لاہور، س۔ن

لدھیانوی، محمد، فتاویٰ قادریہ، لاہور، ۱۹۷۹ء

لدھیانوی، محمد یوسف، آپ کے مسائل اور ان کا حل (جلد اوّل)، کراچی، ۱۹۹۰ء

-------------،آپ کے مسائل اور ان کا حل (جلد دوّم)، کراچی، ۱۹۹۵ء

-------------،آپ کے مسائل اور ان کا حل (جلد سوّم)، کراچی، ۱۹۹۵ء

-------------،آپ کے مسائل اور ان کا حل (جلد چہارم)، کراچی، ۱۹۹۵ء

-------------،آپ کے مسائل اور ان کا حل (جلد پنجم)، کراچی، ۱۹۹۴ء

-------------،آپ کے مسائل اور ان کا حل (جلد ششم)، کراچی، ۱۹۹۵ء

-------------،آپ کے مسائل اور ان کا حل (جلد ہفتم)، کراچی، ۱۹۹۷ء

-------------،آپ کے مسائل اور ان کا حل (جلد ہشتم)، کراچی، ۱۹۹۷ء

-------------،آپ کے مسائل اور ان کا حل (جلد نہم)، کراچی، ۱۹۹۹ء

-------------(مرتبہ)، اختلاف امت اور صراط مستقیم (حصہ اوّل و حصہ دوّم)، لاہور، س۔ن

لدھیانوی، مفتی رشید احمد، احسن الفتاویٰ (جلد اوّل)، کراچی، ۱۹۹۹ء

-------------،احسن الفتاویٰ (جلد دوّم)، کراچی، ۱۹۹۹ء

-------------،احسن الفتاویٰ (جلد سوّم)، کراچی، ۱۹۹۹ء

-------------،احسن الفتاویٰ (جلد چہارم)، کراچی، ۱۹۹۹ء

-------------،احسن الفتاویٰ (جلد پنجم)، کراچی، ۱۹۹۹ء

-------------،احسن الفتاویٰ (جلد ششم)، کراچی، ۱۹۹۹ء

-------------،احسن الفتاویٰ (جلد ہفتم)، کراچی، ۱۹۹۸ء

-------------،احسن الفتاویٰ (جلد ہشتم)، کراچی، ۱۹۹۸ء

لکھنوی، محمد عبدالحئ، فتاویٰ عبدالحی، کراچی، ۱۹۶۴ء

Marfat.com

------------، مجموعۃ الفتاویٰ (جلد اوّل)، لکھنؤ، ۱۸۸۹/۹۰ء

------------، مجموعۃ الفتاویٰ (جلد دوّم)، لکھنؤ، ۱۸۸۹/۹۰ء

------------، مجموعۃ الفتاویٰ (جلد سوّم)، لکھنؤ، ۱۸۸۹/۹۰ء

مجددی، عبدالمصطفیٰ اعظمی، جنتی زیور، ساہیوال، ۱۹۸۲ء

مجلس دعوت و تحقیق اسلامی (مرتب)، فتاویٰ بیّنات (جلد اول)، کراچی، ۲۰۰۶ء

------------، فتاویٰ بیّنات (جلد دوم)، کراچی، ۲۰۰۶ء

------------، فتاویٰ بیّنات (جلد سوم)، کراچی، ۲۰۰۶ء

------------، فتاویٰ بیّنات (جلد چہارم)، کراچی، ۲۰۰۶ء

مجلس شرعی، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، صحیفۂ فقہ اسلامی، مبارک پور، س۔ن

مجموعہ فتاویٰ، شاہجہاں پور، ۲۰۰۶ء

محمد، محمد عبیداللہ بن خوشی (مترجم)، فقہی اختلافات کی اصلیّت (شاہ ولی اللہ دہلوی)، لاہور، ۱۹۸۱ء

محمد، فقیر، حدائق الحنفیہ، لکھنؤ، ۱۹۰۶ء

محمد، مفتی، آپ کے مسائل کا حل (جلد اوّل)، کراچی، س۔ن

------------، آپ کے مسائل کا حل (جلد دوّم)، کراچی، س۔ن

مسعود، محمد خالد (مرتب)، طبی فقہی مسائل ورکشاپ: ایک مختصر جائزہ، اسلام آباد، ۱۹۹۵ء

مشوری، مفتی پیر محمد قاسم، فتاویٰ قاسمیہ المعروف المشوری (جلد اوّل)، کراچی، ۱۹۹۴ء

------------، فتاویٰ قاسمیہ المعروف المشوری (جلد دوّم)، لاڑکانہ، ۱۹۹۶ء

مصباحی، غلام یحییٰ، مولانا احمد رضا خاں (اوران کے معاصر علماء اہلسنت) کی علمی وادبی خدمات، کراچی، ۱۹۹۹ء

مظاہری، مفتی حبیب اللہ، فتاویٰ حبیبیہ (حصہ اوّل و دوّم)، کراچی، ۱۹۸۵ء

معین الحق، سید، معاشرتی و علمی تاریخ، کراچی، ۱۹۶۵ء

مقالات: تقریب تعارف فتاویٰ رضویہ (جدید ایڈیشن)، لاہور، س۔ن

منصور، عبدالرسول، فتاویٰ منصوریہ (جلد اوّل)، ساہیوال، ۲۰۰۴ء

Marfat.com

-----------،فتاویٰ منصوریہ (جلد دوّم)، ساہیوال، ۲۰۰۶ء

-----------،مقالات منصور (حصّہ اوّل)، ریڈچ، ۱۹۹۸ء

منصور پوری، محمد سلمان (مرتب)، فتویٰ نویسی کے رہنما اصول، کراچی، ۲۰۰۰ء

منورالدین، سید محمد، فتاویٰ عثمانی (جلد اوّل)، ج۔ن، ۱۹۴۹ء

-----------،فتاویٰ عثمانی (جلد دوّم)، کراچی، ۱۹۵۲ء

-----------،فتاویٰ عثمانی (جلد سوّم)، کراچی، ۱۹۴۹ء

-----------،فتاویٰ عثمانی (جلد پنجم)، دہلی، ۱۹۳۱ء

-----------،فتاویٰ عثمانی (جلد ششم)، دہلی، ۱۹۲۴ء

-----------،فتاویٰ عثمانی (جلد ہفتم)، دہلی، ۱۹۳۹ء

-----------،فتاویٰ عثمانی (جلد بیست وسوّم)، دہلی، ۱۹۳۴ء

منیب الرحمٰن، مفتی، تفہیم المسائل (جلد اوّل)، کراچی، ۲۰۰۱ء

-----------،تفہیم المسائل (جلد دوّم)، لاہور، ۲۰۰۴ء

-----------،تفہیم المسائل (جلد سوئم)، لاہور، ۲۰۰۷ء

-----------،تفہیم المسائل (جلد چہارم)، لاہور، ۲۰۰۹ء

مونگیری، مفتی سیّد محمد افضل حسین، منظر الفتاویٰ، رام پور، س۔ن

مودودی، ابوالاعلیٰ، تفہیمات (حصّہ اوّل)، لاہور، ۱۹۷۹ء

-----------،تفہیمات (حصّہ دوّم)، لاہور، ۱۹۸۰ء

-----------،تفہیمات (حصّہ سوّم)، لاہور، ۱۹۸۰ء

-----------،تفہیمات (حصّہ چہارم)، لاہور، ۱۹۹۹ء

-----------،تفہیمات (حصّہ پنجم)، لاہور، ۱۹۹۶ء

مودودی، سید ابوالاعلیٰ، رسائل ومسائل (حصّہ اوّل)، لاہور، ۱۹۸۰ء

-----------،رسائل ومسائل (حصّہ دوّم)، لاہور، ۱۹۸۰ء

-----------،رسائل ومسائل (حصّہ سوّم)، لاہور، ۱۹۷۸ء

Marfat.com

-----------،رسائل ومسائل (حصہ چہارم)، لاہور، ۱۹۷۹ء

-----------،رسائل ومسائل (حصہ پنجم)، لاہور، ۱۹۸۸ء

میرٹھی، سید غلام جیلانی، نظام شریعت، شیخوپورہ، ۱۹۸۱ء

مینائی، منہاج الدین، اسلامی فقہ، دہلی، ۱۹۸٦ء

ندوی، مجیب اللہ، اسلامی فقہ (جلد اوّل)، لاہور، ۱۹۹۱ء

-----------،اسلامی فقہ (جلد دوّم)، لاہور، ۱۹۹۱ء

-----------،اسلامی فقہ (جلد سوّم)، دہلی، ۱۹۹٦ء

-----------،فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین، لاہور، س۔ن

ندوی، محمد حنیف، مسئلہ اجتہاد، لاہور، ۱۹٦۱ء

ندوی، محمد رضی الاسلام (مرتب)، احکام ومسائل (جلد اول)، نئی دہلی، ۲۰۰۳ء

-----------،احکام ومسائل (جلد دوم)، نئی دہلی، ۲۰۰۰ء

ندوی، محمد فہیم اختر (ترتیب)، قضایا سجاد، پھلواری شریف، ۱۹۹۹ء

ندوی، عبدالسلام، تاریخ فقہ اسلامی، اسلام آباد، ۱۹۹۳ء

نذیری، مفتی جمیل احمد (مرتب)، فتاویٰ احیاء العلوم (جلد اوّل)، مبارک پور، ۱۹۸۴ء

نصیرالدین، محمد، تاریخ تدوین فقہ، لاہور، ۱۹۵۳ء

نظام الدین، محمد، تکملہ سلطان الفقہ، وزیر آباد، ۱۹۳۵ء

-----------،سلطان الفقہ المعروف فتاویٰ نظامیہ (جلد اوّل)، وزیر آباد، ۱۹۲۰ء

-----------،سلطان الفقہ المعروف فتاویٰ نظامیہ (جلد دوّم)، وزیر آباد، ۱۹۲۱ء

-----------،سلطان الفقہ المعروف فتاویٰ نظامیہ (جلد سوّم)، وزیر آباد، ۱۹۱۹ء

-----------،سلطان الفقہ المعروف فتاویٰ نظامیہ (جلد چہارم)، وزیر آباد، ۱۹۲۰ء

-----------،سلطان الفقہ المعروف فتاویٰ نظامیہ (جلد پنجم)، وزیر آباد، ۱۹۲۰ء

-----------،سلطان الفقہ المعروف فتاویٰ نظامیہ (جلد ششم)، وزیر آباد، س۔ن

-----------،سلطان الفقہ المعروف فتاویٰ نظامیہ (جلد ہفتم)، وزیر آباد، س۔ن

Marfat.com

----------،سلطان الفقہ المعروف فتاویٰ نظامیہ (جلد ہشتم)، وزیر آباد، س۔ن
----------،سلطان الفقہ المعروف فتاویٰ نظامیہ، لاہور، ۱۹۹۷ء
نظامی، خلیق احمد، حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی، دہلی، ۱۹۶۴ء
----------،سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات، لاہور، ۱۹۹۰ء
نعمانی، شبلی، امام اعظم، لاہور، س۔ن
----------،سیرۃ النعمان، کراچی، س۔ن
نعمانی، محمد منظور، دین وشریعت، لکھنؤ، ۱۹۵۸ء
نعیم الدین، مفتی محمد، مجموعہ فتاویٰ، لاہور، س۔ن
نعیمی، مفتی احمد یار خاں، اسلامی زندگی، گجرات، ۱۹۴۴ء
----------،جاء الحق وزھق الباطل (دوحصے)، گجرات، س۔ن
----------،فتاویٰ نعیمیہ، گجرات، س۔ن
نعیمی، مفتی اقتدار احمد خاں، العطایا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ (جلد اوّل)، گجرات، ۱۹۷۶ء
----------،العطایا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ (جلد دوّم)، لاہور، ۱۹۹۵ء
----------،العطایا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ (جلد سوّم)، گجرات، ۱۹۹۳ء
----------،العطایا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ (جلد چہارم)، لاہور، ۱۹۹۹ء
----------،العطایا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ (جلد پنجم)، گجرات، س۔ن
نعیمی، مفتی محمد عبداللہ، فتاویٰ مجددیہ نعیمیہ (جلد اوّل)، کراچی، ۱۹۹۱ء
نعیمی، نذیر احمد (مرتبہ)، سوانح عمری حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی قادری بدایونی، گجرات، س۔ن
نقشبندی، محمد عبدالستار طاہر (مرتبہ)، باقیات مظہری، کراچی، ۲۰۰۲ء
نقشبندی، محمد مکرم احمد، فتاویٰ رضویہ اور فتاویٰ رشیدیہ کا تقابلی مطالعہ، کراچی، ۱۹۹۰ء
نقشبندی، محمد یار شاہ، عطائے حبیب (جلد اوّل)، لاہور، ۲۰۰۱ء
----------،عطائے حبیب (جلد دوّم)، لاہور، ۲۰۰۰ء

Marfat.com

نور الحق، ابو حبیب الحق، نور الفتاویٰ (حصہ اوّل)، مردان، س۔ن

نورانی، سید شاہد علی (مرتب)، تاجدار اہلسنت مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں، لاہور، ۱۹۹۴ء

نورانی، محمد اسماعیل، انوار الفتاویٰ، لاہور، ۲۰۰۷ء

نوری، محمد محب اللہ (مرتبہ)، فتاویٰ نوریہ (جلد سوّم)، اوکاڑہ، ۱۹۸۳ء

------------، فتاویٰ نوریہ (جلد چہارم)، اوکاڑہ، ۱۹۹۰ء

------------، فتاویٰ نوریہ (جلد پنجم)، اوکاڑہ، ۱۹۹۰ء

------------، فتاویٰ نوریہ (جلد ششم)، اوکاڑہ، ۱۹۹۰ء

نوری، محمد نصر اللہ (مرتبہ)، فتاویٰ نوریہ (جلد اوّل)، ساہیوال، ۱۹۷۴ء

------------، فتاویٰ نوریہ (جلد دوّم)، ساہیوال، ۱۹۸۸ء

نویدی، علیم صبا، ٹمل ناڈو کے صاحب تصنیف علماء، مدراس، ۱۹۹۶ء

واصف، حفیظ الرحمٰن (جامع ومؤلف)، کفایت المفتی (جلد اوّل)، ملتان، س۔ن

------------، کفایت المفتی (جلد دوّم)، ملتان، س۔ن

------------، کفایت المفتی (جلد سوّم)، ملتان، س۔ن

------------، کفایت المفتی (جلد چہارم)، ملتان، س۔ن

------------، کفایت المفتی (جلد پنجم)، ملتان، س۔ن

------------، کفایت المفتی (جلد ششم)، ملتان، س۔ن

------------، کفایت المفتی (جلد ہفتم)، ملتان، س۔ن

------------، کفایت المفتی (جلد ہشتم)، ملتان، س۔ن

------------، کفایت المفتی (جلد نہم)، ملتان، س۔ن

ہاشمی، رفیع الدین (مرتب)، ۵۔اے ذیلدار پارک (حصہ دوّم)، لاہور، ۱۹۷۹ء

ہاشمی، شبیر احمد شاہ، حیات فقیہ اعظم، بصیر پور، ۱۹۸۳ء

ہزاروی، محمد ایوب، فتاویٰ سلطانیہ، راولپنڈی، ۱۹۷۸ء

ہزاروی، مفتی عبد القیوم خان، منہاج الفتاویٰ (جلد اوّل)، لاہور، ۱۹۹۹ء

Marfat.com

--------------،منہاج الفتاویٰ (جلد دوم)، لاہور، ۱۹۹۹ء
--------------،منہاج الفتاویٰ (جلد سوم)، لاہور، ۲۰۰۱ء
--------------،منہاج الفتاویٰ (جلد چہارم)، لاہور، ۲۰۰۱ء
--------------،منہاج الفتاویٰ (جلد پنجم)، لاہور، ۲۰۰۲ء

انگریزی

Farooqi, F.U. *Lucknow: A Centre of Arabic and Islamic Studies during the Ninteenth Century*,New Delhi, 1999.

Faruki, Kemal A. *Islamic Jurisprudence* , Karachi, 1962.

Government of Pakistan, *The Constitution Of The Islamic Republic Of Pakistan,* Karachi, 1956.

--------------, *The Constitution Of The Islamic Republic Of Pakistan,* Islamabad, 1990.

--------------, *The Constitution Of The Republic Of Pakistan,* Karachi, 1962.

Islam, Zafarul. *Socio - Economic Dimension Of Fiqh Literature In Medieval India,* Lahore, 1990.

Masud, Muhammad Khalid, Brinkley Messick and David S. Powers, (eds.), *Islamic Legal Interpretation: Muftis And Their Fatwas*, Massachusetts, 1996.

Syed, Muhammad Aslam. *Muslim Response To The West: Muslim Historiography In India 1857-1914,* Islamabad, 1988.

Marfat.com

مضامین

اردو

احمد، محمد مسعود، ''حیات مسعودی''، **فتاویٰ مسعودی**، کراچی، ۱۹۸۷ء

اظہر، ظہور احمد، ''الفتاویٰ''، دانش گاہ پنجاب، لاہور، اردو **دائرہ معارف اسلامیہ** (جلد ۱۵)، لاہور، ۱۹۷۵ء

بریلوی، شمس، ''مفتی اعظم ہند کی فتویٰ نگاری: فتاویٰ مصطفویہ کی روشنی میں''، شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی قادری، **فتاویٰ مصطفویہ** (حصہ اوّل)، کراچی، س۔ن

بریلوی، شمس الحسن شمس، ''فتاویٰ رضویہ کا فقہی مقام''، سالنامہ **معارف رضا** (کراچی)، شمارہ VI، ۱۹۸۶ء

بریلوی، فرحت حسین، ''مفتی محمد عبدالحفیظ حقانی قادری اشرفی''، ماہنامہ **ترجمان اہلسنّت** (کراچی)، جون ۱۹۷۶ء

جالندھری، رشید احمد، ''ترجمۂ قرآن، فتاویٰ رضویہ اور مولانا احمد رضا خاں''، **مقالات: تقریب تعارف فتاویٰ رضویہ (جدید ایڈیشن)**، لاہور، س۔ن

رشید، سید خالد، ''اینگلو محمڈن لا: بعض بنیادی مسائل''، ضیاء الحسن فاروقی اور مشیر الحق (مرتبین)، **فکر اسلامی کی تشکیل جدید**، لاہور، س۔ن

سلیم، محمد عبداللہ، ''دارالافتاء دارالعلوم دیوبند''، ماہنامہ **الرّشید** (لاہور)، فروری ۔ مارچ ۱۹۷۶ء (دارالعلوم دیوبند نمبر)

سمیع الحق، ''مقدمہ''، مفتی مختار اللہ حقانی (مرتب)، **فتاویٰ حقانیہ** (جلد اوّل)، اکوڑہ خٹک، ۲۰۰۳ء

سہارن پوری، محمد شاہد، ''مقدمہ و تعارف''، خلیل احمد سہارن پوری، **فتاویٰ مظاہر علوم المعروف بہ فتاویٰ خلیلیہ** (جلد اوّل)، کراچی، س۔ن

شاہ، عابد حسین، ''امام احمد رضا کے مستفتی مولانا غلام جیلانی''، **معارف رضا**، شمارہ X ، ۱۹۹۰ء

صدیقی، نفیس الدین، ''سرپرست دارالعلوم دیوبند: حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی''، **الرّشید**، فروری ۔ مارچ ۱۹۷۶ء

Marfat.com

طفیل، محمد، ''فتاویٰ نوریہ: ایک تحلیلی مطالعہ''، ماہنامہ ضیائے حرم (لاہور)، جون ۱۹۹۳ء
عثمانی، محمد تقی، ''اکابر دیوبند کیا تھے؟''، **الرشید**، فروری۔مارچ ۱۹۷۶ء
------------، ''حضرت مولانا مفتی محمد شفیع کی فقہی خدمات''، سہ ماہی **فکر اسلامی** (بستی)، جولائی ۱۹۹۹ء۔جون ۲۰۰۰ء (معاصر فقہ اسلامی نمبر)
فرنگی محلی، محمد رضا انصاری، ''مولانا عبدالحیٰ فرنگی محلی کا فقہی موقف اور نئے ہندوستان میں اس کی معنویت''، ضیاء الحسن فاروقی اور مشیر الحق (مرتبین)، **فکر اسلامی کی تشکیل جدید**، لاہور، س۔ن
قادری، شاہ محمد رئیس میاں، ''حضرت مفتی اعظم ہند کی مجتہدانہ بصیرت''، سہ ماہی **پیغام رضا** (پوکھریرا)، جنوری ۱۹۹۷ء تا مارچ ۱۹۹۷ء (مفتی اعظم نمبر)
قادری، مجید اللہ، '' العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ کا موضوعاتی جائزہ''، **معارف رضا**، شمارہ VIII، ۱۹۸۸ء
قادری، مفتی محمد خان، ''مطالعۂ حدیث اور فقیہِ اعظم''، ماہنامہ **نور الحبیب** (بصیر پور)، جنوری۔فروری ۱۹۹۲ء (فقیہِ اعظم نمبر)
قاسمی، محمد اسعد، ''شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی اور ان کی فقہی خدمات''، **فکر اسلامی**، جولائی ۱۹۹۹ء۔
جون ۲۰۰۰ء
قاسمی، مفتی عمیر عالم، '' ادارہ مباحث فقہیہ: ایک تعارف''، **فکر اسلامی**، جولائی ۱۹۹۹ء۔جون ۲۰۰۰ء
کاندھلوی، نور الحسن راشد، ''حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری کی شان تفقہ اور فقہی خدمات''، قسط (۱) **فکر اسلامی**، جولائی ۱۹۹۹ء۔جون ۲۰۰۰ء
مشیر الحق، ''برصغیر میں فقہ اسلامی کے ارتقاء کا ایک جائزہ''، عماد الحسن آزاد فاروقی (مرتبہ)، **ہندوستان میں اسلامی علوم وادبیات**، نئی دہلی، ۱۹۸۶ء
مصباحی، فتح احمد، ''صدر الشریعہ۔ارباب علم و دانش کی نظر میں''، ماہنامہ **اشرفیہ** (مبارک پور)، اکتوبر۔نومبر ۱۹۹۵ء (صدر الشریعہ نمبر)

Marfat.com

ندوی، رحمت اللہ، ''مجلس تحقیقات شرعیہ: ندوۃ العلماء، لکھنؤ: تعارف، خدمات اور منصوبے''، فکر اسلامی، جولائی ۱۹۹۹ء۔ جون ۲۰۰۰ء

انگریزی

Husain, Iqbal, "From Traditional Roots To Nationalism - A History of the Farangi Mahal Family ", *Islamic Culture* (Hyderabad-Deccan), LXXIV : 3 (July 2000).

Islam, Zafarul, "Development Of Islamic Jurisprudence In Sultanate Period", *Hamdard Islamicus* (Karachi), XIII:1 (Spring 1990).

---------------,"Origin and Development of *Fatawa* - Compilation in Medieval India ", *Hamdard Islamicus* , XX : I (January - March 1997). Mansurnoor, lik Arifin, "Ulama In Changing Society : A Re - Examination Of The Deoband Movement (1867-1924)," *Hamdard Islamicus* , XVI : 2 (Summer 1993).

Masud, Muhammad Khalid,"The Definition of Bid'a In The South Asian Fatawa Literature", *Annales Islamologiques* (Caire), Tome XXVII (1993).

ویب سائٹ

http://darululoom-deoband.com/urdu/index.htm

Marfat.com

اشاریہ

Marfat.com

Marfat.com

اخبارات، رسائل و کتب

(آ)

آپ کے مسائل اور ان کا حل ۱۰۵، ۱۲۵

آپ کے مسائل کا حل ۱۲۵

آسان فقہ ۱۱۹

آستانہ ۱۱۸

آلات جدیدہ کے شرعی احکام ۷۶

(ا)

اجتہادی مسائل ۱۲۷

اجمل الفتاوی المعروف بہ فتاوی اجملیہ ۸۱

احسن الفتاوی ۱۰۲

احسن الفتاوی المعروف فتاوی خلیلیہ ۱۰۰

احکام اسلام عقل کی نظر میں ۶۱

احکام روزہ ۱۳۰

احکام زکوٰۃ ۱۳۰

احکام شریعت ۵۴

احکام طہارت ۱۳۰

احکام نماز ۱۳۰

احکام و مسائل ۹۲

اخبار جہاں ۱۲۵

اخبار مدینہ ۸۳

اختلاف امت اور صراط مستقیم ۱۰۵

ارکان اسلام ۱۲۹

ارکان دین ۶۹

استفسارات ۸۴

اسرار الاحکام بہ انوار القرآن ۸۷

اسلام اور جدید دور کے مسائل ۱۲۹

اسلام اور فطرت ۱۲۷

اسلام کی ۱۱ کتابیں ۱۲۶

اسلامی زندگی ۸۷

اسلامی شریعت ۱۲۸

اسلامی فقہ ۱۲۸

اشرف الاحکام تتمہ امداد الفتاوی ۶۱

اکبر الفتاوی المعروف بہ فتاوی اکبریہ ۱۱۳

الافاضات السنیہ ۵۸

الانصاف فی بیان سبب الاختلاف ۳۸

البلاغ ۸۹، ۱۱۳

التفرید فی الفروع ۳۱

الجمعیۃ ۶۳

الحق ۱۲۴

الدّینُ یُسر'' ۱۲۷

الرشاد ۷۴

السنیۃ الانیقۃ فی الفتاوی افریقہ ۵۴

العطایا الاحمدیہ فی فتاوی نعیمیہ ۱۰۹

العطایا الالھیۃ فی الفتاوی البرکاتیۃ ۱۱۹

العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ ۵۳

الفتاوی السعدیہ فی الفروع الحنفیۃ ۴۸

الفتاوی الحمادیہ ۳۲

الفتاوی النقشبندیہ ۳۵

المباحث الاسلامیہ ۱۵۹

Marfat.com

المجموع فی الفقہ ۱۶
المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ ۶۱
المفتی ۷۶
المکرمۃ النبویۃ فی الفتاوی المصطفویۃ ۷۲
النور ۶۰
الہدایہ ۳۱-۳۲،۳۵،۱۲۹
امدادالاحکام ۶۰،۷۰،۷۱
امدادالفتاوی ۵۹-۶۰،۸۱
امدادالمفتین ۷۵-۷۶
انوارشریعت ۵۴،۱۰۸
انوارالصوفیہ ۱۱۱
انوارالفتاوی ۱۲۲
اہم فقہی فیصلے ۱۶۱
ایکسپرس ۱۱۵
۵۔اے ذیلدار پارک ۸۴

(ب)

باقیات مظہری ۶۹
بدائع الصنائع فی الترتیب الشرائع ۵۲
برکات شریعت ۱۰۴
بہارشریعت ۶۵
بہار نسواں ۱۰۰
بہشتی زیور ۶۱
بینات ۱۲۴

(پ)

پاسبان ۱۲۵
پیغام ۸۴

(ت)

تتمہائے امدادالفتاوی ۶۰
ترجمان القرآن ۸۳
تعلیم الدین ۶۱
تفہیم الاحکام ۹۶
تفہیم المسائل ۱۰۸،۱۱۵
تفہیمات ۸۳
تکملہ سلطان الفقہ ۷۸
تنقیدات علیٰ مطبوعات ۱۰۹
توضیحات ۱۲۷
توضیع العقائد ۱۲۹

(ج)

جاءالحق وزھق الباطل المعروف بہ فیصلہ مسائل ۸۷
جامع الفتاوی ۵۴،۶۲،۷۸،۸۶
جامع الفتاویٰ ۱۲۲
جامع الفتاوے ۴۸
جنتی زیور ۱۲۸
جنگ ۱۰۴
جواہرالبیان فی اسرارالارکان ۱۲۶
جواہر الفتاوی ۱۱۵
جواہرالفقہ ۷۶
جدید فقہی تحقیقات ۱۵۷
جدید فقہی مباحث ۱۶۱
جدید فقہی مسائل ۱۳۱

Marfat.com

جدید مسائل کے شرعی احکام ۱۰۶

(ح)

حبیب الفتاویٰ ۱۲۰

(خ)

خلاصۃ المسائل ۱۳۰

خلاصۂ فقہ اسلامی ۱۲۸

خزائن العرفان فی تفسیر القرآن ٦٧

خیر الفتاوٰی ۷۴

(د)

دار الافتاء ۱۳۳

دامن مصطفٰے ۱۱۹

دین مصطفٰے ۱۰۴

دین و شریعت ۱۲۸

(ذ)

ذکریٰ ڈائجسٹ ۱۱۹

(ر)

راہِ اعتدال ۱۳۱

ردّ المحتار حاشیہ علی الدر المختار ۵۲

رسالۂ نوریہ سلطانیہ ۳۴

رسائل رضویہ ۵۵

رسائل و مسائل ۸۳

رکن دین ۱۲۹

ریاض شریعت ۱۲۹

ریاض الفتاوٰی ۱۰۱

(ز)

زاد السفر ۳۲

زاد المسافر ۳۲

زبدۃ الفقہ ۱۲۸

زندگی ۹۲

(س)

سلطان الفقہ المعروف بہ فتاوٰی نظامیہ ۷۸

سنی بہشتی زیور ۱۰۰،۱۳۰

(ش)

شمیم شریعت ۱۳۰

(ض)

ضرب مومن ۱۲۵

ضروری مسائل ۱۰۸

ضیاء الاسلام ٦٩

(ع)

عرفان شریعت ۵۴

عزیز الفتاوٰی ۵۷

عطائے حبیب ۱۳۱

عقد الجید فی احکام الاجتہاد و التقلید ۳۸

علم الفقہ ۱۲۷

عمدۃ الفقہ ۱۲۸

(ف)

فتاوائے مقبولیہ ۷۴

فتاوٰی آستانہ ۱۱۸

فتاوٰی ابراہیم شاہیہ ۳۲

فتاوٰی احیاء العلوم ۸۹

فتاوٰی ارتضائیہ ۸۰

Marfat.com

فتاوی ارشادیہ ۴۹
فتاوی اشرفیہ ۶۰،۵۹
فتاوی اکبرشاہی ۳۴
فتاوی اکبریہ ۱۱۶
فتاوی الغیاثیہ ۳۱
فتاوی امارت شرعیہ ۶۶
فتاوی امجدیہ ۶۴_۶۵
فتاوی امینیہ ۳۳
فتاوی اویسیہ ۱۰۶
فتاوی اہلسنت ۱۲۴
فتاوی بابری ۳۳۱
فتاوی برطانیہ ۱۸۳،۱۴۶،۱۱۱
فتاوی برکات ۱۱۹
فتاوی برکات العلوم ۱۰۴
فتاوی برکاتیہ ۱۰۷
فتاوی برہنہ ۳۴
فتاوی بریلی شریف ۱۲۳
فتاوی پاسبان ۱۲۵
فتاوی تاتارخانیہ ۳۲
فتاوی جماعتیہ ۱۸۴،۱۴۶،۱۱۱
فتاوی حامدیہ ۶۲
فتاوی حبیبیہ ۱۱۰،۷۳
فتاوی حقانیہ ۱۲۳_۱۲۴
فتاوی حکیمیہ ۹۲
فتاوی خلیلیہ ۱۰۰،۵۱
فتاوی خیریہ ۱۸۷،۱۳۶،۵۵
فتاوی دارالعلوم دیوبند ۵۷
فتاوی دامن مصطفی ۱۱۹
فتاوی دیداریہ ۵۶
فتاوی رحیمیہ ۸۴،۸۱
فتاوی رشیدیہ ۴۹
فتاوی سراج المنیر ۳۵
فتاوی سعیدیہ ۸۱
فتاوی شامی ۵۲
فتاوی شرعیہ ۱۲۱
فتاوی شیخ الاسلام ۶۶
فتاوی صدارت العالیہ ۸۰
فتاوی صوفیاء ۳۱
فتاوی ظہیریہ ۳۳
فتاوی عالمگیریہ ۳۴_۳۵
فتاوی عبدالحی ۵۰
فتاوی عثمانی ۱۳۰
فتاوی محمودیہ ۹۰
فتاوی مرکز تربیت افتاء ۱۶۳
فتاوی مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور ۸۸
فتاوی مسعودی ۵۰
فتاوی مصطفویہ ۷۲
فتاوی مظاہر علوم ۵۱
فتاوی مظہری ۶۹
فتاوی مفتی محمود ۹۸

Marfat.com

فتاوی منصوریہ ۱۱۷
فتاوی مہریہ ۵۸
فتاوی نذیریہ ۵۰
فتاوی نظامیہ ۹۱،۸۰
فتاوی نعیمیہ ۸۶
فتاوی نوریہ ۹۴،۹۳
فتاوی واحدی ۱۲۶
فتاوی ہندیہ ۳۴
فتاوی یٰسین ۹۵
فتاویٰ باقیات صالحات ۷۷
فتاویٰ بحرالعلوم ۱۱۲
فتاویٰ بینات ۱۲۴
فتاویٰ جامعہ نعیمیہ مرادآباد معروف بہ حبیب الفتاویٰ
۹۷
فتاویٰ سلطانیہ ۱۳۰
فتاویٰ صدرالافاضل ۶۷
فتاویٰ عثمانی ۱۳۰،۱۱۳
فتاویٰ عثمانیہ ۷۳
فتاویٰ عجائب البرکات ۳۵
فتاویٰ فتاح الجنۃ ۶۱
فتاویٰ فرنگی محل، موسوم بہ فتاوی قادریہ ۷۹
فتاویٰ فریدیہ ۱۲۲
فتاویٰ فقیہ ۸۱
فتاویٰ فقیہ ملت ۱۰۷
فتاویٰ فیروزشاہی ۳۱
فتاویٰ فیض الرسول ۱۰۷
فتاویٰ قادریہ ۴۷
فتاویٰ قاسمیہ المعروف المشوری ۷۶،۷۷
فتاویٰ قاضی خان ۴۶
فتاویٰ قراخانی ۳۱
فتاویٰ قیام الملۃ والدین ۷۹
فتاویٰ کرامات غوثیہ ۵۴
فتاویٰ مجمع البرکات ۳۵
فتاویٰ مجموعہ المسائل ۱۳۲
فتاویٰ مجددیہ نعیمیہ ۱۰۳
فتاویٰ محدث اعظمؒ پاکستان ۸۶
فتاویٰ ملک العلماء ۶۸
فتاویٰ ممبی ۵۵
فتاویٰ یورپ ۱۲۱
فتاوٰے نظیریہ ۱۱۰
فتح المنان فی تائید النعمان ۳۳
فقہ الحدیث ۱۳۶
فقہ السنۃ ۱۲۹
فقہ القرآن ۱۲۹
فقہ اہلسنت ۱۲۹
فقہی رسائل ۱۳۱
فقہی مقالات ۱۱۳
فلسفہ عبادات اسلامی ۱۲۷
فوائد فیروزشاہی ۳۲
فیض الرسول ۱۰۶

Marfat.com

(ق)
قاموس الفقہ ۱۳۱،۱۳۲
قانون شریعت ۱۲۷
قانون ہمایونی ۳۳
قرآن مجید ۱۳،۱۵،۱۷،۱۸،۲۰،۲۳،۳۰،۳۷،۴۶،
۵۰، ۵۳، ۵۶، ۶۱،۶۴، ۶۷، ۷۰،۷۵،۷۸،
۸۳،۸۴،۸۶،۹۰،۹۳،۹۴،۹۵،۹۷
۹۹،۱۰۱،۱۰۴،۱۰۶،۱۰۹،۱۱۳،۱۱۶،۱۲۴،
۱۲۵،۱۲۷،۱۵۷،۱۷۱
(ک)
کارآمد مسائل ۱۰۶
کتاب الفتاویٰ ۱۱۸
کتاب النوازل ۴۶
کفایت المفتی ۶۳
کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن ۶۷
(م)
مجموعہ استفتاء ۸۰
مجموعہ فتاوی ۶۷،۸۱،۸۳،۱۲۶
مجموعہ فتاوی صابریہ ۷۹
مجموعہ فتاوی مرکزی دارالافتاء ۱۲۳
مجموعۃ الفتاوی ۸۰
مخزن الفتاوی ۱۳۰
مسائل اور ان کا حل ۱۱۹
مظہر الاخلاق ۶۹
مظہر العقائد ۶۹
معین المناظرین والمسافرین ۷۸
مفتاح الجنۃ ۶۳ ۱۲
مقالات منصور ۱۱۷
منتخبات نظام الفتاوی ۹۰،۹۱
منتخب الفتاوی ۳۵
منظر الفتاوی ۹۹
منہاج الفتاوی ۱۱۴
موجودہ زمانہ کے مسائل کا شرعی حل ۱۳۰
مہر منیر ۵۹
(ن)
نافع البشر فی الفتاوی ظفر ۶۸
نظام الفتاوی ۱۲۵
نظام شریعت ۱۲۷
نظام عمل ۱۲۷
نوادر الفقہ ۱۳۱
نور الفتاوی ۱۲۵
(و)
وقار الفتاوی ۹۶
(ہ)
ہمارا اسلام ۱۰۰
ہمارے عائلی مسائل ۱۱۴

Marfat.com

اوارے، مدارس و مساجد

(آ)

آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر ۹۱، ۱۵۶

(ا)

ادارۃ المباحث الفقھیہ ۱۶۰

ادارۂ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد ۱۵۳۔۱۵۵

ادارۂ ثقافت اسلامیہ، لاہور ۱۵۳

ادارۂ شرعیہ، پٹنہ ۱۲۱

ادارۂ منہاج القرآن، لاہور ۱۱۴

اسلامی تحقیقاتی ادارہ ۱۵۴

اسلامی فقہ اکیڈمی، نئی دہلی ۱۶۰، ۱۶۱

اسلامی مشاورتی کونسل ۱۵۵

اسلامی نظریاتی کونسل ۹۱، ۹۶، ۱۰۳، ۱۵۵، ۱۵۶

اسلامیہ کالج، لاہور ۸۳

اسلامیہ ہائی سکول، بٹالہ ۸۵

الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور ۱۲۷، ۱۶۲

الجامعۃ الحنفیہ الغوثیہ، جنک پور دھام ۱۱۹

المرکز الاسلامی پاکستان ۱۵۷، ۱۵۹

الہ آباد بورڈ ۹۹

امارت شرعیہ ۶۶

انجمن مستشار العلماء، لاہور ۴۵، ۷۹، ۱۳۳

انجمن نعمانیہ ہند، لاہور ۴۵، ۱۳۳

ایسٹ انڈیا کمپنی ۳۶، ۳۷

(ب)

بڑی جامع مسجد ۸۴

بنوں فقہی کانفرنس ۱۵۶، ۱۵۷

(پ)

پاکستان آرمی ۱۰۹

پریوی کونسل ۳۷

(ج)

جامع مسجد، آگرہ ۸۶

جامع مسجد فتح پوری، دہلی ۴۵، ۴۹، ۶۹

جامع مسجد مہر ملت ۱۱۹

جامع مسجد وزیر خان ۵۴، ۸۷

جامعہ احمدیہ سنیہ عالیہ، چاٹگام ۹۵

جامعہ اسلامیہ، سلہٹ ۶۵

جامعہ اسلامیہ، ڈابھیل ۷۰

جامعہ اسلامیہ بابونگر، چاٹگام ۱۱۵

جامعہ اسلامیہ تفہیم القرآن، مردان ۹۶، ۱۰۸

جامعہ اسلامیہ دار العلوم مھذب پور ۱۲۰

جامعہ اسلامیہ عبدیہ اشاعت القرآن، میر پور ۹۱

جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم، ملتان ۸۲

جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم، اسلام آباد ۱۱۰

جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن، لاہور ۱۱۴

جامعہ اسلامیہ نظیریہ ۱۱۰

جامعہ الازہر، قاہرہ ۷۳، ۱۱۴

جامعہ المرکز الاسلامی، بنوں ۱۵۷

جامعہ انوار القرآن، گلشنِ اقبال، کراچی ۱۲۲

جامعہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور ۱۰۵

جامعہ حسینیہ، راندیر ۸۴

Marfat.com

جامعہ دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک ۱۲۳
جامعہ دارالعلوم کراچی ۷۶، ۱۰۱، ۱۱۳، ۱۱۸، ۱۳۱
جامعہ دارالعلوم رحیمیہ ۱۱۸
جامعہ دارالہدیٰ ٹھیڑی ۱۰۱
جامعہ رضویہ مظہر اسلام، لائل پور ۸۵، ۱۰۵، ۱۱۶
جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی ۶۲، ۶۴، ۶۸، ۸۵،
۹۵، ۹۹
جامعہ شمس العلوم، گھوسی ۱۱۲
جامعہ عربیہ احیاء العلوم، مبارک پور ۸۸
جامعہ غوثیہ، لالہ موسیٰ ۱۱۱
جامعہ غوثیہ، گولڑہ شریف ۵۷، ۵۸
جامعہ غوثیہ نعیمیہ، گجرات ۸۶
جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور ۱۱۵
جامعہ نوریہ رضویہ، باقر گنج ۸۱
جامعۃ العلوم الاسلامیہ، کراچی ۱۰۴، ۱۱۵، ۱۱۶
جمعیت العلماء ہند ۶۳، ۱۶۰
جناح مسجد ۸۲

(ح)

حکومت بہاولپور ۱۵۳
حکومت پاکستان ۱۵۳، ۱۵۶

(خ)

خانقاہ امدادیہ ۶۰، ۷۰، ۷۱
خانقاہ شریف، دہلی ۵۵
خلافت راشدہ ۱۵، ۲۱

(د)

دارالافتاء ۴۵_۴۶، ۴۹_۵۳، ۵۷_۵۸، ۷۹،
۸۶، ۱۱۶، ۱۱۸، ۱۱۹_۱۲۲، ۱۳۳، ۱۵۳
دارالافتاء جامعہ انوار القرآن ۱۲۲
دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن ۱۲۴
دارالافتاء شرعی ۷۷
دارالافتاء والارشاد ۱۰۱_۱۰۲
دارالفتاویٰ شیخ الاسلام ۹۴
دارالقضاء ۱۱۸، ۱۶۳
دارالقضاۃ شرعی ۵۳
دارالعلوم اجمل العلوم ۸۱
دارالعلوم احسن البرکات ۹۹
دارالعلوم اسلامیہ، ٹنڈو اللہ یار ۷۰
دارالعلوم المشرقیہ حمیدیہ، دربھنگہ ۱۲۰
دارالعلوم امجدیہ، کراچی ۹۶
دارالعلوم امجدیہ اہلسنت ارشد العلوم ۱۶۲
دارالعلوم انجمن نعمانیہ ہند، لاہور ۴۵، ۵۶
دارالعلوم اہل سنت فیض الرسول ۱۰۶، ۱۰۷
دارالعلوم جامعہ نعیمیہ ۶۷، ۱۰۹
دارالعلوم حنفیہ فریدیہ ۹۳
دارالعلوم دیوبند ۵۷، ۶۵، ۷۳، ۷۵، ۹۰، ۹۶،
۱۳۴، ۲۰۰
دارالعلوم سلطانیہ، کالا دیو شریف ۵۵
دارالعلوم سعیدیہ اوگی ۱۳۲
دارالعلوم قادریہ جیلانیہ، والتھم سٹو ۱۱۱

Marfat.com

دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ، ملیر کالونی، کراچی ۱۰۲

دارالعلوم مخزن عربیہ بحرالعلوم، آرام باغ، کراچی ۱۰۲

دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف، ہند، لاہور
۵۶، ۸۵، ۸۷، ۸۸، ۹۲، ۱۰۳-۱۰۴، ۱۰۹، ۱۸۷، ۱۴۲

دارالعلوم مظہرالاسلام، بریلی ۷۱، ۸۵، ۱۱۹

دارالعلوم معینیہ عثمانیہ، اجمیر شریف ۶۴، ۸۵

دارالعلوم منبع الفیوض ۱۰۵

دارالعلوم مئوناتھ بھنجن ۹۰

دارالعلوم میرٹھ شہر ۹۰

دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ ۱۳۰، ۱۶۰

دارالعلوم نعمانیہ، دہلی ۹۴

دارالعلوم نعیمیہ، کراچی ۱۱۵

دارالعلوم نقشبندیہ، علی پور سیداں ۱۱۱

درگاہ حضرت سخی سلطان عبدالوہاب شاہ جیلانی ۹۹

درگاہ شاہ ارزاں ۶۸

دولت آصفیہ ۷۹

(ڈ)

ڈھاکہ یونیورسٹی ۷۰

(ر)

رضا فاؤنڈیشن، لاہور ۵۳

رضوی دارالافتاء ۵۳، ۶۲

(س)

سلطنت بنو عباس ۲۹

سنی حنفی شرعی کونسل ۱۱۱

سنی رضوی جامع مسجد، لائل پور ۸۴

(ش)

شاہی جامع مسجد ۹۸

شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی ۱۶۳

شرقی حکومت ۳۲

شعبہ فقہ وقانون ۱۵۵

شیر شاہی جامع مسجد، بھیرہ ۹۶

(ط)

طبی فقہی ورکشاپ ۱۵۵

طبیہ کالج، دہلی ۹۴

(ف)

فقہی سیمینار بورڈ، دہلی ۱۶۸

(م)

مٹھی مسجد ۶۱

مجلس تحقیق مسائل حاضرہ ۷۶

مجلس تحقیقات شرعیہ، لکھنؤ ۱۶۰

مجلس شرعی، مبارک پور ۱۶۲

'محضر' ۳۰

محکمہ امور مذہبیہ ۱۵۳

محکمہ شیخ الاسلام صدر الصدور ۷۹

محکمہ قضاء ۳۶، ۳۷، ۴۰

مدرسہ آستانہ شبیریہ، پیلی بھیت ۹۵

مدرسہ احیاء العلوم، صادق گنج ۷۴

مدرسہ اسلامیہ ۶۶

مدرسہ اسلامیہ، مردان ۹۶

مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ ۶۸، ۹۲

Marfat.com

مدرسہ اشاعت العلوم، لائل پور ۹۶
مدرسہ اشاعت العلوم، بانس بریلی ۷۴
مدرسہ اشرفیہ نظامیہ، فتحپور ۹۷
مدرسہ ارشاد العلوم ۵۵
مدرسہ ارشاد العلوم، گڑھی پختہ ۷۰
مدرسہ الحدیث، پیلی بھیت ۶۳
مدرسہ الفنسٹن ۴۸
مدرسہ امداد العلوم، تھانہ بھون ۷۰
مدرسہ امدادیہ، مراد آباد ۶۷
مدرسہ امینیہ اسلامیہ، دہلی ۵۲، ۶۳
مدرسہ انجمن اہل سنت ۶۷
مدرسہ انوار العلوم ۶۶
مدرسہ اہل سنت، پٹنہ ۶۳
مدرسہ اہل سنت، انوار العلوم، تلسی پور ۱۱۲
مدرسہ باقیات صالحات، ویلور ۷۷
مدرسہ بحر العلوم، شاہ جہان پور ۷۸
مدرسہ جامع العلوم، کان پور ۶۰، ۷۰، ۸۹
مدرسہ جامعہ اکبریہ، میانوالی ۱۱۶
مدرسہ جامعہ عربیہ قاسم العلوم ۷۷
مدرسہ جامعہ مظفریہ رضویہ، واں بھچراں ۱۱۶
مدرسہ حنفیہ ۶۳
مدرسہ خدام الصوفیہ ۸۶
مدرسہ خیر المدارس ۷۴، ۱۰۴
مدرسہ دار الفیض، گوٹھ سونہ جتوئی ۷۶
مدرسہ راندیریہ، رنگون ۷۰
مدرسہ ریاض العلوم، گورینی ۱۲۰
مدرسہ سبحانیہ ۶۶
مدرسہ شاہ محمد غوث، لاہور ۱۰۳
مدرسہ شاہی، لکھنؤ ۴۷
مدرسہ شمس العلوم، ناگپور ۱۰۶
مدرسہ عالیہ، رام پور ۶۱
مدرسہ عالیہ نظامیہ، فرنگی محل ۷۹
مدرسہ عبد الرب، دہلی ۷۱
مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن، میلسی ۱۲۵
مدرسہ عربیہ حافظیہ سعیدیہ ۶۴، ۹۵، ۹۹
مدرسہ عزیزیہ، بھیرہ ۹۶
مدرسہ عین العلم، شاہ جہان پور ۶۲
مدرسہ فخر عالم ۶۱
مدرسہ فیض عام، کان پور ۶۰
مدرسہ فیض محمدی، جالندھر ۷۴
مدرسہ قاسم العلوم ۴۵
مدرسہ قاسم العلوم، ملتان ۹۸
مدرسہ قاسمیہ شاہی مسجد، مراد آباد ۹۸
مدرسہ قوت الاسلام ۵۵
مدرسہ محسنیہ، ڈھاکہ ۱۳۰
مدرسہ محمدی، مدراس ۷۳
مدرسہ محمدیہ، پٹنہ ۹۲
مدرسہ مصباح العلوم ۱۱۲
مدرسہ مظاہر علوم، سہارنپور ۵۱، ۵۲، ۷۰، ۷۵، ۸۹، ۱۱۰
مدرسہ مظہر الاسلام، بریلی ۷۱، ۷۳، ۸۵

Marfat.com

مدرسہ مظہر العلوم، کھڈہ ۷۳
مدرسہ نصرت الحق ۹۴
مدرسہ نظامیہ، حیدر آباد دکن ۸۰
مدرسہ نعمانیہ، فراش خانہ، دہلی ۸۲
مدرسہ یوسفیہ ۹۹
مدینۃ العلوم، بھینڈو ۱۰۱
مرکز اہل سنت منظر اسلام، بریلی ۹۹
مرکز تربیت افتاء، اوجھا گنج ۱۶۲
مرکزی انجمن حزب الاحناف، ہند، لاہور ۵۶، ۸۵
مرکزی دار الافتاء احناف اہل سنت و جماعت ۸۲
مرکزی مدرسہ اہل سنت اجمل العلوم ۸۱
مرکزی رضوی دار الافتاء، بریلی ۱۱۹
مسجد دائرہ ۵۵
مسجد والا جاہی ۷۳
میر پور کرن سنگھ کالج ۹۱

(ی)

یونیورسٹی آف دی پنجاب، لاہور ۹۴

Marfat.com

اماکن

(آ)

آزادکشمیر/کشمیر ۱۰۹

آسٹریلیا ۷۶

آگرہ ۵۶، ۸۱، ۸۲، ۸۷، ۱۰۳

آنولہ ۸۲

(ا)

اباخیل ۹۹

ابوظہبی ۱۰۵

اترپردیش ۴۵

اٹک ۶۱، ۷۳، ۹۶، ۱۰۸

اجمیرشریف ۶۴، ۷۳، ۸۵

احمدآباد ۳۴

اردن ۲۹

اروڑ ۳۰

اڑیسہ ۳۶، ۶۶

اسلام آباد ۲۴، ۵۸، ۱۱۰، ۱۵۵۔۱۵۸

اعظم گڑھ ۶۳، ۸۸، ۹۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۲۰، ۱۴۷، ۱۶۲، ۱۹۱

افریقہ ۵۳، ۵۴، ۶۳، ۷۲، ۷۶

افغانستان ۲۹، ۵۳، ۶۳، ۷۶

اکبرآباد ۳۶

اکوڑہ خٹک ۱۲۳، ۱۲

اکیاب ۱۱۰

الہدادپورٹانڈہ ۶۵

الٰہ آباد ۳۶، ۶۶، ۹۹، ۱۲۵

امبیدکرنگر ۶۵

امرتسر ۹۴

امریکہ ۵۳، ۶۳، ۷۲، ۷۶، ۱۰۲، ۱۲۳، ۱۶۱

اندرون دہلی دروازہ ۵۶

انڈیا ۱۱۹

انگہ ۵۸

اوجھا گنج ۱۰۶، ۱۶۲

اُوجھیانی ۸۶، ۱۰۸

اُوچھا ۱۰۹

اودھ ۳۶

اورنگ آباد ۸۳، ۹۲

اوکاڑہ ۹۲، ۹۳، ۱۱۷

اوگرہ ۱۱۴

اوگی ۱۱۵

اوندرا ۹۰

ایبٹ آباد ۱۵۸

ایٹہ ۹۹

ایران ۳۳، ۶۳، ۷۶، ۱۰۲، ۱۰۳

(ب)

بارہ مولا ۷۳

باقرگنج ۸۱

باندہ ۵۰

بانڈی شریف ۱۱۰

بانس بریلی ۷۴

بانگرمئو ۶۵

Marfat.com

بٹالہ ۸۵

بجنور ۸۳

بخارا ۶۳

بدایوں ۸۶، ۹۹، ۱۰۸

بدخشاں ۶۳

براؤں شریف ۱۰۶۔۱۰۷

برطانیہ ۳۷، ۶۳، ۷۲، ۱۰۶۔۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۷، ۱۶۵

برما(میانمار) ۶۳، ۷۰، ۷۶، ۱۱۰

برمنگھم ۱۱۱، ۱۱۷

بریلی ۴۵، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۶۲، ۶۴، ۶۸، ۷۱، ۷۴،
۸۱، ۸۲، ۸۵، ۹۵، ۹۹، ۱۰۰، ۱۱۹، ۱۲۱۔۱۲۲، ۱۶۳،
۱۶۴

بستی ۸۸، ۱۰۶، ۱۳۴، ۱۶۳

بصرہ ۱۵

بصیر پور ۹۳

بقلو ۸۳

بلخ ۶۳

بلند شہر ۷۴

بلوچستان ۹، ۶۹، ۷۷، ۱۰۰، ۱۰۳، ۱۱۸

بمبئی(ممبئی) ۴۸، ۵۵، ۶۴، ۸۹، ۱۳۳

بنارس ۶۴

بنگال ۳۶، ۶۱، ۱۱۵

بنگلہ دیش ۴۵، ۴۷، ۷۲، ۸۷، ۹۷، ۱۰۵، ۱۱۵، ۱۱۶،
۱۱۹، ۱۲۶، ۱۷۱

بنوں ۱۵۶۔۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹

بوانہ ۹۸

بوریوالہ ۱۱۷

بھارت ۹، ۴۵، ۴۷، ۷۲، ۷۷، ۸۷، ۸۹، ۹۰، ۹۱،
۹۷، ۱۰۱، ۱۰۵، ۱۱۲، ۱۱۶، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۶،
۱۴۶، ۱۵۱، ۱۵۳۔۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۷۱

بھاگلپور ۹۷

بھروچ ۸۴

بھکھی شریف ۸۵، ۸۶

بھوپال ۵۱

بھیرہ ۹۶

بھینڈو ۱۰۱

بہار، بہار شریف ۶۶

بہاولپور ۵۱، ۷۴، ۷۷، ۱۰۵۔۱۴۵، ۱۵۳

بہاول نگر ۱۰۴

(پ)

پاکستان ۹، ۴۵، ۴۷، ۷۱، ۷۲، ۷۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷،
۸۸، ۸۹، ۹۳، ۹۴، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱،
۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۷، ۱۱۹،
۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۶، ۱۳۱، ۱۵۱، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵،
۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۱، ۱۷۱،

پٹنہ ۶۳، ۶۶، ۶۸، ۹۲، ۱۲۱

پٹھان کوٹ ۸۳

پرانے میر پور ۹۱

پشاور ۱۰۸، ۱۴۵، ۱۵۸

پنجاب ۶، ۹، ۷۹، ۸۵، ۸۶، ۹۴، ۱۲۲، ۱۵۳

پنہسہ بہار ۶۶

Marfat.com

پٹیالہ ۹۸
پھلواری شریف ۶۶
پھالیہ ۱۱۱
پیر جھنڈو ۱۰۱
پیلی بھیت ۶۳، ۶۴، ۶۸، ۹۵

(ت)

تاشقند ۶۳
ترکستان ۶۳
ترکی ۲۹
تھانہ بھون ۵۹۔۶۰، ۷۰، ۷۱

(ٹ)

ٹنڈو اللہ یار ۷۰
ٹھیڑھی ۱۰۱

(ج)

جاوا ۶۳
جزیرۃ العرب/عرب ۱۵
جالندھر ۷۴
جنت البقیع ۵۱
جنک پوردھام ۱۱۹
جنوبی افریقہ ۹۰
جنوبی ایشیا ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۳، ۳۵، ۴۴، ۴۶، ۴۷، ۷۶، ۸۱، ۱۱۷، ۱۲۳، ۱۲۶، ۱۵۳، ۱۷۱
جنوبی بھارت ۷۷
جودھپور ۱۰۰
جون پور ۳۲، ۶۳
جوہانسبرگ ۹۰
جھنگ ۱۰۱
جھنگ صدر ۹۵
جہلم ۵۵

(چ)

چاٹگام ۱۱۵
چاہ بار ۹۵
چمراسی درۂ شونگلی ۱۰۸
چک سواری ۹۱
چک ۲۹ رڈی کلیاں والا ۱۱۴۷
چکوال ۵۸
چنگڑ محلہ ۵۶
چینائی ۷۳
چین ۵۳، ۶۳

(ح)

حامد آباد ۱۰۵
حجاز مقدس ۳۰، ۵۰، ۵۳، ۵۵
حسن ابدال ۹۶
حیدر آباد ۹۹، ۱۰۱

(خ)

خاندیش ۴۸
خانیوال ۱۰۱، ۱۰۴، ۱۱۷
خراسان ۶۹
خیر پور میرس ۱۰۱

Marfat.com

(د)

دادو ۱۰۲

دبئی ۱۰۵

دربھنگہ ۱۲۰

دیال گڑھ ۸۵

دیپالپور ۹۳

دیوبند ۴۳، ۵۹، ۹۰، ۱۱۲، ۱۱۳

دھرواڑ ۴۷

دھوراجی کاٹھیاوار ۶۱، ۸۶

دہلی / نئی دہلی ۹، ۳۰، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۲۵، ۵۵، ۵۶، ۶۳، ۶۹، ۷۱، ۸۴، ۹۰، ۹۲، ۹۴، ۱۱۸، ۱۶۱، ۱۶۴، ۱۶۷

(ڈ)

ڈابھیل ۷۰

ڈنگی وچہ ۷۳

ڈھاکہ ۳۶، ۷۰، ۱۳۰

ڈیرہ اسماعیل خان ۹۸

ڈینگرانوالی ۱۱۵

(ر)

راجستھان ۶۴، ۱۰۰

راندیر ۷۰، ۸۴

راولپنڈی ۵۸، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۷

رائے پور گوجراں ۷۴

رحیم یار خان ۱۰۵

رسول پور میجرہ ۶۸

رنگون ۷۰

روہیل کھنڈ ۵۲

ریاست الور ۵۵، ۸۷

ریاست بہاولپور ۷۵، ۱۵۳

ریاست جموں وکشمیر ۹۱، ۹۴

ریاست حیدرآباد دکن ۳۵، ۸۳

ریاست دادوں ۶۴، ۹۵، ۹۹

ریاست مصطفیٰ آباد (رام پور) ۴۸

ریاست میسور ۷۳

ریاست مینڈو ۸۶، ۹۹

ریڈچ ۱۱۷

(ز)

زیارت کاکا صاحب ۹۶

(س)

ساروکی ۸۵

ساہیوال ۷۱، ۱۰۴، ۱۱۷

سدھارتھ نگر ۱۰۶

سرگودھا ۵۸، ۷۱

سری لنکا ۷۲

سعودی عرب ۱۱۹، ۱۵۹

سلہٹ ۶۵

سماٹرا ۶۳

سمرقند ۶۳

سنبھل ۸۱

Marfat.com

سندھ ۹، ۳۰، ۶۹، ۷۷، ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۰۳
سنگاپور ۷۶
سوپور ۷۳
سوجیکی ۹۲
سوراب ۱۱۸
سورت ۷۰، ۸۴
سہارن پور ۴۵، ۴۸، ۵۱، ۷۰، ۷۵، ۸۹، ۱۱۰
سہرام ۶۸
سہون شریف ۱۰۲
سیالکوٹ ۲۹، ۱۱۱

(ش)

شام ۱۵، ۲۹
شاہ جہان پور ۵۵، ۶۲، ۷۷، ۷۸
شمس آباد ۶۱
شملہ ۶۸
شمالی علاقہ جات ۱۲۳
شمالی ہندوستان ۳۳
'شیراز ہند' ۳۲

(ص)

صادق گنج ۷۴
صوبہ بہار ۳۲
صوبہ سرحد ۱۲۲

(ض)

ضلع گجرات ۷۴، ۸۵، ۱۰۱، ۱۱۱

(ع)

عبدالخیل ۹۸
عجم ۴۵، ۵۵
عراق ۲۹
عرب ممالک ۶۳، ۱۶۱
علی پور سیداں ۱۱۱
علی گڑھ ۵۸، ۶۴، ۹۵، ۹۹
عمان ۱۰۳
عمروال بلہ ۷۴
عیسیٰ پور ۱۰۴
عیسیٰ خیل ۹۸

(غ)

غزنی ۳۰

(ف)

فتحپور ۹۷
فرنگی محل ۳۸، ۷۹
فقیروالی ۱۰۴
فلپائن ۷۶
فلسطین ۲۹
فیصل آباد ۸۵
فیض آباد ۶۵، ۸۶

(ق)

قاہرہ ۷۳
قبرستان قاسمی، دیوبند ۵۷، ۶۶
قصور ۱۱۱

Marfat.com

قلات ۱۱۸

قندھار ۳۳

(ک)

کان پور ۶۰، ۶۶، ۶۸، ۷۰، ۸۹

کاوی ۸۴

کپواڑہ ۹۴

کٹیہار ۶۸

کچھوچھہ شریف ۸۶

کراچی ۵۵، ۷۱، ۷۳_۷۵، ۷۶، ۸۲، ۸۳، ۸۵،
۹۵، ۹۸_۹۹، ۱۰۱_۱۰۲، ۱۰۴، ۱۱۳، ۱۱۵، ۱۱۸،
۱۲۲، ۱۲۴_۱۲۵، ۱۳۱

کرنال ۴۸، ۱۷

کرناٹک ۷۳

کلکتہ (کول کتہ) ۳۳، ۳۶، ۶۵

کوٹ اشرف ۱۰۱

کوفہ ۱۵_۱۶، ۱۷، ۲۹

کوئٹہ ۱۱۸

کویت ۷۶، ۱۱۰

کھریری ۹۹

کھمریا ۹۵

(گ)

گلگت بلتستان ۱۲۳

گجرات ۳۲، ۷۴، ۸۵، ۸۶، ۹۹، ۱۰۱، ۱۰۹، ۱۱۱

گڑھی پختہ ۷۰

گڑھی یاسین ۶۹

گکھڑمنڈی ۱۰۱

گلشن آباد ۴۸

گمتھلہ گڈھو ۷۱

گنگوہ ۴۸_۴۹، ۸۹

گوالیار ۵۱

گوٹھ سونہ جتوئی ۷۶

گوٹھ صاحب خان ۷۶

گوجرانوالہ ۷۸، ۸۵

گورداسپور ۸۵

گورکھپور ۹۰

گولڑہ شریف ۵۸

گونڈہ ۱۱۲

گھوسی ۶۳

گیا ۶۶

(ل)

لاڑکانہ ۷۶، ۱۱۸

لالہ موسیٰ ۱۱۱

لاہور ۳۰، ۳۴، ۴۵، ۱۵، ۵۳، ۵۶، ۷۳، ۷۹، ۸۳،
۸۵، ۸۷، ۸۸، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۹، ۱۱۱،
۱۱۴، ۱۱۵، ۱۲۲

لائل پور ۸۵، ۹۶، ۹۹، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۸، ۱۱۶

لدھیانہ ۴۷، ۱۰۴

لکھنؤ ۳۶، ۳۸، ۴۷، ۴۹، ۵۰، ۱۳۰

لکی مروت ۹۸

لندن ۱۰۹، ۱۱۱

Marfat.com

لیاری ۷۳

(م)

مارہرہ شریف ۹۹
ماریشش ۷۲،۱۲۲
ماوراءالنہر ۳۸
مبارک پور ۸۸،۱۱۱،۱۱۲،۱۲۷،۱۶۲
مانسہرہ ۱۰۸،۱۱۴،۱۱۵،۱۳۲
مدراس ۷۳
مدینہ منورہ ۱۵،۲۱،۵۱
مرادآباد ۴۷،۶۷،۸۱،۸۶،۸۷،۹۷
مردان ۹۶،۱۰۸
مرکزی ایشیا ۳۰
مری ۱۱۰
مزدلفہ ۱۶۴
مشرقی پنجاب ۸۵
مشرقی یورپ ۲۹
مشوری شریف ۷۶۔۷۷
مصر ۱۵،۱۷،۲۹
مظفرآباد ۱۰۹،۱۱۰،۱۲۲
مظفرنگر ۵۹
مکران ۶۹،۱۰۲
مکہ مکرمہ ۱۳،۱۵،۲۰
ملایا ۶۳
ملایشیا ۷۲
ملتان ۳۰،۷۴،۷۸،۸۲،۹۸،۱۰۴
منڈی بہاءالدین ۸۵،۱۱۱
منڈی جہانیاں ۱۰۴
منزگام ۹۴
منصورہ ۳۰
منگڈو ۱۱۰
منیٰ ۱۶۴
مونگیر ۹۸
موہڑہ شریف ۱۱۰
مہاراشٹرا ۴۸
میانوالی ۹۸،۱۱۶
میرپورخاص ۹۹
میرٹھ ۵۷،۸۶،۹۰،۹۹
میلسی ۱۲۵
مئو ۶۳
مئوناتھ بھنجن ۹۰

(ن)

نارووال ۱۱۱
ناسک ۴۸
ناگپور ۱۰۶
نالندہ ۶۸
نکودر ۷۴
نلدیہ قریہ ۱۱۵
نمبل ۱۱۵
نوساری ۸۴
نوشہرہ ۹۶
نیپال ۱۱۹

Marfat.com

نیدرلینڈز ۱۲۱

نیو یارک ۸۳

(و)

والتھم سٹو ۱۱۱

وزیر آباد ۷۸، ۱۱۷

وسط/وسطی ایشیا ۲۹

وہاڑی ۱۲۵

(ہ)

ہارون آباد ۱۱۷

ہانگل شریف ۷۴

ہندوستان ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۴۸، ۵۳، ۵۵، ۵۶، ۶۶، ۶۹، ۷۹، ۸۵، ۱۲۱، ۱۶۰، ۱۶۳، ۱۶۴

(ی)

یمن ۱۵، ۲۱، ۲۴

یوپی ۶۷، ۸۶، ۹۹، ۱۰۶، ۱۲۰، ۱۶۳

یورپ ۱۱۱، ۱۲۱، ۱۶۱

Marfat.com

زبانیں

(ا)

اردو ۳۵،۴۶،۴۷،۴۸،۴۹،۵۰،۵۱،۵۳،۵۸،
۵۹،۶۰،۶۲،۶۴،۶۸،۷۰،۷۲،۷۳،۷۷،۷۸،۷۹،
۸۰،۸۱،۸۴،۹۳،۹۷،۹۸،۱۰۳،۱۱۱،۱۱۳

انگریزی ۳۵،۳۶،۳۷،۴۶،۵۳،۶۱،۸۵،۸۷،
۹۱،۱۰۰،۱۰۵،۱۰۸،۱۱۹،۱۲۷،۱۲۸،۱۶۱

(ب)

بنگلہ ۶۵

(س)

سندھی ۷۷،۱۰۰،۱۰۳،۱۲۹

(ع)

عربی ۳۱،۳۲،۳۳،۳۴،۳۵،۳۸،۴۶،۴۸،۵۰،
۵۱،۵۳،۵۶،۶۰،۷۰،۷۷،۷۸،۸۱،۸۲،۸۶،۹۱،
۹۳،۹۷،۹۸،۱۰۳،۱۱۳،۱۱۵،۱۱۸،۱۶۱

(ف)

فارسی ۳۱،۳۲،۳۳،۳۴،۳۵،۳۶،۴۶،۴۸،۵۰،
۵۳،۵۶،۵۸،۵۹،۶۰،۷۰،۷۲،۷۳،۷۷،۷۸،
۸۰،۸۱،۸۲،۸۶،۹۷،۹۸،۱۰۳،۱۱۳،۱۱۸،۱۶۱

(گ)

گجراتی ۸۴،۸۶،۱۱۱،۱۲۹

(و)

ولندیزی ۱۰۰

(ہ)

ہندی ۱۶۱

Marfat.com

سلاسل، فقہ، مذاہب ومسالک

(ا)

اسلام ۱۳، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۳، ۲۵، ۳۴، ۳۷، ۴۵، ۴۶،
۵۶، ۵۸، ۶۱، ۶۴، ۶۷، ۶۸، ۷۰، ۷۴، ۷۷، ۸۴،
۱۱۷، ۱۲۷، ۱۲۹، ۱۵۳، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۸، ۱۶۴، ۱۶۵

اسمٰعیلی مذہب ۳۰

(س)

سلسلہ برکاتیہ نوریہ رضویہ امجدیہ ۱۰۷

سہروردیہ سلسلہ ۳۱

(ش)

شریعت/شریعت اسلامی ۱۳، ۱۵، ۱۹، ۲۰، ۲۲، ۳۴،
۳۵، ۳۶، ۴۷، ۶۱، ۱۵۷

شریعت اسلامیہ ۱۵۳

(ط)

طریقہ نقشبندیہ مجددیہ ۳۴

(ف)

فاطمی مذہب ۳۰

فقہ اباضیہ ۱۷

فقہ جعفریہ ۱۷

فقہ حنبلی ۲۹

فقہ حنفی/حنفی مذہب ۱۷، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴،
۳۵، ۳۶، ۴۷، ۵۴، ۶۴، ۷۴، ۷۸، ۹۴، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۱۴،
۱۲۰، ۱۲۲، ۱۲۸، ۱۳۱، ۱۷۱، ۱۷۴

فقہ زیدیہ ۱۷

فقہ شافعی ۳۱

فقہ ظاہریہ/مذہب ظاہریہ ۱۷، ۳۰

(ق)

قادریہ سلسلہ ۳۳

قرامطہ مذہب ۳۰

(م)

مسلک اہل سنت وجماعت ۱۰۴، ۱۱۶

Marfat.com

شخصیات

(آ)

آصف جاہ، نواب میر عثمان علی خان ۸۰

آنولوی، عبدالمجید ۸۲

(ا)

اباض، امام عبداللہ بن ۱۷

ابراہیم، امام ابو یوسف یعقوب بن ۱۷

ابوشبرمہ، امام عبداللہ ۱۷

ابی لیلیٰ، قاضی محمد بن عبدالرحمٰن بن ۱۷

احمد، پیر خواجہ نظیر ۱۱۰

احمد، حافظ محمد ۳۷، ۵۲

احمد، ڈاکٹر محمد مسعود ۵۰، ۶۹

احمد، فیض ۵۸

احمد، قطب الدین (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) ۳۸

احمد، مفتی ابوسنید منیر ۱۱۸

احمد، مفتی سعید ۷۵

احمد، نور ۱۰۵

ازہری، شاہ محمد اختر رضا خاں قادری ۱۲۲، ۱۶۳

اسمٰعیل، عتیق اللہ بن ۳۴

اصلاحی، امین احسن ۱۲۷

اصلاحی، محمد یوسف ۱۱۹

اعظمی، حافظ محمد علی ۱۱۶

اعظمی، محمد امجد علی ۶۳

اعظمی، مفتی عبدالمنان ۱۱۱

اعظمی، مفتی نظام الدین ۹۰

اکبر، جلال الدین محمد ۳۳

الازہری، محمد عبدالمصطفیٰ ۶۵

الازہری، مفتی عبدالرسول منصور ۱۱۷

الاشعریؓ، ابوموسیٰ ۲۱

الاوزاعی، امام ابوعمرو عبدالرحمٰن ۱۷

الثقفی، قاضی موسیٰ بن یعقوب ۳۰

الجیلانی، قاضی نظام الدین احمد بن محمد الحنفی ۳۲

الحداد، محمد عاصم ۱۲۹

الحسینی، قاضی محمد زاہد ۱۲۸

الحسینی، محمد عمر حیات ۹۲

الحق، ابوحبیب الحق نور ۱۲۵

الخطیب، شیخ داؤد بن یوسف ۳۱

الدین، شیخ نور ۳۳

الدین، محمد رحیم ۸۰

الدین، محمد ظفیر ۵۸، ۶۶

الدین، مفتی رکن ۸۰

الرحمٰن، سعید ۱۳۰

الرحمٰن، مفتی احمد ۱۱۶

الرشید، ہارون ۲۹

السمرقندی، ابواللیث نصر بن محمد احمد ۴۶

الشافعیؒ، امام محمد بن ادریس ۱۷

الصادقؒ، امام جعفر بن محمد ۱۶۔۱۷

العطائی، شرف محمد ۳۲

القادری، ارشد ۱۲۰

القادری، سید زاہد ۱۱۸

Marfat.com

القادری،قمر ۸۶
الکاسانی،علاءالدین ابوبکر بن مسعود ۵۲
اللہ،ڈاکٹر محمد حمید ۱۶، ۱۹
اللہ،سید شاہ برکت ۱۰۷
اللہ،قاضی محمد حبیب ۷۳
اللہ،مفتی محمد سعد ۴۷۔۴۸
اللہ،مفتی محمد کلیم ۱۲۵
اللہ،مفتی محمد لطف ۴۸
اللہ،یقین محمد افضل ۳۵
المرغینانی،شیخ برہان الدین ابوالحسن علی ابن ابی بکر ۳۱
الوری،ابومحمد سید محمد دیدار علی شاہ ۵۵۔۵۶، ۸۷
الوری،شاہ محمد رکن الدین ۱۲۹
الوری،مفتی شاہ محمد محمود ۱۲۹
الہاشمی،سید نصیب علی شاہ ۱۵۹
الٰہی،عنایت ۵۲
امجدی،مفتی محمد ابرار احمد ۷۲، ۱۰۷، ۱۶۳
امجدی،مفتی محمد جلال الدین احمد ۱۰۶۔۱۰۸، ۱۶۳
امجدی،مفتی محمد شریف الحق ۶۴، ۱۶۲
امینی،محمد تقی ۱۲۹
انس،امام مالک بن ۱۷
انصاری،محمد مظہر الحق ۱۳۱
انور،محمد ۷۴
اویسی،مفتی محمد فیض احمد ۱۰۵

(ب)

بابر،محمد ظہیر الدین ۳۳
باقر،امام محمد ۱۶
بخش،مفتی رحیم (شاہ محمد مسعود محدث دہلوی) ۴۵،
بدایونی،شاہ فضل رسول قادری ۴۸
بدایونی،محمد عبدالحامد قادری ۱۲۷
بدایونی،محمد عبدالقدیر قادری ۳۵
برکاتی،جیش محمد صدیقی ۱۱۹
برکاتی،مفتی احمد میاں ۱۰۰
برکاتی،مفتی محمد خلیل خاں قادری ۷۲، ۹۹، ۱۰۰
برہان پوری،شیخ نظام الدین ۳۵
بریلوی،شاہ محمد احمد رضا خاں قادری برکاتی ۵۲،
۶۲، ۶۴
بریلوی،شاہ محمد حامد رضا خاں ۶۲، ۸۵
بریلوی،شاہ محمد مصطفٰی رضا خاں ۷۱، ۱۱۹
بریلوی،حسن رضا خاں ۶۲
بریلوی،محمد محبوب رضا خاں ۶۵
بریلوی،محمد نقی علی خاں ۵۲
بریلوی،مفتی رضا علی خاں ۴۵
بڑوتی،مفتی مہربان علی ۱۲۲
بستوی،قاضی محمد عبدالرحیم ۱۲۱، ۱۲۳
بصیرپوری،مفتی ابوالخیر محمد نوراللہ نعیمی ۹۲، ۹۳، ۹۴
بگوی،احمد الدین ۹۶
بلبن،غیاث الدین ۳۱
بلخی،برہان الدین محمود ۳۰
بلیاوی،حافظ عبدالرؤف ۱۱۲
بندیالوی،عطا محمد ۱۱۶

Marfat.com

بنوری، سید محمد یوسف ۷۶
بہاری، شاہ محمد ظفر الدین قادری ۶۸
بھیروی، غلام قادر ہاشمی ۱۲۶

(ت)

تغلق، فیروز شاہ ۳۱، ۳۲
تغلق، محمد بن ۳۱
تھانوی، محمد اشرف علی ۵۲، ۵۹، ۶۰، ۷۰، ۷۱، ۷۵

(ٹ)

ٹانڈوی، مفتی محمد اعظم رضوی ۱۱۹
ٹونکی، مفتی محمد عبداللہ ۷۹
ٹونکی، مفتی ولی حسن ۱۱۶

(ث)

ثابت، حضرت زیدؓ بن ۲۰
ثابت، نعمان بن (امام ابوحنیفہؒ) ۱۶
ثقلینی، محمد نبیہ قصاب ۱۲۱

(ج)

جالندھری، خیر محمد ۷۴
جبل، معاذؓ بن ۱۲۴، ۱۳۲
جرجانی، قاضی منہاج الدین ۳۰
جون پوری، قاری محمد عبدالرحمٰن ۵۸، ۱۳۶
جون پوری، کرامت علی ۱۲۶
جونپوری، قاضی شمس الدین احمد ۱۱۹، ۱۲۷
جہانگیر، نورالدین محمد ۳۳
جیلانی، ڈاکٹر نور حکیم ۱۱۰
جیلانی، سید ضیاء الحسن ۱۰۱
جیلانیؒ، شیخ عبدالقادر ۵۴
جیلانی، قاضی محی الدین غلام ۶۱

(چ)

چاٹگامی، مفتی محمد انعام الحق ۱۱۶
چاٹگامی، مفتی محمد عبدالسلام ۱۱۰
چشتی، صاحبزادہ محمد عبدالمالک ۱۱۶
چمپارنی، مفتی حبیب اللہ قاسمی ۱۲۰
چھچوی، قاضی خواجہ محمد سلطان عالم ۱۳۰

(ح)

حبیبی، مفتی نظام الدین ۱۲۵
حسن، فخر الدین (قاضی خان) ۴۶
حسن، محمود ۵۲
حسن، مفتی گل ۱۱۸
حسین، سید اصغر ۵۲، ۷۵
حقانی، مفتی محمد حسن ۱۲۲
حقانی، مفتی محمد عبدالحفیظ ۸۲
حقانی، مفتی مختار اللہ ۱۲۳
حنبلؒ، امام احمد بن محمد بن ۱۷

(خ)

خالد، سید محمد ۵۱
خان، تاتار ۳۲
خان، قبول قرا ۳۱

Marfat.com

خاں، محمد حسیب رضا ۱۱۲
خاں، نواب کلب علی ۴۹
خاں، نواب یوسف علی ۴۷
خانپوری، سراج احمد ۱۰۵
خلجی، جلال الدین فیروز شاہ ۳۱

(د)

داؤد، مفتی محمد ۳۲
دہلوی، امین الدین ۵۲
دہلوی، سید محمد نذیر حسین محدث ۵۰
دہلوی، شاہ عبدالحق محدث ۳۳
دہلوی، شیخ عالم ۳۲
دہلوی، مفتی ابوالبرکات بن حسام الدین ۳۵
دہلوی، مفتی شاہ محمد مظہر اللہ ۶۹
دہلوی، مفتی صدر الدین آزردہ ۳۶
دہلوی، مفتی محمد کفایت اللہ ۶۲، ۶۳، ۶۹، ۹۴

(ر)

رام پوری، محمد عبدالغفار خاں ۴۹
رحمانی، خالد سیف اللہ ۱۳۱
رحمٰن، گوہر ۱۰۸
رسول اللہ/حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ۲۱، ۲۴
رضوی، بدر الدین احمد ۱۰۷
رضوی، سید محمود احمد ۱۰۳، ۱۰۴
رضوی، عبدالسلام ۱۱۲
رضوی، محمد اجمل قادری ۸۱، ۸۲
رضوی، محمد حنیف خاں ۸۱
رضوی، محمد شعیب قادری ۹۶
رضوی، مفتی محمد نظام الدین ۷۴

(س)

سرہندی، شیخ احمد ۳۴
سعید، سید احمد علی ۸۱
سکھروی، عبدالرؤف ۱۳۱
سلطان کوٹی، مفتی محمد صاحبداد ۷۰
سلیمان، حماد بن ابی ۱۶
سوری، شیر شاہ ۳۳
سنبھلی، محمد برہان الدین ۱۳۰
سندھی، ابوالعباس احمد بن محمد صالح منصوری ۳۰
سندیپی، محمد کفایت اللہ ۱۱۶
سہارن پوری، احمد علی ۵۸، ۸۰
سہارن پوری، مفتی خلیل احمد ۵۱، ۵۲
سہسرامی، ارشاد احمد رضوی ساحل ۶۸
سیوستانی، عبدالواحد ۱۲۶

(ش)

شاہ جہان پوری، محمد ریاست علی خاں ۷۷
شاہ جہان پوری، محمد عبدالحکیم اختر ۵۵
شاہ، سید زوار حسین ۱۲۸
شاہ، مفتی سید محمد اجمل ۹۵

Marfat.com

شاہ، مفتی سید محمد اعظم ۵۶
شاہ، مفتی سید محمد یسٰین ۹۴
شاہ کوٹی، حافظ رحیم بخش ۸۱
شرقی، ابراہیم شاہ ۳۲
شریفی، مفتی محمد حسام اللہ ۱۲۵
شفیع، مفتی محمد ۵۸، ۷۵۔۷۶، ۷۷، ۹۷، ۱۱۳

(ص)

صابری، ابومظہر علی اصغر چشتی ۱۳۰
صدیقؓ، حضرت ابوبکر ۱۵، ۱۹

(ظ)

ظاہری، امام ابوسلیمان داؤد ابن خلف ۱۷

(ع)

عارف، قاضی صدر الدین ۳۰
عالم، جنید ۶۶
عالم، خورشید ۵۰
عالمگیر، محی الدین محمد اورنگ زیب ۳۴، ۳۵
عباسؓ، حضرت عبداللہ ابن ۲۰
عبدالحفیظ، شاہ ۱۶۲
عبدالحکیم، مفتی محمد ۹۱
عبدالسلام، سید ۱۲۵
عبدالقادر ۱۳۰
عبدالقادر، مفتی محمد ۷۹
عبداللہ، حافظ محمد ۱۳۰
عبدالمالک ۹۶
عثمان، محمد ۷۳
عثمانی، ظفر احمد ۷۰، ۷۱
عثمانی، عزیز الرحمٰن ۷۳
عثمانی، مفتی عزیز الرحمٰن ۵۲، ۵۷۔۵۸
عثمانی، مفتی عمر احمد ۱۲۹
عثمانی، مفتی محمد تقی ۱۱۲۔۱۱۳
عثمانی، مفتی محمد رفیع ۱۳۱
عطاری، ڈاکٹر مفتی محمد ابوبکر صدیق ۱۲۴
عفیفہؓ، حضرت عائشہ صدیقہ ۲۰
علوی، محمد گوہر علی ۱۲۶
علی، احمد ۶۱
علیؒ، امام زید بن ۱۶۔۱۷
علیؓ، حضرت ۱۵۔۱۶، ۱۹۔۲۰
علی، ڈپٹی امداد ۸۱
عمرؓ، حضرت عبداللہ بن ۲۰
عمر، سید محمد امین بن (ابن عابدین شامی) ۵۲

(غ)

غازی، محمد ۵۸، ۱۳۳
غزنوی، محمود ۳۰، ۳۱
غنیؓ، حضرت عثمان ۱۵
غوری، شہاب الدین محمد ۳۵

(ف)

فاروقؓ، حضرت عمر ۱۵۔۱۹، ۲۰، ۲۱
فاروق، محمد ۹۰
فاروقی، قاضی ارتضا علی خان گوپامئوی ۸۰
فرنگی محلی، شاہ محمد قیام الدین عبدالباری ۷۹، ۸۲

Marfat.com

نقری، عالم ۱۳۰

فہمی، امام لیث بن سعد ۱۷

(ق)

قادری، ابوالبرکات سید احمد ۸۷۔۸۸

قادری، ڈاکٹر مفتی غلام سرور ۷۸

قادری، سید احمد عروج ۹۲

قادری، سید مقبول احمد شاہ ۷۳

قادری، قاری محمد نظام الدین ۵۵

قادری، محمد اسلم ۵۴

قادری، محمد انوار اللہ خاں ۸۰

قادری، محمد جلال الدین ۵۴

قادری، محمد ریاض الدین ۱۲۹

قادری، محمد سلطان رضا ۱۲۱

قادری، محمد شمس الحق ۱۰۷

قادری، مفتی احمد یار خاں نعیمی بدایونی ۸۶۔۸۷، ۱۰۸

قادری، مفتی سید شجاعت علی ۱۲۹

قادری، مفتی سید محمد ریاض الحسن جیلانی ۱۰۰، ۱۰۱

قادری، مفتی عبدالواجد ۱۲۰، ۱۲۱

قادری، مفتی محمد وقار الدین ۹۵

قاسم، محمد ۶۹

قاسم، محمد بن ۲۹۔۳۰

قاسمی، قاضی مجاہد الاسلام ۶۶

قاسمی، مفتی تنظیم عالم ۱۲۰

قاسمی، مفتی غلام محمد ۷۷

قریشی، اشرف علی ۱۲۹

(ک)

کاکاخیل، مفتی سید سیاح الدین ۹۶

کاکوروی، قاضی نجم الدین علی خان ثاقب علوی ۳۶

کان پوری، عبدالحق ۸۱

کان پوری، محمد سلامت اللہ ۸۰

کشمیری، خواجہ معین الدین ہادی نقشبندی ۳۵

کشمیری، سید انور شاہ ۵۲

کلیمی، عبدالمنان ۶۴، ۹۷

(گ)

گجراتی، حافظ محمد عارف ۸۶

گجراتی، مفتی غلام رسول ۱۱۱

گجراتی، قاضی حماد الدین بن قاضی محمد اکرم ۳۲

گلشن آبادی، مفتی سید عبدالفتاح الحسینی القادری ۴۸

گمتھلوی، مفتی عبدالکریم ۷۰، ۷۱

گنگوہی، رشید احمد ۴۸۔۴۹، ۵۰، ۵۲، ۵۷، ۵۹

گنگوہی، مفتی محمود حسن ۵۱، ۵۲، ۸۹

گولڑوی، پیر مہر علی شاہ ۵۸

(ل)

لاج پوری، مفتی سید عبدالرحیم ۸۴

لائلپوری، ابوالفضل محمد سردار احمد ۸۵، ۱۰۶

لدھیانوی، عبدالعزیز ۴۷

لدھیانوی، عبدالقادر ۴۷

لدھیانوی، عبداللہ ۴۷

لدھیانوی، محمد ۴۷

لدھیانوی، محمد یوسف ۱۰۴، ۱۲۵

Marfat.com

لدھیانوی، مفتی رشید احمد ۱۰۱_۱۰۲، ۱۱۳
لکھنوی، ابوالحسنات محمد عبدالحی ۵۰
لکھنوی، تابعی محمد بن سعید ۳۵
لکھنوی، رحمت اللہ ۸۰
لکھنوی، عبدالحلیم ۵۰
لکھنوی، محمد عبدالشکور فاروقی ۱۲۷
لکھنوی، محمد نعیم ۸۱

(م)

ماجو، شیخ فضل اللہ ۳۱
مانٹیگو، ایڈون سموئیل ۳۷
مبارک پوری، شکر اللہ ۸۸
مجددی، شاہ ابوالخیر عبداللہ محی الدین فاروقی ۵۵
مجددی، عبدالمصطفیٰ اعظمی ۱۲۸
مجددی، محمد ارشاد حسین ۴۹
محمد، مفتی ۱۲۵
محمود، مفتی ۹۸
مدنی، سید حسین احمد ۶۶
مرادآبادی، سید محمد گل قادری ۶۷
مرادآبادی، شاہ عبدالعزیز ۱۱۲
مرادآبادی، شاہ محمد نعیم الدین ۶۷، ۸۶
مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن ۱۵، ۱۶_۱۹، ۲۰
مشوری، پیر محمد قاسم ۷۶_۷۷
مصباحی، آل مصطفیٰ ۶۴
مصباحی، محمد احمد ۱۶۲
مظاہری، مفتی حبیب اللہ ۱۱۰
مظفر کرامی، محمد صدرالدین یعقوب ۳۲
مظفر کرمانی، صدرالدین یعقوب ۳۱
مکاندار، ابوالحسن ۷۴
مکی، حاجی امداداللہ مہاجر ۵۹
ملتانی، ابوالمنظور محمد نظام الدین قادری ۷۸
ملتانی، محمد اسحاق ۱۲۲
منصور پوری، محمد سلیمان ۶۶
منیب الرحمٰن، مفتی ۱۱۵
مودودی، سید ابوالاعلیٰ ۸۳_۸۴
مودودی، سید احمد حسن ۸۳
مومن آبادی، محمد امین بن عبیداللہ ۳۳
مونگیری، مفتی سید محمد افضل حسین ۹۸_۹۹
میر، اخوند ۳۳
میرٹھی، سید غلام جیلانی ۱۲۷
میرٹھی، عبدالقیوم قاسمی ۹۰
میمن، محمد عبداللہ ۱۱۳
مینائی، شیخ مفتی نصیرالدین ۳۴
مینائی، منہاج الدین ۱۲۸

(ن)

ناگوری، ابوالفتح مفتی رکن الدین ۳۲
نانوتوی، محمد یعقوب ۵۷، ۵۹
نخعی، ابراہیم ۱۶
نخعی، علقمہ بن قیس ۱۶
ندوی، سید سلیمان ۱۲۸
ندوی، شاہ محمد جعفر پھلواروی ۱۲۷

Marfat.com

ندوی، مجیب اللہ ۱۲۸
نذیری، مفتی جمیل احمد ۸۹
نظامی، مشتاق احمد ۱۲۵
نظیری، مفتی محمد اسحٰق ۱۱۰
نعمانی، محمد منظور ۱۲۸
نعیمی، صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خاں ۱۰۸
نعیمی، مفتی محمد احمد ۱۰۳
نعیمی، مفتی محمد جان ۱۰۳
نعیمی، مفتی محمد حبیب اللہ ۹۷
نعیمی، مفتی محمد عبداللہ ۱۴۴
نعیمی، مفتی محمد عمر ۹۷
نقشبندی، ابوالمحاسن سید محمد سجاد ۶۶
نقشبندی، قاضی محمد عبدالسلام ۵۵، ۸۸
نقشبندی، محمد یار شاہ ۱۳۱
نقشبندی، مفتی محمد علیم الدین ۵۶
نگینوی، سید ظہیر احمد زیدی ۶۵
نواز، محمد زبیر حق ۱۱۳
نورانی، مفتی محمد اسماعیل قادری ۱۲۲
نوری، محمد محب اللہ ۹۳
نوری، محمد نصر اللہ ۹۳

(و)

واصف، حفیظ الرحمٰن ۶۳
ویلوری، شاہ عبدالوہاب ۷۷

(ہ)

ہاشم، محمد ۶۹
ہزاروی، محمد ایوب ۱۳۰
ہزاروی، مفتی محمد عبدالقیوم خان ۱۱۴
ہمایوں، نصیر الدین محمد ۳۳
ہمایونی، عبدالغفور ۶۹
ہیسٹنگز، وارن ۳۶

(ی)

یٰسین، مفتی محمد ۸۸-۸۹
یوسف، حافظ غلام ۱۳۹
یوسف، مفتی محمد ۳۶

Marfat.com

متفرق

(آ)

آل تیمور ۳۳

آئمہ حدیث ۱۰۴

(ا)

اجماع ۱۳_۱۴، ۱۵_۱۸، ۲۰، ۲۲، ۳۳، ۹۰، ۹۳، ۱۷۱

اجماع اہل مدینہ منورہ ۱۵

اجماع سلف ۹۰، ۱۰۰

اجتہاد ۱۳_۱۴، ۱۷_۱۸، ۱۹، ۹۱، ۱۵۷، ۱۷۱، ۱۷۲

اجتہاد مطلق ۱۸

اجتہاد فی الفتوی ۱۶

اجتہاد فی المذہب ۱۸، ۱۷۲

احادیث/حدیث نبوی ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۸، ۱۹، ۲۰،
۲۳، ۳۳، ۳۵، ۳۷، ۳۸، ۴۸، ۵۱، ۵۳، ۵۶، ۶۲، ۶۴،
۶۷، ۷۰، ۷۱، ۷۳، ۷۵، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۲،
۸۳، ۸۴، ۸۶، ۸۷، ۸۹، ۹۰، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۹،
۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۳، ۱۱۶،
۱۱۹، ۱۲۱، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۷، ۱۲۹، ۱۶۱، ۱۷۱

احکام/قانون شریعت ۲۲، ۱۲۷

احیائے اسلام ۳۴

استحسان ۱۴

استصلاح ۱۴

اسلامی احکام ۹۷، ۱۰۴، ۱۵۶

اسلامی تہذیب وتمدن ۱۹

اسلامی حکومت ۳۰، ۵۵

اسلامیات ۸۳

اشتراکی نظام ۴۵

اصحاب تخریج ۱۸

اصحاب ترجیح ۱۸

اصحاب تمییز ۱۸

اصول الفقہ ۱۳_۱۴، ۱۷_۱۸، ۳۱، ۳۸، ۵۴، ۸۲،
۱۳۰، ۱۵۴

اللہ تعالیٰ ۱۳، ۲۰، ۲۱

امر بالمعروف ۱۹، ۲۱

انگریزی/برطانوی سامراج ۳۶

اہل بیت ۱۶

ایرانی/شعیہ اثرات ۳۳

ایرانی افواج ۳۳

(ب)

برطانوی دور/عہد ۳۵، ۳۷

(پ)

پاکستانی علماء ۱۵۷

(ت)

تابعین ۱۳_۱۴، ۱۵، ۱۸، ۲۱، ۹۰، ۱۰۰

تبع تابعین ۱۳، ۲۱

تصوف ۳۴، ۱۳۰

تغلق عہد ۳۱

تقلید/تقلید شخصی ۱۴، ۲۰، ۳۸، ۵۴، ۸۷، ۱۵۷، ۱۶۲

(ج)

جغرافیہ ۵۳

Marfat.com

جہاد ۳۶

(ح)

حج ۵۱، ۵۶، ۶۴، ۷۴، ۹۴، ۱۲۹، ۱۵۸، ۱۶۴

(خ)

خاندان ولی اللّٰہی ۳۸

خلجی عہد ۳۱

(د)

درس نظامی ۴۳، ۷۶، ۸۴، ۸۷،
۹۴، ۱۰۵، ۱۰۶ـ۱۰۸، ۱۱۵، ۱۱۹

دورۂ تفسیر القرآن ۶۷، ۱۱۶

دورۂ حدیث شریف ۵۵، ۷۳، ۱۲۶

دی مسلم پرسنل لاء (شریعت) ایپلیکیشن ایکٹ ۳۷

(ر)

رائے ۱۴، ۱۵، ۲۰، ۲۲، ۲۴، ۴۵، ۷۴، ۱۱۷، ۱۵۴، ۱۵۵

ردقادیانیت ۴۷

روزے ۷۳، ۹۱، ۱۲۹

ریاضی ۵۳

(ز)

زکوٰۃ ۹۱، ۱۲۸، ۱۲۹ـ۱۳۰، ۱۵۸، ۱۶۱ـ۱۶۲

(س)

سرمایہ دارانہ نظام ۴۵

سقوط بغداد ۱۴

سلاطین دہلی/عہد ۳۰

سنت نبوی ۱۷، ۱۸، ۲۹، ۳۰، ۶۱، ۶۴، ۶۶، ۹۱، ۹۷،
۱۰۴، ۱۰۶، ۱۱۴، ۱۲۹، ۱۵۶، ۱۷۱، ۱۷۴

سننِ صحابہ کرامؓ ۱۳

سننِ نبوی ۱۴

سیرت نبوی ۳۳، ۱۰۴، ۱۳۰

(ش)

شرعی قانون ۳۷، ۴۱

(ص)

صحابہ کرامؓ ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۸۴، ۹۰، ۱۰۹

صدر پاکستان ۱۵۳

(ض)

ضبط ولادت ۷۲، ۱۶۵

(ع)

عالمی جنگیں ۴۵

عرف اہل مدینہ منورہ ۱۵

علمائے احناف ۱۳۰

علمائے اسلام ۱۳۳

علمائے اہل سنت ۱۰۰

علمائے بریلی ۱۲۱

علمائے بلوچستان ۱۱۸

علمائے حجاز ۵۴

علمائے دیوبند ۳۷، ۱۱۳

علمائے سلف ۸۲

علمائے فرنگی محل ۳۸، ۷۹

علمائے ہند ۱۲۱

عمل اہل مدینہ منورہ ۱۵

عہد صحابہ کرامؓ ۲۰

Marfat.com

عہدرسالت/ نبوی ۱۳۔۱۴، ۱۹۔۲۱، ۳۸

عہدمغلیہ ۳۳

عیدالاضحیٰ ۹۵

(غ)

غیرمقلدین ۳۸، ۱۲۹

(ف)

فقہ اسلامی ۱۴، ۱۷، ۲۴، ۲۵، ۳۵، ۱۲۸، ۱۳۲، ۱۵۸،
۱۵۹

فقہ نبوی ۱۳

فقہائے احناف ۱۲۴، ۱۷۲

(ق)

قاضی ایکٹ ۳۷

قاضی کورس ۱۱۸

قانون اسلامی/شریعت ۱۳، ۱۵، ۱۹، ۲۰، ۲۲، ۳۲، ۳۴،
۳۵، ۳۶، ۳۷، ۱۵۴، ۱۶۱، ۱۶۳، ۱۷۱، ۱۷۲

قوانین اسلام ۱۷

قیاس ۱۴۔۱۵، ۱۸، ۹۱، ۹۳، ۱۷۱

(ک)

۱۹۵۶ء کا آئین ۱۵۳۔۱۵۴

۱۹۶۲ء کا آئین ۱۵۴۔۱۵۵

۱۹۷۳ء کا آئین ۱۵۶

(ل)

لودھی خاندان ۳۲

(م)

مجتہد فی المسائل ۱۸

مجتہد فی الشرع ۱۸

مجتہد فی المذہب ۱۸

مسلم پرسنل لاء ۳۶، ۳۷، ۴۰

مسلم دور/عہد ۳۶

مسلم ریاست ۳۰، ۳۵

مسلمان/مسلمانوں ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۷، ۲۱، ۲۳، ۲۹،
۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۴۵، ۵۱، ۵۴، ۱۰۹، ۱۱۱، ۱۱۷،
۱۲۶، ۱۲۷، ۱۵۳، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۷۱، ۱۷۲

مغلوں کا عہد زوال ۱۹، ۲۱

(ن)

نماز ۵۱، ۶۵، ۷۲، ۸۷، ۹۱، ۹۳، ۹۴، ۱۰۲

نہی عن المنکر ۱۹، ۲۱

Marfat.com

BOOKS GIVE US WINGS
NATIONAL BOOK FOUNDATION

جنوبی ایشیا کے
اردو مجموعہ ہائے فتاویٰ

(۱۹ویں اور ۲۰ویں صدی عیسوی)

مجیب احمد

Marfat.com